

**PAGES MISSING
WITHIN THE
BOOK ONLY**

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224252

UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵۸۳۰۵

Accession No. ۸۵۳۳

Author

طاهر علیخان

Title

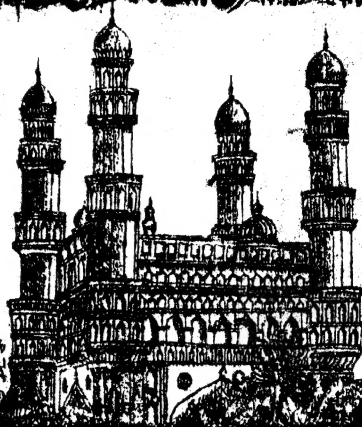
دین ریویو

This book should be returned on or before the date last marked below.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتب خانہ
کلیئر ہاؤس، لاہور

Checked 1969



۱۹۷۵



بسم
اعلیٰ درجہ کے انگریزی ناولوں کے مجموعہ
ایک سو سیسہ جلدوں میں



نیاں کیا گیا

ظفر علی خان بی

ایڈیٹر

کتاب خانہ

قواعد و ضوابط

(۱) یہ رسالہ حیدر آباد دکن سے ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتہ میں شائع ہوتا ہے اور اس کا حجم ساٹھ صفحہ ہے۔
 (۲) دکن ریویو میں نظم و نشر کے اعلیٰ درجہ کے علمی و اخلاقی مضامین اس مقصد سے شائع کئے جاتے ہیں کہ ملک میں علم کا صحیح مذاق پھیلے اور ہونہار زبان کو ترقی ہو اسکے علاوہ جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے مصنفین کی تصانیف پر ریویو بھی کئے جاتے ہیں۔ قابل مضمون نگاروں کے مضامین نہایت خوشی کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں لیکن ایڈیٹر کو حق حاصل ہوگا کہ جس مضمون کو چاہے وہ شائع کرے یا باصلاح شائع کرے۔

(۳) افسانہ میں صرف ایسے انگریزی ناولوں کے ترجمے درج کئے جاتے ہیں جو دلچسپ اور پر لطف ریویو کے ساتھ مہذب اور نتیجہ خیز ہوں۔

(۴) قیمت صہرہ سکہ انگریزی یا سہرہ سکہ عالی قسم اول کے لیے اور سہرہ سکہ انگریزی یا سہرہ سکہ عالی قسم دوم کے لیے مقرر کی گئی ہے جو صاحب صرف دکن ریویو خریدنا چاہیں ان سے سہرہ سکہ انگریزی یا سہرہ سکہ عالی قسم اول کے لیے اور سہرہ سکہ انگریزی یا سہرہ سکہ عالی قسم دوم کے لیے لیے جائیں گے محصولہ اک معاف ہوگا (۵) جو صاحب درخواست خریداری بھیجیں ان سے التماس ہے کہ اپنا پتہ واضح و مفصل تحریر فرمائیں اور سکونت تبدیل کرنے کی صورت میں اطلاع دیں۔

(۶) افسانہ میں بالفعل سٹریٹ لٹریچر کی ایک مقبول تصنیف کا ترجمہ نام فنانڈ لندن شائع ہو رہا ہے۔ سال گذشتہ کے بارہ پرچون کو کتاب کی شکل میں ترتیب دیا گیا ہے جس کا نام فنانڈ لندن جلد اول ہے ہمارے دفتر سے یہ کتاب جس کا حجم ۶۶ صفحے ہے محصولہ اک کے علاوہ سہرہ سکہ انگریزی یا سہرہ سکہ عالی بھیجنے پر یا قیمت طلب پائل کے ذریعہ سے منگوانے پر مل سکتی ہے۔

(۷) اجرت طبع اشتہارات کا نرخ حسب ذیل مقرر کیا گیا ہے۔

پورا صفحہ سالانہ ۱۰ روپے ششماہی ۵ روپے سہ ماہی ۳ روپے
 نصف صفحہ سالانہ ۵ روپے ششماہی ۲ روپے سہ ماہی ۱ روپہ
 ایک دفعہ کے لیے فی سطر ۲ روپے اشتہارات کی اجرت ۸ روپے لکھ جائے گی۔

(۸) جملہ خط و کتابت خریداری وغیرہ کے متعلق منیجر افسانہ دکن ریویو سے اور مضامین کے متعلق ایڈیٹر سے ہونی چاہیے۔
 ظفر علی خان بی۔ اے مالک و ایڈیٹر

فہرست مضامین

نمبر	جلد دوم	پاچ ۱۹۰۳ء
مضمون	نام مضمون نگار	صفحہ
بوعلی سینا (۳۱)	ایڈیٹر	۱
حالات ہزارکلمتی نواب شمس الملک بہادر	ایڈیٹر	۵
وزیر افواج آصفیہ		
صفت و حرفت کی تعلیم کی ضرورت	مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی۔ اے۔	۷
	اول تعلقہ دار بیٹر	
پروانہ و شمع (نظم)	مولوی نادر علی خان صاحب تاور کا کوری	۱۶
حضور نظام	مولوی سید افضل حسین صاحب مہتمم عبد الباقی علیہ	۱۹
	حیدر آباد رکن	
رضعت اسے بزمِ جہان (نظم)	پروفیسر محمد اقبال صاحب ایم۔ اے۔ لایہ	۲۳
ترک جہانگیر (۳۱)	شمس العلماء مولانا سید غلامی حیدر آباد رکن	۲۵
تقلید کا اثر اقوام کے نشو و نما پر	مولوی سید محفوظ علی صاحب بی۔ اے۔	۲۶
	حیدر آباد رکن	
فساد لندن جلد دوم	ایڈیٹر	۸۰ تا ۸۶

الغامی مضمون

”دکن کن کن صنعتوں کے لحاظ سے مشہور ہے۔ ان صنعتوں کے فروغ کا زمانہ کب تھا۔ اب کون سی صنعتیں دکن میں موجود ہیں اور کب کہاں کہاں ہیں اور کس حالت میں ہیں۔ وہ کیا اسباب تھے جو ان کے زوال کا باعث ہوئے اور اب کیا تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں جن سے انکو پھر فروغ ہوئے۔ ہم دو مہینے سے برابر اعلان کر رہے ہیں کہ جو صاحب مندرجہ بالا موضوع پر بہترین مضمون لکھیں گے اور کوئی روپیہ انعام دیا جائے گا۔ لیکن بکونہایت۔ افسوس ہے کہ آج تک بھی کہ یکم اپریل کی شام ہو گئی ہے ہمارے پاس ایک بھی مضمون نہیں پہنچا۔ اسکی ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ انعام مضمون کی اہمیت کے مقابلہ میں اس قدر کم ہے کہ لوگ مضمون لکھنے کو کوہ کندن اور صلہ پانے کو کاکہ پر آوردن سمجھتے ہیں۔ اگر یہ وجہ صحیح ہے تو ہم بڑی خوشی سے انعام کی مقدار میں حصے روپیہ کا اور اضافہ کرنے کو تیار ہیں یعنی

پہنچا س روپیہ کا انعام

اور صاحب کی خدمت میں پیش کیا جائیگا جو مندرجہ بالا موضوع پر بہترین مضمون لکھیں گے مضمون دکن ریویو کے ۱۲ صفحے سے کم نہ ہونا چاہیئے کل مضامین جو یکم اپریل ۱۹۰۷ء تک ایڈیٹر کے پاس آجائے چاہئیں مندرجہ ذیل کمیٹی کے ملاحظہ میں پیش کئے جائیں گے اور انعام اوس مضمون پر دیا جائیگا جو کمیٹی کے نزدیک سب سے اعلیٰ ہوگا

میر مجلس

جناب لوی نظام الدین احمد صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ سٹراٹ لائبریری لائبریری لیبلیٹو کونسل سرکار عالی۔

اراکین

جناب شمس العلماء مولانا شمس الدین غفر علی ناظم شریعت و علوم و فنون سرکار عالی۔

جناب مولوی حبیب الدین صاحب مددگار معتمد فینانس سرکار عالی۔

جناب لوی نور الضیاء الدین صاحب مددگار ناظم محکمہ امور مذہبی سرکار عالی۔

جناب ملا عبد القیوم صاحب سکریٹری کمیٹی چندہ حجاز میونسپلٹی۔

جناب مولوی بشیر الدین احمد صاحب اعلیٰ نظم حمیت سرکار عالی

سکریٹری ایڈیٹر افسانہ و دکن ریویو



دکن ریویو

بو علی سینا

(۳)

بو علی سینا کی طب پر ایک مختصر سی نظر ڈالنے کے بعد اب ہم اوس کے فلسفہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

اس مضمون کے پہلے نمبر میں ہم بتا چکے ہیں کہ مسلمانوں نے فلسفہ کا فن یونانیوں سے مستعار لیا اور اپنے علم کے محل کی بنیاد کمالات یونان کے کھنڈروں پر رکھی۔ یونانی فلاسفہ میں افلاطون اور ارسطو دو حکیم ایسے گزرے ہیں جن کی حکمت کو آج بھی منہتائے عقل انسانی سمجھا جاتا ہے۔ علی الخصوص ارسطو کی نسبت تو یہاں تک کہا جاتا ہے کہ حقائق موجودات اور معرفت کہہ اسمیاء کے متعلق جو خیالات اوس نے ظاہر کئے اُن کے لحاظ سے کوئی شخص آج تک اوس کا جواب نہیں پیدا ہوا۔ تمام قوموں نے بالاتفاق اوس کی بنی نوع انسان کا اُسٹا و سمجھا ہے اور کوئی علم دوست قوم ایسی نہیں جس نے ارسطو کے

شاعرین و تابعین کا ایک بڑا گروہ نہ پیدا کیا ہو۔ چنانچہ مسلمانوں نے بھی جب اپنی کچھ
 نظری علوم پر مبذول کی تو سب سے پہلے ارسطو کی تصانیف کا عربی میں ترجمہ کرایا۔ خلیفہ
 المامون کی نسبت ایک روایت مشہور ہے کہ اوس نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ ایک
 پیر مرد اوس کو فلسفہ اور دوسرے ذہنی معارف کی اشاعت کی ترغیب دے رہا ہے۔
 جب مامون نے اوس کا نام پوچھا تو اوس نے کہا کہ مجھے ارسطو کہتے ہیں۔ صبح اوشمکر خلیفہ کو
 اپنا خواب یاد آیا اور اوس نے ایک علمی سفارت قسطنطنیہ کے قیصر کے پاس ارسطو کی
 تصانیف منگوانے کی غرض سے بھیجی۔ جب یہ تصانیف آگئیں تو مامون نے حکم دیا کہ
 ان کا ترجمہ عربی میں کیا جائے۔ چنانچہ بہت سے علما جو یونانی اور عربی دونوں زبانوں
 پر پوری قدرت رکھتے تھے اس کام پر مامور کئے گئے اور ارسطو کی تصانیف عربی میں لکھیں
 ارسطو کی حکمت معجزانہ سے متاثر ہو کر دوسری قوموں کی طرح مسلمانوں میں بھی ایک
 گروہ ایسے حکما کا پیدا ہو گیا تھا جن کا یہ خیال تھا کہ عقلی وادراکی کمالات کے لحاظ سے
 (جس حد تک وہ کمالات اس دنیا میں ظاہر ہو سکتے ہیں) ارسطو عقل مجسم ہے۔ بالفاظ دیگر
 جو کچھ ارسطو نے کہا ہے اس میں قسم اور اعتراض کی مجال نہیں۔ اس گروہ کی وقعت و اعتبار
 کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ الفارابی اور خود بوعلی سینا جیسے لوگ اس میں شریک نہیں
 بوعلی سینا اور اوس کے ہم خیال حکما کے نزدیک چونکہ یہ امر ناممکن ہے کہ ارسطو سے
 کوئی عقلی غلطی سرزد ہو لہذا اگر ارسطو کے اقوال بادی النظر میں خلاف قیاس ثابت ہوں
 تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ان اقوال کی تہ کو نہیں پہنچ سکے نہ یہ کہ فی الحقیقت ان میں
 کوئی غلطی مرکوز ہے۔ اس تحریر سے ہرگز صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ارسطو کی وقعت
 بوعلی سینا کے دل میں کس درجہ جاگزین ہے اور ارسطو کا اوس کے فلسفہ پر کس قدر قوی

اثر پڑا ہوگا۔ پس قبل اسکے کہ بوعلی سینا کے فلسفہ کی شرح کی جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند سطور ارسطو کے فلسفہ پر لکھی جائیں جو گویا بوعلی سینا کے فلسفہ کا دیباچہ ہے۔

ارسطو کو نہایت موزون طور پر بانی تاریخ فلسفہ کا لقب دیا گیا ہے کیونکہ ہر مضمون علی طور سے شرح و بسط کے ساتھ بحث کرنے کے قبل وہ اس مضمون کے متعلق متقدمین کے خیالات و آرا کو مقدمہ کی شکل میں درج کر دیتا ہے مثلاً اگر اسے تشریح ابدان یا طب یا المبادی الطبیعیات پر کچھ لکھنا ہو تو قبل اسکے کہ خود ان مسائل پر رائے زنی کرے وہ یہ بتا دے گا کہ ان مسائل کے متعلق متقدمین یہ رائے رکھتے ہیں۔

ارسطو نے اشراقیہ عقاید کبھی ترک نہیں کیے۔ اس کا قول ہے کہ کلیات اور وہ حقایق جن کا نفس ناطقہ انسانی ادراک کر سکتا ہے فطری طور پر ان مادی واقعات و مظاہر جزئیہ کی بہ نسبت جو اس خمسہ کے ذریعہ سے محسوس ہوتے ہیں زیادہ سمجھ میں آ سکتے ہیں۔ مثلاً حیوان ایک ایسا ذہنی کلیہ ہے جس سے ہم چڑیا کی بہ نسبت جو حیوان کی صرف ایک قابل احساس نوع ہے بہت زیادہ مطلب اخذ کر سکتے ہیں اور جس کا مفہوم چڑیا کے مفہوم کے مقابلہ میں بدرجہا زیادہ جامع ہے۔ یا مثلاً بڑائی یا طول یا آواز ایسے حقایق ہیں جن کا تصور ایک پہاڑ یا دس انچ فیتے یا ہتھوڑے اور سندان کے باہمی تصادم کے تصور کے مقابلہ میں بہت زیادہ وسیع الذیل ہے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی یہ امر بھی خاص طور پر مد نظر رکھنے کے قابل ہے کہ اکثر انسانی طبعیات اور مشاہدہ و تجربہ کے ساتھ اسے ایک خاص شغف اور مناسبت تھی۔ افلاطون کے مذہب نے تصورات و خیالات کے علاوہ باقی تمام اشیاء کو غیر موجود قرار دیا تھا۔ ارسطو نے کائنات کو اس فنائے نظری سے نجات دینے کے لیے ممکن کی اصطلاح ایجاد کی جو موجود و غیر

موجود کے درمیان گویا ایک خط فاصل یا یون کہیے کہ ایک حد وسط ہے ممکن کا وجود ہے
 بھی اور نہیں بھی۔ جو چیز اس وقت تک صفات سے عاری ہو اسکی نسبت یہ کہا
 جاسکتا ہے کہ اس کا وجود نہیں۔ یہ ممکن کی حالت سلبیہ ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ
 کسی ان دیکھے اور ان بوجھے تغیر کی وجہ سے وہ چیز جو حال موجود نہ تھی۔ موجود ہو
 جاتی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ شے ممکن پہلے سے موجود تھی۔ اسکو ممکن کی
 حالت ایجابی سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ ارسطو کے خیال میں کائنات کی مثال ایک مسلسل
 زنجیر کی ہے جسکا ایک سر ممکن محض یعنی میولائی (ماؤہ بغیر شکل یا صفات کے) ہے۔
 اور دوسرا واجب بلا شرط و علی الاطلاق جو ہمیشہ سے موجود چلا آیا ہے یعنی خدا۔

ممکن کا وجود کے باہمی تعلقات پر جب غور کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ عالم
 قدیم و ازلی ہے۔ کیونکہ باعتبار ترتیب زمانی ضرور ہے کہ موجود ہمیشہ سے ممکن پر مقدم چلا
 آیا ہو۔ پودے کی حالت امکانی میج ہے اور مرغ کی انڈا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ پودا میج سے
 اور مرغ انڈے سے پہلے وجود رکھتا ہوگا۔ اسی پر دوسری چیز و کمو قیاس کر لو اس طور
 پر ارسطو کے مذہب کے موافق علت و معلول کا پورا نظام جس پر کائنات یا قدرت مشتمل
 ہے ازل و ابدی ہے جس میں اول تو کوئی تبدیل و تغیر ہوتی ہی نہیں اور اگر قدرے
 قلیل ہوتی بھی ہے تو سلسلہ سبب و سبب کے اون دونوں قابل تعین اجزا کی تحریک
 کی بدولت جنکو حوادث اور مشیت انسانی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (باقی آئندہ) ایڈیٹر

دل گرچہ درین بادیاں شرافت
 یک موئے نہ دانت و لہوئے شگفت
 اندر دل او ہزار خورشید بتافت
 آخر کمال وزہ راہ نیافت
 مولیٰ سینا

ہاکسنسی نواب محمد فیض الدین خان خٹک شمس الدین شمس الملک بہا وزیر افرات دولت آصفیہ

جبکی شبیہ سے ہمارا اس دفعہ کا پرچہ مزین ہے حیدر آباد دکن کے اوس نامور اور مشہور خاندان کے موجودہ رکن راکین بہن جبکی شہرت و عظمت کی بنیاد ابو الفتح خان شمس الامراء اول نے ڈالی تھی۔ نواب شمس الملک بہادر امیر کبیر سرخورد شید جاہ بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ اسی مرحوم و مغفور کے جانشین اور موجودہ فرمانروائے دکن خلد اللہ ملک کے حقیقی بھائی ہیں۔ اس لحاظ سے اون کو دکن کے شاہی خاندان کے ساتھ قربت قریبہ حاصل ہے۔ شان امارت اور علوم مرتبت کے ساتھ وہ اوصاف جن سے فی زمانہ ایک امیر کو متصف ہونا چاہیئے۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کی بدولت اون کی ذات میں جمع ہیں اور جن لوگوں کو آپ سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ آپ کے حسن اخلاق اور بزرگوں کی مثال کے معرف ہیں۔

نواب شمس الملک بہادر شمس الدین پیدا ہوئے اور اون کی تعلیم حضرت بنگالہ عالی متعالیہ عظمیٰ انعالی کے ساتھ ایک یورپین تالیف کی نگارانی میں شروع ہوئی جس کو سرسار جنگ اول نے اس کام کے لیے منتخب کیا تھا۔ شمس الدین نواب شمس الملک بہادر سیاحت یورپ کی غرض سے اول انگلستان تشریف لیگئے جہاں ملکہ معظہ و کٹوریہ آنجہانی اور شاہی خاندان کے کل اربکان سے اون کو عزت و تعارف حاصل ہوا۔ فوجی قواعد۔ سواری۔ نشانہ بازی وغیرہ کر تہ اونہوں نے ملکہ معظہ کے خاص شاہی رسالہ لایف کارڈ میں لکھے۔ اسکے بعد اونہوں نے فرانس۔ بیجیم۔ جرمنی۔ آسٹریا۔ اٹلی اور دیگر ممالک یورپ کی سیاحت سے اپنے تجربہ کو وسیع دی۔ اور ہر ملک کے شاہیہ اہل کمال۔ سے ملے۔ سفر یورپ سے واپس آنے کے بعد اون کے والد مکرم نے اپنی پاک نگاہ کی افواج اور نیز بعض محکمہ دیوانی کا انتظام اون کے تفویض کیا تاکہ اون کو انتظامی معاملات کا تجربہ بھی حاصل ہو۔ ۱۸۸۶ء میں نواب شمس الملک بہادر

نے یورپ کا دوسرا سفر اختیار کیا۔ اس دفعہ ہندوگان عالی اور کو اپنی طرف سے نیابتاً ملکہ معظمہ آنجنائی کے جشن ڈائمنڈ جوبلی میں شریک ہونے کے غرض سے مامور کیا اس موقع پر ملکہ معظمہ نے جوبلی کا دہا متعقد فرمایا اس میں نواب شمس الملک بہادر موجود تھے اور قیصر ہند نے اون پر خاص عنایات خسروئے منبہول فرمائیں۔ واپسی پر اون کا اور ہنر ایل ایٹنس ڈپوک آف کنات کا پوتا تک ساتھ ہوا جن کے ساتھ اون کے ہنایت گھر سے دو سائے مر اسٹیم قائم ہو گئے۔

تاریخ مہر مہر ۱۳۱۵ نواب شمس الملک بہادر کو ہندوگان عالی نے وزیر افواج مقرر فرمایا اور اس وقت وہ اس منصب جلیلہ پر سرفراز ہیں۔

نواب شمس الملک بہادر کو علمی ذوق گویا اپنے خاندان سے ترک میں ملا ہے۔ جن لوگوں نے کتابت تفسیر اور فہم البصر کو جو فن ہیت میں دو مہدوط تصانیف ہیں دیکھا ہے اور تاریخ رشید الدین خانی و تاریخ خورشید جاہی کا مطالعہ کیا ہے وہ خاندان شمس الامر کے علمی و تصنیفی رجحانات کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔ خود نواب شمس الملک بہادر کو عام طور پر علمی کاموں سے دلچسپی رکھنے کے ساتھ علم ہیت سے جو گویا اون کا آبائی علم ہے ایک خاص شغف اور مناسبت ہے۔ چنانچہ آپ بصرہ زر خطیر حیدر آباد میں ایک صد کاہ قائم کرنے کا قصد فرما رہے ہیں اور اسکے لئے ہزار ہا روپیہ کے آلات رصد بینی منگوا چکے ہیں۔ ان آلات میں خصوصیت کے ساتھ جس آلہ کا ذکر کیا جا سکتا ہے وہ ایک عظیم الشان دور میں ہے جو ابتداً یورپ کے ایک علم دوست تاجدار کے لئے تیار کی گئی تھی لیکن جس کی مقدریں نواب شمس الملک بہادر کی علم پرستی کے طفیل حیدر آباد میں آسا لکھا تھا۔

افسانہ و دکن ریویو کی اس سے بڑھ کر اور کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے کہ اسکے خاص سرپرستوں کی فہرست کو بنگلہ دہی نواب شمس الملک بہادر کے نام نامی سے زینت حاصل ہے۔ نواب صاحب مدوح نے ہماری درخواست پر نہایت مہربانی اور عنایت کی راہ سے اس دفعہ کے دکن ریویو کے ساتھ شائع کر کے غرض سے ہکوانا تو تو گرامت مرحمت فرمایا ہے جس کے لحاظ سے ہم اون کے مہربان ہوتے ہیں۔

صنعت و حرفت کی تعلیم کی ضرورت

انجوائزیشنل کانفرنس کے گذشتہ اجلاس میں جو بھگت منہی منعقد ہوا ہمارے مضمون
مہوشی محمد عزیز مرزا صاحب بی۔ اے اول تعلقہ دار بیڑ نے ایک مدلل اور دلچسپ تقریر
میں یہ ثابت کیا تھا کہ قومی ترقی کے لیے مدارس صنعت و حرفت کا قیام لازمی ہے۔
یہ تقریر اس قدر معنی خیز اور مفید تھی اور اسکے علاوہ ایک روکھے پھیکے مضمون کو اس
میں ایسے ولادیر طریقہ پر بیان کیا گیا ہے کہ ہم اسکو بچہ درج ذیل کرتے ہیں اور ہرکو
اسید ہونے لگتا ہے کہ جو دلچسپی ملکک محروسہ سرکار عالی میں فی زمانہ تعلیم و صنعت و حرفت کے متعلق
ظاہر کی جا رہی ہے اس کے لحاظ سے دکن میں یہ مضمون خاص دلچسپی سے پڑھا جائیگا۔

اگر ضرورت زمانہ کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ دعویٰ کہ قومی ترقی کے لیے مدارس
صنعت و حرفت کا قیام لازمی ہے۔ تقلید سے اس کے اصول موضوعہ کی طرح کسی دلیل یا ثبوت کا محتاج
نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ خیال کیا جائے کہ ہم اور ہماری قوم ضروریات زمانہ سے کس قدر دور ہیں
تو معلوم ہوگا کہ اس ساحل پر ایک طرف تو ہم درواج کی طوفان خیز موجیں جن کے پھیلاؤ اور زور
کو قدر امت پرستی اور استبداد زمانہ نے اور بھی بڑا دیا ہے نگہ رانی میں اور دوسری طرف نئے خیالات
کا مدوجز جبکو سرسید احمد اور ان کی تعلیم کے مقناطیسی اثر نے اعلیٰ تعلیم کے ساتھ وابستہ کر دیا
ہے زور سے طرہ آور ہے۔ غرض کہ ان مخالف موجوں کی کشاکش کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ ابھی تک
صنعت و حرفت کی کشتی مدتوں سے دو ان دو ان دور سے منڈلاتی ہوئی نظر آرہی ہے مگر ابھی
تک ساحل مراد کے قریب نہیں پہنچنے پائی۔ پس قبل اسکے کہ ان قدیم و جدید تقصبات
پر غور کیا جائے مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ بتایا جائے کہ تعلیم و صنعت و حرفت سے
کیا مراد ہے اور اسکے فوائد کیا ہیں گو کہ یہی جیسے شہرتیں جہاں ہر طرف صنعت و حرفت کے
عالیشان شواہد موجود ہیں زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔

اوس جو سوتے بھالے زمانہ کا ذکر کرنا تو اب فضول ہوگا جبکہ انسان سوائے لباس
 عوامی کے اور کسی لباس سے آراستہ نہ تھا اور سوائے حوائج سے کے دوسری ضرورتوں کے
 ناواقف تھا لیکن ماؤہ تعقل نے جو اوسکو دوسرے حیوانوں سے متمیز کرتا ہے بہت جلد
 اوسکو ابتداء سے سادگی سے نکالکر میدان تمدن میں پہنچا دیا اور مع بنی آدم اعضائے یک گیرانہ
 کا مضمون اچھی طرح اوسکے ذہن نشین کیا۔ تمدن نے اوسکے حوائج میں توسیع کی۔ اور اس توسیع
 نے ہر فرد واحد کو دوسرے کی محنت اور دماغ کا محتاج بنا دیا۔ صنعت و حرفت کا مفسد یہی امر
 اور اس سے یہ لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ اقوام متحدہ زمین سب سے قوی اور بابرکت قوم وہی ہوگی
 جو اپنی ضرورتوں کے پورا کرنے پر قادر ہو۔ اور سب سے ردی اور ذلیل حالت اوس قوم کی ہوگی
 جو ضرورت زندگی کے لحاظ سے دوسروں کی محتاج ہو۔ تاریخ بتاتی ہے کہ قدیم مصری انجینیئرین
 اقوام سے لیکر زمانہ موجودہ کی ترقی یافتہ اقوام یورپ تک جب کسی قوم نے میدان ترقی میں
 قدم رکھا کہ اولو العزمی کی دڑ میں بازی لی ہے تو گواہان زمین اوس کی ترقی کا پایہ اوس کے
 افراد کی جرأت و استقلال اوسکے سپہ سالاروں کی اولو العزمی و تدبیر اور اوسکی فوج کی دلیری
 و سپہ گری اور آلات حرب کی عمدگی و مشافی نے ڈالا ہو لیکن اوسکو قیام اور بامداری جب ہی نصیب
 ہوئی ہے جبکہ اوسکے صناعتوں کی محنت ہنرمندی اور دستکاری دوسری اقوام کی ضرورتوں پر حاکم
 ہو جاتی ہے۔ انگلستان اور امریکہ کی ترقی کا یہ راز نہیں ہے کہ انکی بحری اور بری قوت دوسری
 مہذب اقوام سے زیادہ نہیں بلکہ انکی عظمت و جبروت کا اصل راز یہ ہے کہ اوسکے ہاتھ
 کے ہنر نے دنیا کی تمدنی ضرورتوں کا احاطہ کر لیا ہے اور اسی کی بدولت ہم آج یہ تماشا دیکھتے
 ہیں کہ اوہر انگلستان میں سترچیمبر لین جیسے با اثر ویرا ویرا مغرور و بزرگوں کو جب معلوم ہوا کہ نہ
 موجود کی با عظمت دیوی آزادی تجارت نے اپنے پرستش کرنے والوں سے مٹے موڑ لیا
 ہے اور اسکی انصاف پسندی یا تغافل بہت جلد انگلستان کی صنعت و حرفت کا خاتمہ کر دیگی
 تو نہ اوہنوں نے اپنے اعلیٰ مرتبہ کا خیال کیا نہ دوستوں کے چھوٹے نہ دشمنوں کے بڑا کہنے

اور نہ لوگوں کے جسے ہوئے نقصانات کا بلکہ سب سے قطع نظر کر کے نہایت مردانگی کے ساتھ مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے اور اودھر پریسڈنٹ روز ولٹ کی دو بیٹی دعا بخت انڈیشی نے انکو ٹرسٹس کی مخالفت پر آمادہ کیا ہے اور دوسری طرف لارڈ روزبریج کیا بیدار مغز رکن قوم باوجود قوم کے اس قدر ترقی کر جانے کے موجودہ وسائل تعلیم صنعت و حرفت کو نامافی بنا کر کے ایک اعلیٰ درجہ کے انسٹیٹیوٹ کے قیام پر زور دے رہا ہے یہ بین قومی ترقی کے آثار و علامات جس قوم نے ہماری آنکھوں کو دیکھتے تھے کی وہ جاپان ہے اور اگر آپ اس کے اس قدر جلد ترقی کر جانے کے راز کو دریافت کریں گے تو معلوم ہوگا کہ جس چیز نے کہ اسکو اتنے قلیل زمانہ میں دنیا کی ترقی یافتہ اقوام کا ہمسرہ بلکہ مقابل بنا دیا ہے وہ سوائے اسکے کچھ نہیں ہے کہ امانی جاپان پہلے سے صنعتی میں شہرہ آفاق تھے اور جدید تمدن سے بہرہ ور ہونے کے بعد سب سے پہلا کام جو انہوں نے کیا وہ یہی تھا کہ اپنی ہنرمندی کی رفتار کو زمانہ موجودہ کے مطابق بنایا اسی طرح ہم مسلمان جب مسلمان تھے تو ہمارے ممالک محروسہ کی ہر بڑی اور چھوٹی مہنتی صنعت و حرفت کا مخزن سمجھی جاتی تھی اور دنیا کا کوئی ملک ایسا نہ تھا جو ہماری صنایع اور تجارت کا باجگذا رہ نہ ہو۔ یورپ کے دوسرے ممالک کا تو ذکر ہی کیا ہے اسکنڈینیویا کے دور دراز اور بر فیملہ ملک میں بھی آج تک مسلمان سودا گروں کی اولوالعزمی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ یا برخلاف اسکے آج ہماری یہ حالت ہے کہ ہم اپنے جسم کو دیکھتے ہیں تو سر سے پاؤں تک گھڑگو دیکھتے ہیں تو دیاسلائی سو لیکر لپٹ تک دفتر کو دیکھتے ہیں تو قلم و دوات سے لیکر کاغذ تک کوئی شے ایسی نہیں جس کے لحاظ سے ہم دوسروں کے محتاج نہوں۔

میں عرض کر چکا ہوں کہ اصلی حاکم تلوار نہیں بلکہ ہنرمند ہاتھ ہے۔ اور اسی وجہ سے اہل برطانیہ کی حکومت ہم پر تلوار کے ذریعہ سے قائم نہیں ہے بلکہ ان کی حکومت جیسا کہ مولانا نذیر احمد اکثر فرمایا کرتے ہیں اس کے سوئی بنانے والوں اور ان کے کپڑا بننے والوں

اون کے مشین چلانے والوں کی ہے اور اونہی کی دستکاری کی بدولت اہل برطانیہ نے نہ صرف ہلکے ہلکے ہمارے تمام حوائج دنیوی کو اپنا حلقہ بگوش بنالیا ہے۔ ہندوستان کی تجارت اس وقت کئی کروڑ روپیہ کی ہے اور اگر سبھی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان دولت مند ملک ہے لیکن اگر مال و درآمد شدہ کی نوعیت پر غور کیا جائے اور یہ خیال کیا جائے کہ اس میں ہمارا کیا حصہ ہے تو سوائے کف افروس ملنے کے دوسرا چارہ کار نظر نہیں آتا۔ حالت یہ ہے کہ زیادہ تر خام پیداوار ہمارے ملک سے جاتی ہے اور ہمارے غیر سے ہماری مائحتاج اشیاء کی شکل میں تبدیل ہو کر آتی اور بجائے ایک پیسہ کے ایک روپیہ قیمت پر کہتی ہے۔ چمڑے ہی کی نسبت خیال کیجئے کہ ایک بکری کا چمڑا آپ کے آنے کو بیچتے ہیں۔ اور جب اس کام کو لیدر بنکر آتا ہے تو وہ کتنی گران قیمت کو بیچتا ہے۔ اسی طرح آپ ایک پاؤنڈ روئی تین آنے کو بیچتے ہیں اور جب اس کا باریک کپڑا بن جاتا ہے تو پندرہ بیس روپیہ کو خریدتے ہیں۔ ایک ایسے تجارتی شہر میں جیسا کہ بابی ہے مجھے ان تفصیلات کے بتانے کی مطلق ضرورت نہیں ہے بلکہ سچ یہ ہے کہ آپ ان لوگوں میں سے کسی نسبت ہر جہاز زیادہ واقفیت رکھتے ہیں۔

اے مسلمانانِ ممبئی اس میں شک نہیں کہ آپ بلحاظ اپنی تجارتی اولوالعزمی اور مالی کامیابی کے مسلمانانِ ہند کے ستراج ہیں اور اس میدان میں آپ کے کارنامے نمایاں تمام قوم کے لئے باعثِ فخر ہیں لیکن ان سے آپ کو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ آپ معراجِ کمال پر پہنچ چکے ہیں اور آپ کو آئندہ کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اگر اپنی حالت پر غور کریں گے تو بلا کسی وقت یا دشواری کے معلوم ہو جائے گا کہ آپ کی تجارت کو آپ کا حق میں کسی قدر مفید ہو لیکن دراصل قوم اور ملک کے حق میں کچھ بھی مفید نہیں ہے۔ کیونکہ آپ ملک کی خام پیداوار کے باہر جانے اور ملک غیر کے مصنوعات کے آنے کا ذریعہ ہیں اور اس ملک کے عام افلاس میں ایک حصہ آپ کا بھی ضرور ہے۔

اگرچہ بمبئی کی دوسری دیسی قومیں خواب غفلت سے چونک چکی ہیں اور کسی قدر صنعت و حرفت کی طرف متوجہ بھی ہو گئی ہیں لیکن جو آثار ترقی نمودار ہیں ان میں آپ کا کیا حصہ ہے۔ پس اب وہ وقت آگیا ہے کہ جسطور پر آپ نے اپنے ملک کے افلاس میں حصہ لیا ہے اسی طور پر دو تہندہ میں بھی حصہ لیں۔

مسلمانوں کے قومی زوال کی داستان نہایت دلچسپ ہے اور بڑے بڑے اہل الکرامہ سپر اپنی جولانی طبع دکھا چکے ہیں۔ لیکن جہاں تک میں نے غور کیا ہے منجملہ دوسرے اسباب کے ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ عین ترقی کے زمانہ میں فلسفہ اشتراکیت کی اشاعت ہوئی جسکو عجمی تمدن اور خیالات کی اشاعت نے اور بھی قوی کر دیا۔ اور اوسے دنیا سے دل اٹھا کر تصوف کی طرف مائل کیا۔ اور بالآخر ہر قسم کی دینی ترقی کو باعث تنگ و عار بنا دیا۔ اسی کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہمارا قومی سلسلہ تعلیم بھی مذہبی ہو گیا اور اس کے علاوہ کوئی ایسا سلسلہ تعلیم قائم نہ ہوا جو ان لوگوں کا رہبر طریق بن سکتا جو پیشوا سے مذہبی بننے کے شائق نہ تھے۔

اگر آپ تاریخ ترقی یورپ پر غور فرمائیں گے تو بھی یہی معلوم ہوگا کہ عہد وسطی میں جسکو عصر تاریک کا لقب تاریخ نے دیا ہے کوئی انصاف تعلیم دینی کا مروج نہ تھا بلکہ تسلیم کا دار و مدار مذہب پر تھا اور جب سے کہ تعلیم مذہب کی قید سے آزاد ہوئی ہے اسی وقت سے یورپ کی دینی ترقی کی بنیاد پڑی ہے۔ اگرچہ عروج اسلام کے زمانہ میں سینکڑوں مدرسے ہر ملک میں موجود تھے لیکن سوائے کاریگروں کی دوکانوں کے کوئی ایک مدرسہ بھی صنعت و حرفت کا نہ تھا اور اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ رفتہ رفتہ خود صنعت و حرفت ہی کو ذلیل سمجھنے لگے اور اسی کا خمیازہ آج ہم قومی ادبار و افلاس کی صورت میں دیکھنے پر رہے ہیں۔ وہ زمانہ کچھ دور نہیں ہے جبکہ ہندوستان دنیا میں صناعی کام کو سمجھا جاتا تھا اور کوئی ملک ایسا نہ تھا جو ہمارے صناعوں کی ہنرمندی کا محتاج نہ ہو یا اب یہ زمانہ ہے کہ ہم سوئی سے

لیکریل تک کے لئے دوسروں کے محتاج ہیں اور اس کا باعث سوائے اسکے کچھ نہیں ہے کہ صنعت و حرفت کو جاہل اور نادان لوگوں کے ہاتھ میں جو ضروریات زمانہ سے واقفیت پیدا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتے تھے چھوڑ دیا گیا اور تعلیم صنعت و حرفت کی طرف کبھی توجہ نہ کی گئی۔

مجھے امید ہے کہ میں نے کافی وضاحت کے ساتھ ثابت کر دیا ہے کہ ملکی و قومی ترقی میں صنعت و حرفت کا کیا درجہ ہے۔ اور اب اس امر کی ضرورت ہے کہ قدیم و جدید لوگوں کے جو اعتراضات کہ تعلیم صنعت و حرفت پر ہیں۔ اون پر تھوڑی دیر کے لئے غور کیا جائے۔ اگرچہ اس روشنی کے زمانہ اور خاکسار اس روشن خیال کانفرنس میں بہت کم لوگ ایسے ہونگے جنکو علانیہ پیشہ کو حقیر کہنے کی جرأت ہو لیکن پھر بھی قدیم اور جدید خیال کے لوگوں میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جن کے دل میں چرمو جو نہ ہو گو اس میں شک نہیں کہ مسلمانانِ بیبی جنکے مطمح نظر کو کاروبار تجارت نے وسیع کر دیا ہے اس سے پڑی مدت تک برہمی ہیں۔ اگر آپ اپنے ہادی برحق کی سچی تعلیم پر غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ اوسنے اپنے ہاتھ کی محنت کو اکل حلال کا اعلیٰ درجہ قرار دیا ہے اور اگر آپ اپنی تاریخ کے رزین صفوں کو نظر غائر سے دیکھ کر اون بزرگ اور با عظمت لوگوں کی سوانح عمری کو ملاحظہ فرمائیں گے جنھوں نے زمانہ کی لوح سادہ پر ایسے نقش چھوڑے ہیں جو ہمیشہ یادگار رہیں گے تو معلوم ہوگا کہ پیشہ باعثِ ذلت نہ تھا بلکہ بڑے بڑے لوگ پیشہ ور تھے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جنکی تقلید کو اسوقت بھی کئی کروڑ مسلمان ذریعہ نجات سمجھتے ہیں بزاز تھے۔ شمس الامۃ علوانی کا پیشہ جو آسمان فقہ پر آفتاب ہو کر چمکے اون کے نام سے ظاہر ہے۔ کون ایسا مسلمان ہے جو منصور صلاح اور فرید الدین عطار کی بزرگی و عظمت سے انکار کرے گا۔ علامہ مقدسی نے تاریخ اندلس میں لکھا ہے کہ مسلمانین نبی امیہ کا قاعدہ تھا کہ ولیعہد کو ضرور کسی نہ کسی پیشہ کی تعلیم دیتے تھے مثلاً کسی کو جدادعی کی تعلیم دیا جاتی تھی

کسی کو صحافی کی اور کسی کو بخاری کی اور ہندوستان میں بھی شہنشاہ انگلک زیب عالمگیر غازی کتابت کے ذریعہ سے اپنی گزراوقات کرتا تھا۔ دور کا ہے کہ جیسے خود ہمارے شہنشاہ معظم ملک ایڈورڈ ہفتم کے نصاب تعلیم میں سوچی گری بھی داخل تھی اور اس سے یہ اور بھی اچھی طرح ثابت ہوتا ہے کہ ہم نے اپنے شہر قومی کو پس پشت پھینک دیا ہے مگر جن قوموں کا ستارہ اقبال بلند ہے اونھی امور کو نہایت خوشی سے اختیار کرتے ہیں۔ پس اس قدر تفصیل کے بعد کیا کوئی ایسا مسلمان ہوگا جو اپنے ہادی برحق کی تعلیم سے منکر ہو اور امام اعظم اور شمس الاممہ حلواسی اور فرید الدین عطار کے ساتھ شمار ہونے میں ننگ و عار سمجھے اور اگر کوئی ہے تو - ع واسے گرد پس لمروز بود فردا کے

قدیم لوگوں کے اعتراضات رفع کرنے کے بعد میں تھوڑی دیر کیلئے جدید لوگوں کے اعتراضات کی طرف توجہ کرتا ہوں کہا یہ جاتا ہے اور بڑے زور و شور سے کہا جاتا ہے کہ قوم کو ابھی اعلیٰ تعلیم کی ضرورت ہے اور تاوقتیکہ یہ ضرورت پوری نہ ہو دوسری طرف توجہ کرنا گویا اپنی قوت کو کم کر دینا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ ابھی قوم کو اعلیٰ تعلیم کی ضرورت ہے اور مصلحان قوم کا اس طرف متوجہ رہنا لازمی ہے لیکن جب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اعلیٰ تعلیم کے متعلق قوم میں ایک عام تحریک پیدا ہو گئی اور ہوتی جاتی ہے اور جو لوگ اعلیٰ تعلیم کے گران مصارف برداشت کر سکتے ہیں ان میں بہت کم ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو اسکے بے بہا فوائد سے مستفیض کرنے کے خواہشمند نہ ہوں اور نیز یہ سوچا جائے کہ ہماری قوم پر افلاس کس قدر غالب آگیا ہے اور کس قدر کم افراد ہیں جو اعلیٰ تعلیم کے مصارف برداشت کر سکتے ہیں تو ظاہر ہوگا کہ قوم کے چند افراد کی خاطر بڑے حصہ کی ضرورتوں کو بالکل نظر انداز کر دینا قومی خیر خواہی نہیں ہے۔ اسی کے ساتھ اگر ملکی حالت کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان ایک زرعتی ملک ہے اور زراعت کی آمدنی جیسی غیر یقینی اور اتفاقات ارضی و سادی پر منحصر ہوتی ہے وہ ظاہر ہے اور اگر بالفرض ہر امر میں زمانہ سازگار ہو تو بھی آمدنی اتنی نہیں ہو سکتی

کہ دولت مندی پر پہنچا سکے بتایا۔ عالم میں کوئی مثال اس امر کی موجود نہیں ہے کہ کوئی ملک محض زراعت کی وجہ سے دولت مندی کے درجہ پر پہنچا ہو۔

اعلیٰ تعلیم اگرچہ ہکوفلاطون اور ہربٹ اسپنسر کا مد مقابل بناوے لیکن دنیا کے پوشیدہ خزانوں کی کنجی ہمارے ہاتھ میں نہیں دے سکتی اور اس لئے اگر ہم ملکی خیر خواہی کا دم بھرتے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ تعلیم صنعت و حرفت کی طرف توجہ کریں۔ اس میں شک نہیں کہ اعلیٰ تعلیم انسان کے دماغ کی جھلک کے اوسکو اپنی فطرت کی تکمیل کا راستہ بتاتی ہے اور دنیوی طور پر بھی سلطنت میں حصہ لینے کے لئے ضروری ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ نہ تمام قوم اپنی فطرت کی تکمیل اور دماغ کے انجلا میں مصروف ہو سکتی ہے اور نہ ہر شخص سلطنت میں حصہ پاسکتا ہے۔ گو ہماری قوم میں اعلیٰ تعلیم کی اشاعت جیسی کہ چاہیے ابھی تک نہیں ہوئی ہے پھر بھی ایک بہت بڑا گردہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کا ملک میں پیدا ہو گیا ہے لیکن افسوس ہے کہ ان میں سے اکثر تلاش معاش میں سرگردان و پریشان نظر آتے ہیں اور روز بروز اس پریشان حال گردہ کی تعداد بڑھ رہی ہے اور سلطنت و دونوں کے لئے مفید سے بڑھتی جائے گی۔ جیسا کہ ہندوستان کی دوسری اقوام میں دیکھا جا رہا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ فلسفہ کے مسائل علم ادب کے لطافت یا تاریخی رہنمائی نہیں بھر سکتے اس کج بحث کے تخلیف دہ تقاضوں کے روکنے کیلئے کسی اور ہی چیز کی ضرورت ہے۔ برخلاف اسکے تعلیم صنعت و حرفت کی تعریف صحیح طور پر تعلیم قابل بیع و شرا کی گئی ہے۔ اور جسکے ہاتھ میں کوئی مہنہ ہے وہ کبھی بھوکا نہیں رہ سکتا۔ اس کے علاوہ اگر ہم اپنے گرد و پیش دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ہماری معاشرہ تو میں اس شدید ملکی ضرورت کی طرف متوجہ ہو گئی ہیں جیسا کہ نیشنل کانگریس کے متعلق صنعتی نمائش قائم کرنے سے ظاہر ہے پس اگر ہم بروقت بیدار نہ ہوئے تو پھر وہی اعلیٰ تعلیم کا پرانا قصہ پیش آئے گا کہ وہ آگے نکل گئے اور ہم جہاں تھے وہیں کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔

سرید احمد خان نے جسوقت اعلیٰ تعلیم کا جھنڈا بلند کیا ہے تو اس وقت ہماری قوم میں کسی قسم کی تعلیم کا وجود نہیں تھا اور اسلیئے انہوں نے سب سے پہلے تعلیم کے اس حصہ کو لیا جو دماغ کی روشنی کا موجب ہوتی ہے اور اونکا بالیقین یہی خیال تھا کہ جب قوم میں روشن ضمیر ہی پیدا ہو گئی اور وہ ملک کی حکومت میں اپنا حصہ لینے کے لائق بن گئی تو دوسری طرف خود متوجہ ہو جاوے گی۔ پس ہم جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ یہ نہیں ہے کہ اعلیٰ تعلیم سے غافل ہو جائیں یا اسکے متعلق اپنی کوششوں کو سست کر دیں بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ سرید احمد خان کا جو اصل مرکز اعلیٰ تعلیم کی اشاعت سے تھا اسکو پورا کریں۔

پس اسے صاحبو اگر آپ اپنے ملک کو خیر خواہ اور قوم کے ترقی طلب ہیں۔ اگر آپ اپنی اولاد کو قعر افلاس سے جو منہ پھاڑے ان کی منتظر سے محفوظ رکھنا اور میدان ترقی میں اپنی معاصر قوموں سے پیچھے رہنا نہیں چاہتے تو آپ لازم ہے کہ آپ تعلیم صنعت و حرفت کی طرف توجہ کریں اور دماغی و جسمی کوشش کر کے ایسے وسائل ہم بیو بچائیں جو قوم اور ملک کو ان کی برکتوں سے فیضیاب کر سکیں۔ فقط

محمد عزیز مرزا

— ۱۹۴۶ —

و عظم من گردن فشانده عصیان نشود	آستین شکر آلود گس ران نہ شود
ساک را سیلاب دار لے ایندیان دربار	قطره تامل می تواند شد چرا گوهر
سلطنت پہل است خود را آشت نائے فقر کن	قطره تار یا تواند شد چرا گوهر
پوشش است کہ سرمایہ صد درد است	فارغیال آن کہ از جهان بے خبر است
در بھنہ نمی کنند مرغان نہ یاد	ہر چہ کہ بیضہ از نفس تنگ تراست
جنون میں دیکھئے میدان کس کو ہاتھ رہتا ہے	پڑی ہے بلون میں بھوٹ اور ایک اور خار و بھین
زغال گوشہ ابروئے یار می ترسم	اڑین ستارہ و نبالہ دار می ترسم

پروانہ و شمع

خدا نگ نظر جنوری ۱۹۰۳ء میں میری ایک نظم ”شمع مزار“ شائع ہوئی تھی جسکے یہ دو شعر
 کیا تجکو یاد آئے ترے کشتگان ناز؟ جان دادگان پاک نظر اور پاکباز؟
 بیٹھی ہے اون کی فاختہ خوانیکی واسطے؟ تو دور ہی ہے اونکی جوانی کے واسطے؟
 وضاحت کا ایک بڑا پہلو دبا کے زد کئے تھے اور ایک مضمون جداگانہ کے
 محتاج تھے جسکو میں اس وقت پورا کرتا ہوں۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ نہ اس وقت میرے
 سامنے پروانہ لان کی جلی بہنی نقشوں کا انبار ہے نہ کوئی شمع اور کئے سوگ میں پر غم
 سے ٹھیک دو پہر کا وقت ہے نہ میں عاشقانہ شاعری کا اس حد تک مخالف
 اور نہ شاعر کی شان میں نمناگ ستاخی میرا مقصود ہے۔ ذیل کی نظم کو ناظرین محض زراقیہ
 نظم سمجھیں اور اس خاموش شعرا کے خیالات پر کوئی رائے قائم کر نہیں غلط جانیں

نادر

اس شمع ہر دم سے بہتا ہر دم عشق ہے تیری ذات سے عشق و نظم ہر دم عشق
 ہے ساز و برگ حسن تیری کائنات سے نشو و نما کے عشق ہے تیری ہی ذات سے
 اگلے ترین شکوفہ ہے دنیا میں تیری ذات پہنچی تیری مہک جو ہار سے دماغ میں
 لیسکن بنا تو تھکویہ کا ہے کار جو سکوت کیا سوچتی ہے مسئلہ حق لا یوت؟
 کیا یاد آئے تجکو ترے کشتگان ناز؟ جاذبگان پاک نظر اور پاکباز؟
 بیٹھی ہے اون کی فاختہ خوانی کی واسطے؟ تو دور ہی ہے اون کی جوانی کے واسطے؟
 اس شمع تیرے دامن میں ہواں کمال کہیں تیری جبین پہ ہے عرق انفعال کیوں؟
 جلتا نہیں ہے بلکہ یہی ہے سزا سے عشق جلتا نہیں ہے بلکہ یہی ہے سزا سے عشق

فرہاد و فرس سب یہ پٹنئے کہ ہر سگھے؟
 عشاق کی حیات یہی ہے نصف یہی
 عاشق خود ایک روگ ہے معشوق کیلئے۔
 مرنے والی کون عشق میں رہے موت ہی کہان
 مرنے والے میں اور مر نہیں چکے فراق میں
 اک بیکار دل ہے تو تمام عزیز ہے
 بیٹھے تو ہیں کلیجے میں اپنے چھپائے دل
 مالانہیں دل سے دیکھنے کا تم بھی ہے
 اکبار کے جنگلے ڈیوڑھی میں صبح کو
 پھر کیا مجال ہے کوئی اندر دم رکھے
 اغیار اور اونچے وہ بہستان کہ الامان
 سو بار کان دھر کے سنو ماجراے دل
 اب تک یہی نصرت کھلا کیا ہے مدعا
 گھیرے کھڑے مین راہ میں پایا جہان کہیں
 اچھا کیا حسن جہان سوز ہی تو ہے
 رکھیں تو دلیں حسرت نظارہ مزید
 کسکا وصال اور کہان کا پیام وصل
 کچھ اور شغلہ نہ سہی عاشقی سہی
 رسوائیاں کسی کی ہوں ان کی بلا سے ہوں
 سوعیب ایک بات میں پیدا کریں یہ لوگ
 کوئی تیز کوئی سمجھ کوئی ڈھب نہیں

شمع جمال یار پہ جل جل کے مر گئے
 رسوائے عشق کی ہے ازل سے سزا ہی
 انکو کہان ہے موت سب ان کا فریضہ
 بان بان یہ عاشقوں کی مین سب دہو کہ باران
 کھولے پڑے ہیں آنکھ کہ بہن اشتیاق میں
 گویا بڑی مشاع بڑی کوئی چیمہ ہے
 اک غل ہے ایک شور مچا ہے کہ مائے دل
 شوق ستم بھی شکوہ جو رستم بھی ہے
 ادھٹے نہیں ہیں اب کہ میرا دل لیا ہے دو
 جو اس نگلی میں ہو کے چلے دو ترتیب ہے
 اتنی سی بات اوسپ وہ طوفان کہ الامان
 اوسپر گلہ کہ سن نہ لیا مدعاے دل
 آخر ہے لفظ وصل سے انکی مراد کیا
 نظارہ بازیاں ہیں فقط اور کچھ نہیں
 کیوں دیکھے کوئی آنکھیں ہی اپنی نہ پھوڑے
 اوسپر کلام یہ کہ نہیں ہکو تاب دید
 بس لذت نگاہ کا رکھا ہے نام وصل
 بیکا رہی تو بیٹھے ہیں اچھا یہی سہی
 انکو تو تونگی ہے یہ چاہیں خدا سے ہوں
 ساتھ اپنے دوسرے کو بھی رسوا کریں یہ لوگ
 انکو کیا پاس کیا ادب نہیں

ہر ایک سے چھڑی ہوئی ہے داستان وصل
سب کچھ دبی زبان سے کہا اور کچھ نہیں
کیا اوتھ رہا - ہوئی نہیں کیا کیا نصیحتی
اسے شمع کس خیال میں سے قتل عام کر
خس کم جہان پاک یہ ہنگامہ جائے تو
تہذیب یک فخر ہے ان کو بیان وصل
واسوخت لکھ کے پھینک دیا اور کچھ نہیں
یہ پاک حسن جسکی ہے تھکا نصیحتی
پر دانوں کا مال نہ کر اپنا کام کر
اچھا ہوا مرے کہ ترے کام آئے تو
خوش آن کہ دروفاے بنان از جہان گذشت
زین پستان برائے دل دوستان گذشت

دیر کو نہ دیکھ اوسکی روانی کو دیکھ
میر امنہ دیکھتا سب تو اسے سامع
نیرسان کو نہیں گہر فشانی کو دیکھ
جھکا نہیں میری خوش بیانی کو دیکھ
ناور علی خان ناور کا کوردی

چشم جانان

باز ہر چشم خندہ ہم آغوش کردہ
کیفیت چشم اوسکی مجھے یاد ہے ساقی
تا چشم پر خورشید داشت در خواب نیچے
یہ جو چشم پر آسمان میں دونوں
ایک سب آگ ایک سب پانی
تا چشم تو سر مرہ کردہ است
پیش تو کردہ ام عیان حال تہاؤں
اگر خون دو عالم را بہر زو
بادام تلخ را چہ شکر پوش کردہ
ساقی کو میرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا میں
از دست نمتن افتاد جام شراب نیچے
ایک خاؤ خراب ہیں دونوں
دیدہ دول عذاب میں دونوں
خاؤ مروان سید گروہ است
تا تو نصیحتی کئی چشم سیاہ خویش را
ہمیں بس عذر چشم او کہ مست است
مخلص کا شی

حضور نظام

منت منہ کہ خدمت سلطان بھی کم
منت شناس ازو کہ بخدمت گذاشت

یہ تو دنیا میں ایک حکمران کو دوسرے حکمران سے کسی خاص قسم کا تعلق یا خصوصیت ہوا
ہی کرتی ہے مگر اعلیٰ حضرت حضور نظام و کن خلد اللہ ملکہ کو حکومت انگریزی سے جو خاص خصوصیت
حاصل ہے شاید اسکی نظیر صفحہ روزگار پر کہیں نہ مل سکے۔ اس اتحاد کی اہمیت داجو اپنی
آپ نظیر ہے شہادت سے ہوتی ہے یہ وہ زمانہ جو جب انگریزی کیپنی عالم شیر خوارگی میں
ساحل مدراس پر ہاتھ پیر مار رہی تھی اور فرانسیسی درندے اور میسور کا شیر خواران اس تاک
مین لگا ہوا تھا کہ اسکا طبعی تنگ پہو پنچنے سے قبل ہی خاتمہ کر دے اور اس ہو ہمار
طفل کی این کر زون اور مقاصد کو خاک میں ملا دے جو اس کے منچلے دل میں جوش زن ہو ہو کے
تخت و تاج کی ہوس پیدا کر رہے تھے اور ایک حد تک فرانسیسی بھیڑے نے اپنے
مقاصد میں کامیابی حاصل کر لی تھی کہ حضور نظام کے پر زور ہاتھ نے اس کے منہ سے لقمہ
نکال لیا اور اس طرح سے اس کو نہال باغ رعینائی کی پرداخت کی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں
وہ مرد میدان ہو کے اس سفاک بھیڑے اور شیر درندہ سے انتقام لینے کے قابل
ہو گیا اور پھر اوسے سر پرست کی تھوڑی سی سنہ پائے کے اون غنیموں کو خاک و خون میں
ملا کے نیست و نابود کر دیا جو تھوڑا عرصہ قبل اسکی جان کے پیچھے پڑے ہوئے تھے اور
اپنی چشم حسد میں سے اسکو پہلتا پھولتا دیکھنا کسی طور سے گوارا نہیں کرتے تھے۔ ایسے
حکومت انگریزی اپنے اس قدیم محسن اور وفادار دوست کی جس قدر قدر و منزلت کرے وہ
کم ہے اور جہاں تک اسکی دوستی پر فخر و مباہلات کرے وہ بجا ہے۔

گو ان واقعات اور حالات سے تاریخوں کے صفحہ کے صفحہ معمور پڑے ہیں۔ لیکن بقول

حالی ذکر حبیب کم ہنرین و وصل حبیب سے نہ ہم پھر انکا اعادہ کر کے اون لوگوں کے سامنے
جنہوں نے تیاج ہندو دکن کی سیر کی سب بطور قند و مکر اور اپنے ناواقف ناظرین کے لفظ
مین بطور بدیہ نو اون چند مواقع کے حالات پیش کرتے ہیں۔ جب حکومت آصفیہ نے
اپنے قوی ہاتھوں سے بڑے شمشیر انگریزی حکومت کے استحکام میں مدد کی اور جب ظہری
حالات سے اسکی حکومت بنایت متزلزل اور ناگزیر حالت میں آگئی تو اپنی قوت بازو سے
اوس آئی ہوئی بلائے ناگہانی کو مٹانے کی بنا و مضبوطی کا یہ پراسیسی قائم کرادی
جہاں تک اس کے بدخواہوں کی نگاہ بدبین پر پہنچ نہ سکے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جب شاہنشاہ پنج سیر اپنے انگریز طبیب مسٹر ہلڈن کے معالجات
سوسخت یاب ہوئے تو اونہوں نے چاہا کہ بطور شاہان مشرقیہ اپنے طبیب کو زود جواہر
سے مالا مال کر کے محتاج سے فارغ اہال کر دیں۔ لیکن اس قوم کے فدائی نے اون
چمکتے ہوئے زود جواہر پر جن پر چشم فلک کو بھی رشک ہوتا نظر تک نہ کی اور قومی فائدہ کو ذاتی
اغراض پر مقدم کر کے حضرت اقدس واعلیٰ مین یہ استدعا کی کہ بالعوض اس شاہانہ عظیم
کے میرے ہم قوم کو بندرگاہ پر تجارت کرنے کی اجازت فرمائی جائے۔ ہماری قوم کے اعلیٰ
واوئے چونکہ راجا السائل فلا تھیر کے ارشاد وافی بدایہ کو ہمیشہ سے اپنا شعار جانتے
رہے ہیں۔ اور شاہانہ مشرقیہ کی طرف ترلفظ نہین و منسوب کرنا جرم کی حد تک پہنچنا ہر
اسیے اوس بادشاہ فلک جاہ نے فوراً انگریزی قوم کو تجارت کرنیکی اجازت دیدی اور اس
وقت سے پہر دوبارہ کمپنی کے کارخانجات قائم ہو گئے۔

جب اون خصایل و عادات نے جو ہمیشہ سلطنتوں کی بربادی اور قوموں کی تباہی
کا باعث ہوا کی زمین سلطنت مغلیہ کو آفتاب لب بام کردیا اور یادگار خاندان تیمور تخت
شاہ جہانی پر بادشاہ بے سپاہ و ملک بے رعیت کی حیثیت سے برائے نام قائم رہ گیا تو ہندو
مین طوائف الملوکی کا ہر طرف تقارہ بچنے لگا اور چھوٹے سے چھوٹے دلوں میں جو کبھی شاد

ہنجاہ کے تاج کی طرف نظر جھرکے دیکھنے کی جرأت نہ کر سکتے تھے اوس تاج کو زیب سر کر نیکی
ہوس پیدا ہوئی۔ فرانسیسیوں نے بھی اسی زمانہ میں بعض درباروں میں رسوخ پیدا کر لیا اور
اپنی سازشوں میں ہمہ تن سرگرم ہو گئے۔

انگریزی کمپنی حسب اجازت مذکورہ بالا بندرگاہ مدراس پر اپنے کاروبار تجارت میں مصروف
تھی کہ ناگھان فرانسیسیوں کی غائبانہ حکمت عملی سے معرض خطر میں آگئی اور بظاہر حالت
اب اس کے قدم ٹپکنے کا سہارا باقی نہ رہا تھا کہ حضور نظام کی توجہ سے پہراؤ سکے پیچھے گئے۔
کرنل ایسٹنگ فریئر اپنی کتاب "ہمارے وفادار دوست نظام" کے صفحہ ۲ پر اس واقعہ کا بیان
لو کر کرتے ہیں :-

'بندرگاہ کے انگریزی کارخانہ جات کے مینجریک عرصہ سے صوبہ دار کی کورمنٹ
کے چھوٹے چھوٹے عہدہ داروں سے فرانسیسیوں کے مقابلہ میں اپنے مقاصد
کے حصول کیلئے سازشیں کر رہے تھے مگر یہ کسی طور سے نہیں معلوم ہوا کہ مشعلہ سے قبل
کبھی انکو صوبہ دار کی بارگاہ میں براہ راست ہار یا بی حاصل کرنے کے لیے کامیابی
ہوئی ہو۔ اس زمانہ میں آصف جاہ کو ناٹک میں اپنے نائب النور الدین کو چھوڑ کے اورنگ آباد
واپس ہوئے مدراس فرانسیسیوں کے ہاتھ میں آگیا جنگی کامیابیوں بندرگاہ
پر انگریزی مقاصد کی کامل برابری کا خطرہ پیدا کر رہی تھیں۔ اس کے شریک النور الدین نے
انکی امداد کی التجاؤں کی طرف سے بالکل کان میں تیل ڈال لیا تھا۔

اس نازک موقع پر کاموڈور گرین نے جو چارے بحری بیڑہ معینہ ساحل کا کمانڈنگ
اور فورٹ سینٹ جارج کا گورنر تھا۔ خود آصف جاہ کی خدمت میں دو خطوط مورخہ ۱۸۱۸ء
میں روانہ کئے اور اپنے بادشاہ کا واسطہ دیکر یہ التجا کی کہ نواب (النور الدین) کو
گرمشہ معائنہ کی طرف توجہ دلائی جائے اور خود مداخلت فرما کے جہاں تک ممکن ہو سکے
اپنی حالت اصلی پر پہنچا دیا جائے اور جو کچھ ہم سے غیر واجبی طور پر چھین لیا گیا ہے وہ

مسرو کرادیا جائے۔

اس عسائی پر آصف جاہ نے عتاب بھیجتا تو جہ کی۔ انور الدین کے نام ضروری احکام صادر ہونے کہ فرانسیسیوں کی سرکوبی کیجائے اور ہنریجسٹی (شاہنشاہ دہلی) کے بندرگاہ کا شہر چھین لیا جائے۔ اور انگریزوں کے حقوق و ملائے جائیں۔ ان احکام کو علما و علماء دین نے لاسے کی غرض سے انور الدین نے ایک جماعت سواروں کی خاص اپنے فرزند کے زیر حکم واپسی واپس کے لئے متعین کی اور اگرچہ فرانسیسیوں کی جرات کے باعث اس کو شش مین کامیابی نہیں ہوئی۔ لیکن او کو (فرانسیسیوں کا) بے جلت تمام ارکاش مجبوراً واپس ہونا پڑا۔

اس اثنا میں نواب چن قلیج خان نظام الملک آصف جاہ اول بانی مملکت آصفیہ نے داعی اجل کو بلایا اور اس دارنا پائے گمارے مرہٹوں کی بیعت کئی کر لیا اور سلطنت اسلام کو پھر سے برباد و برباد کی دیکھنے کی آرزو کیے ہوئے رخصت ہوئے اور ان کے اخلاف میں جانشینی کا وہی مناقشہ اٹھ کھڑا ہوا۔ جس نے سلطنت دہلی کی چڑھادی تھی اور باہم او ان میں معرکہ جہاں و قتال گرم ہوا جو ایک دوسرے پر جان کے فدا کرنے والے عزیزان و عہدہ لاخوان تھے۔ اس وقت ان لوگوں کی بن آئی جو ہمیشہ ایسے ہی مواقع کی گہات میں لگے ہوئے اپنی کامیابیوں کا راستہ دیکھا کرتے ہیں۔ اس موقع کو غنیمت سمجھ کر ایک سمت فرانسیسیوں نے اختیار کی اور دوسرے فریق کے ساتھ انگریزی کپنی جو گئی اور یہ پہلا ہی موقع ہے جب صلح کل اور تجارت پیشہ کپنی فوجی صورت میں نمایاں ہوئی۔

(باقی آئندہ)

سید افضل حسین

زان طفل اشک من بہ خون شد کہ اوقت او
دوش از دریچہ دل و امشب ز بام چشم
عرفی

رضخت اے بزم جہان!

—•••—

آہ! اس آبا ویرانے میں گہرا ہون میں!
تو میرے قابل نہیں جو میں ترے قابل نہیں!
تو نہ کر تجھے گامِ بخیرِ طلائع کا اسیر
ہے ترے عجزِ خوشامدِ زادہ سے نفرت مجھے
اجنبیت سی مگر تیری شناسائی میں ہے!
مدتوں پہلے تابِ موج بحر کی صورت رہا
روشنی کی جستجو کرتا رہا غلٹ میں میں!
آہ! وہ یوسف نہ ہا سقہ آیا ترے باور میں
انگشک کی صورت میں اپنا حال دل کھتا رہا
آئینہ مشرب ہوں راز اپنا چھپا سکتا نہیں
آرزو ساحل کی مجھ پر طوفان کے مارے کو ہے!

چھوڑ کر ماند بوتیرا چمن جانا ہوں میں

رضخت اے بزم جہان سوئے وطن جانا ہوں

آہ! یہ لذت کہاں ہو سیتی گفتار میں!
ہے چمن میرا وطن بوسایہ بے بل ہوں میں
صبحِ فریش سہرے کو گلِ جنگاتی ہے مجھے!
یعنی وہ چاندی کے طائر پہلے پر بے آشیان
غیمہ زن انسان ہیں شہر ہوں میں ویران ہوں

رضخت اے بزم جہان سوئی وطن جانا ہوں
بسکہ میں افسردہ دل ہوں درِ غورِ محفلِ نہیں
قید ہے دربارِ سلطان و شہستان و زمر
زخمِ پکان ہے گناہِ چشمِ نو دولتِ مجھے
گو بڑی لذت تری ہنگامہ آرائی میں ہے
مدتوں تیرے خود آراؤں سے ہم صحبت رہا
مدتوں بیٹھا ترے ہنگامہ عشرت میں میں
مدتوں ڈھونڈا کیا انظارِ گلِ خفاہ میں
مدتوں ضبطِ تحکم کے ستم سہتا رہا
اب مگر بارِ خوشی میں اٹھا سکتا نہیں
چشمِ حیران ڈھونڈتی اب درِ نظارے کو ہے

گھر بنایا ہے سکوتِ دامنِ کہسار میں
بزمِ نشینِ نرگس شہلا رفیقِ گل ہوں میں!
شام کو آوازِ چشموں کی سلاتی ہے مجھے!
مل کے رہتی ہیں تیرا مان دریا پھیلیاں
مل کے اڑتے مل کے کاتے ہیں گلستانِ کلیو

باغ عالم میں ہے سب کو محفل آرائی پسند
ہے دل شاعر کو لیس کن کنج تنہائی پسند

سب جنوں مجھ کو کہ گہرا تا ہوں آبادی میں مین
شوقی کہ کا سبز و زاروں میں پھرتا ہے مجھے
کوہ کے دامن میں کیا بے مدعا پھرتا ہوں میں
طعنہ زن ہے تو کہ شیدا کنج غزلت کا ہوں میں
ہم وطن شمشاد کا قمری کا مین ہم را ہوں
کچھ چوستا ہوں تو اوروں کو سناتے کے لیے
عاشق غزلت جو دل نازان ہوں اپو گم ہوں میں
نیشا زیر شجر رکھتا ہے جادو کا اثر
شام کے مارے پہ جب پڑتی ہو رہ رکھ نظر

علم کے حیرت کدہ میں سے کہاں اسکی نمود

گل کی جی مین نظر آتا ہے راز ہست و بود

اقبال

ارمغان فرنگ - سید محمد حنا من صاحب کنٹوری نے جو اس وقت دولت آصفیہ کے محکمہ تعلیمات میں

ملازم ہیں مشابیر شعر کی چیدہ چیدہ نظمیں کا اردو ترجمہ کر کے ۶۰۰ سو سہ صفحہ کی ایک کتاب ارمغان فرنگ کے

پسندیدہ نام سے شائع کی ہے جبکہ ایک نسخہ انہوں نے مجارے پاس بھی بھیجا ہے اس کتاب کے اوراق سے

سید محمد حنا من صاحب کی طبیعت کی روانی اور پختہ کلامی کا حیا بجا پتہ چلتا ہے اور اردو شاعری کو اونٹنوں

ہونا چاہیے کہ ایک غیر زبان کے شاعرانہ خیالات کو انہوں نے عمدگی کے ساتھ اردو کا لباس پہنا دیا نظم

کا نظم میں صحیح ترجمہ کرنا ایک نہایت مشکل کام ہے اور چونکہ مکو بھی اس قسم کی طبع آزمائی کا اتفاق اکثر پیش آیا ہے۔

ابنہا ہم محمد حنا من صاحب کی بعض نظموں کا اصل سے مقابلہ کرنے کے بعد ذہنی قابلیت کی قدر اور ان کی کتاب کی سفار

کے بغیر نہیں رہ سکتے جو بار آور مین سید افضل حسین صاحب (کنہ گوشتہ محل حیدر آباد دکن) سے مل سکتی ہے

تربک جہانگیر

جہانگیر

(۳)

ملک کا دورہ جہانگیر کی بیوا مرغزی اور بالغ نظری کی بڑی غمازات اوس کی ملکی سیر و سیاحت سے ملتی ہے۔ سلاطین کی دور یہ عموماً ملک کا دورہ کیا کرتے تھے۔ آج بھی ہندوستان کے نامیاں سلطنت سال کا بڑا حصہ اس مشغلہ میں صرف کرتے ہیں لیکن دورہ کی غرضیں مختلف ہوتی ہیں۔ ایشیائی سلاطین کے تفریح و سیر کے جہان اور سیکڑوں مشغول تھے۔ ایک یہ بھی تھا۔ آج بھی نامیاں سلطنت کے دورے بظاہر شان و شوکت کے اظہار اور رواسد عام رعایا سے اڈریس لینے کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں رکھتے۔ لیکن جہانگیر کے دورے ایک خاص خصوصیت رکھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اکبر۔ شاہ جہان۔ عالم گیر کی سیاحت میں بھی یہ خصوصیت پائی جاتی ہو۔ لیکن چونکہ خود ان ماجداروں نے اپنا کوئی روز نامہ نہیں لکھا۔ نہ اور مورخوں کے بیان میں کافی تفصیل ملتی ہے۔ اس لیے ہم جہانگیر سے ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

کسی ملک میں اگر ایک مورخ ایک جغرافیہ دان۔ ایک عالم طبیعیات۔ ایک مذہب ملک۔ ایک شاعر کا گذر ہو تو ہر ایک کی سیر و ملاحظہ کی مختلف حیثیتیں ہونگی۔ ایک مورخ جن باتوں کو اپنی یادداشت کی کتاب میں نوٹ کرے گا عالم طبیعیات کو اس سے سہرا کا نہ ہوگا۔ مذہب ملک جن حالات کو ڈھونڈ لیا۔ شاعر کو اس سے غرض نہ ہوگی لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جہانگیر ملک کی سیاحت کے وقت مورخ جغرافیہ نگار۔ عالم طبیعیات۔ مذہب شاعر سب کچھ نظر آتا ہے۔

اگرچہ اس دعوے کے ثبوت کے لیے اس بات کی ضرورت تھی کہ مختلف ممالک کے متعلق تریک جہانگیر می کے اقتباسات درج کئے جاسکتے لیکن چونکہ اس مختصر مضمون میں اسکی سماں نہیں اسلئے ہم صرف کشمیر کے متعلق اس کتاب کے ایک آدھ صفحہ کا بعینہ ترجمہ کر رہے ہیں۔
 مختصر تاریخ اور کھٹا ہے کہ کشمیر کا عرض خط استواء سے ۳۵ درجہ اور طول جزائر سفید سے ۱۰۵ درجہ ہے۔ قدیم زمانہ سے یہ ملک راجاؤں کے تصرف میں چلا آتا تھا جنکی حکومت کی مجموعی مدت ۴ ہزار سال ہے۔ چنانچہ ان راجاؤں کے نام اور حالات کی تفصیل راجہ تریک کی تاریخ میں مل سکتی ہے جس کا ترجمہ عرش آشیانی (اکبر شاہ) کے حکم سے ہندی زبان سے فارسی میں کیا گیا ہے۔ ۱۰۹۲ھ میں یہ اسلام کے قبضہ میں آیا اور ۲۸ برس کی مدت میں یہاں ۳۲ حکمرانوں نے حکومت کی۔ ۱۰۹۲ھ میں حضرت عرش آشیانی نے اسکو فتح کیا اس زمانہ سے اب تک اس خاندان کے قبضہ میں ہے۔

حدود کشمیر کی سرحد طول میں کوئل پہلو لباس سے فروز تر تک ۵۶ میل جہانگیر می ہے اور عرض ۲۷ میل سے زیادہ اور دس سے کم نہیں۔ ابو الفضل نے اکبر نامہ میں تخمینہ سے لکھا ہے کہ اس کا طول دریائے کشن گنگا سے فروز تر تک ۱۲۰ میل ہے اور عرض دس ابو الفضل کی ۱۱ میل سے کم اور ۲۵ سے زیادہ نہیں۔ میں نے تحقیق کے لحاظ سے چند غلطی کی اصلاح ماہران فن کو حکم دیا کہ پیمائش کر کے حقیقت حال عرض کریں۔ معاذم ہوا کہ ابو الفضل نے جبکو ۱۲۰ میل لکھا ہے وہ صرف ۶۷ میل ہے۔

چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ ہر ملک کی سرحد و ان ملک خیال کیجاتی ہے جہاں تک اس ملک کی زبان بولی جاتی ہے۔ اسلئے کشمیر کی سرحد پہلو لباس سے قرار دی گئی جو کشن گنگا سے ۱۱ میل اسی طرف ہے۔ اس حساب سے صرف ۵۶ میل ہوئے۔ عرض میں البتہ صرف ۲ میل کا درجہ نکلا۔

میں کی تحقیق امیر زمانہ میں میل کی مقدار عرش آشیانی کی مقرر کردہ مقدار کے موافق ہے یعنی

ہر میل ۵ ہزار گز کا ہوتا ہے اور ہر گز دو شرعی گز کے برابر اور شرعی گز ۲۴ انگل کا ہوتا ہے۔ چنانچہ جہان میل کا لفظ آئے یہی مقدار مراد ہے۔

شہر کا نقشہ انکشمیر کے شہر کا نام سہری نگر ہے اور دریائے جھٹ بیج شہر میں سے ہو کر گزرتا ہے۔ اس کے سرچشمہ کا نام ویرناگ ہے جو شہر سے ۴۱ میل پر جنوب کی جانب واقع ہے میرے حکم سے اس سرچشمہ پر ایک باغ اور عمارت طیار کی گئی ہے۔ شہر میں چار پل پتھر اور لکڑی کے نہایت مضبوط ہیں۔ لوگ انھی پلوں پر سے آتے جاتے ہیں۔ پل کو کشمیری زبان میں کدل کہتے ہیں۔ شہر میں ایک بڑی عظیم الشان مسجد ہے جس کا سلطان سکندر نے ۹۹۵ء میں تعمیر کرایا تھا۔ چند روز کے بعد وہ جیل گئی۔ پھر سلطان حسین نے اس کو تعمیر کیا لیکن عمارت تمام نہیں ہونے پائی تھی کہ سلطان حسین کا انتقال ہو گیا ۹۹۹ء میں سلطان حسین کے وزیر ابراہیم باکری نے اس کی تکمیل کی۔ اس وقت سے آج تک کہ ۱۲۰ برس ہوئے اپنی حالت پر قائم ہے۔

”محراب سے شرقی دیوار تک ۱۴۵ گز ہے۔ اور عرض ۱۴۴ گز ہے۔ چار محرابیں ہیں اور دونوں طرف ایوان اور عالی شان ستون ہیں جن پر نہایت اعلیٰ درجہ کی نقاشی اور صنعت کاری ہے۔ سچ یہ ہے کہ فرمانروایان کشمیر کی اس سے بڑھ کر کوئی یادگار نہیں۔ لوگوں کی آمد و رفت و بار برداری کا مدار کشتیوں پر ہے۔ شہر اور مصنافات میں ۵۰۰ کشتیاں اور سات ہزار چار سو ملاح ہیں۔

سکشمیر کا ملک ۳۸ ہزار گز مین منقسم ہے بالائی حصہ کو امراج اور نشیمی کو کامراج کہتے ہیں۔“

(اس کے بعد لاگڑھی کی تفصیل لکھی ہے)

کشمیر کی بہار آرائی انکشمیر ایک باغ ہمیشہ بہار یا ایک قلعہ آہنیں حصار ہے۔ بادشاہوں کے لئے ایک عشرت افزا باغ ہے اور فقرا کے لئے ایک پر لطف خلو مکہ۔ سبز باغوں اور

فرحت افزا آبشاروں اور چشموں کا شمار نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک نظر کام کرتی ہے۔
 سبزہ از آب روان نظر آتا ہے۔ گلاب۔ بنفشہ۔ نرگس خودہ اور طرح طرح کے پھول
 اس قدر زیور ہیں کہ ان کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ بہار کے زمانہ میں کوہ و دشت گونا گونا گوں شکلوں
 سے پٹ جاتے ہیں۔ اور درود دیوار بام و سراالہ کے پہاڑوں سے چراغان بن جاتے ہیں۔
 شدہ جلوہ گرنا زمینان باغ رخ آراستہ ہریکے چون چہراغ
 شدہ مشکبو غنچہ در زیر پوست چو قعود مشکین بہ بادوسے دوست
 بہر چشمہ نثار بط آب گیر چو مقراض زرین بہ قطع حریر
 بساط گل و سبزہ گلشن شد چراغ تلخ از باد روشن شدہ
 بنفشہ سبز زلف را خم زدہ گرہ در دل غنچہ محکم زدہ
 (باقی آئندہ) شبلی نعمانی

— ۱۰۶ —

(۱) نوٹ متعلقہ صفحہ ۲۵) لیکن ہمارے موجودہ وائسراے حضور لارڈ کرزن اس سے متعلق ہیں جنہوں
 ممدوح نے تاریخ ۱۸ فروری سنہ ۱۹۰۶ء کو تقریر ڈاکہ میں فرمائی اسکے یہ چند فقرے ہم کو ہمیں ہولے تہ
 جب سے میرا ہندوستان آنا ہوا ہے میں نے کبھی اڈریسوں پر اس حیثیت سے نظر نہیں ڈالی کہ
 گویا وہ رسمی طور پر شاہنشاہ کے نائب کی طرح میں کھے گئے ہیں۔ اڈریسوں کی نسبت میرا ہمیشہ سے
 یہ خیال ہے کہ انکے فریو سے رعایا کو جسکی رسائی حاکم وقت تک بہت کم ہو سکتی ہے۔ یہ موقع ملتا
 ہے کہ حاکم کی خدمت میں اپنے خیالات کو مناسب حدود کے اندر پیش کر سکے۔

— ۱۰۷ —

تقلید کا اثر تو اہم کے نشوونما پر

یہ مسئلہ کہ قومیں بنیں کس طور پر ہیں۔ بالفاظ دیگر یہ مسئلہ کہ قومیں موجودہ حالت پر کس طرح پہنچیں اور زمانہ قدیم میں ان کی ساخت و ترکیب کس طریقہ پر عمل میں آئی۔ اوس وقت تک حل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اسکو دو جداگانہ حصوں میں تقسیم نہ کیا جائے۔ اول یہ کہ وہ کیا اسباب ہیں جو حبشی یا یورپین یا سرخ رنگ والی نسلوں کو ان کی خصوصیات مخصوصہ کے لحاظ سے قومیت کے درجہ کو چھوڑتی ہیں۔ دوم یہ کہ وہ کیا باعث ہیں۔ جو حقیقت تراستیا زات یا خصوصیات کو محک ہوتے ہیں مثلاً وہ امتیازات جنہوں نے اسپارٹا اور اتھنز یا اسکات لینڈ اور انگلستان کے باشندوں کو ایک دوسرے سے متمیز کیا ہے۔ جن براہین و دلائل سے اس مضمون میں کام لیا جائے گا اگر وہ درست ثابت ہوں تو یہ حالت موجودہ اقوام دو بڑی قوتوں کے عمل کا حاصل ہیں۔ ایک وہ قوت جسکے سانچہ میں نسلیں ڈھلتی ہیں۔ یہ قوت خواہ اس کی ماہیت کچھ بھی ہو زمانہ قدیم میں عمل کر چکی۔ اب معطل ہے دوسری قوت جسکو اس کے صحیح معنوں میں ساخت و ترکیب اقوام کی علت اصلی کہا جاسکتا ہے۔ اب بھی اسی طرح کام کر رہی ہے جس طرح زمانہ قدیم میں کرتی تھی اور اس کی استدلال و تخلیق میں کسی طرح کا فرق نہیں آیا۔

جن مہتمم بادشاں اسباب نے قوموں کو بنایا ہے اور اب تک بنا رہے ہیں ان پر تب سے زیادہ تیز روشنی دے چھوٹے چھوٹے اسباب ڈالتے ہیں۔ جن کا کام قوموں میں تغیر اور انقلاب پیدا کرنا ہے۔ سنڈاچنیل جس طریقہ پر اقوام میں تغیر پیدا ہوتا رہتا ہے اسکو ارباب نظر استجاب کے بغیر نہیں دیکھ سکتے اور یہ تغیر اتساراً ایسی حالت میں واقع ہوتا ہے جبکہ اسکے وقوع کے لیے کوئی وجہ موجود نہیں ہوتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ سوسائٹی پر دفعہ کسی مخفی اثر کا جادو چل جاتا ہو جسکی حقیقت ہمکو پوری طرح سے معلوم نہیں۔ انگلستان کی تاریخ اٹھا کر دیکھو تو ملکہ الزبتھ اور ملکہ

این کے زمانوں میں ایک اختلاف عظیم پائو گے۔ خارجی و مادی تبدیلی اس عرصہ میں برسی کوئی نہیں ہوئی جو قابل توجہ ہو لیکن قومی تغیر اتنا بڑا ہے کہ اس کی تفصیل کے لیے ورق کو ورق چاہئیں۔ ملکہ این کے زمانہ میں بمقابلہ عہد ملکہ الیزبتھ انگلستان کی طبعی حالت بہت کم بدلنے کیادات و انکشافات بہت کم ظہور میں آئے لیکن باشندوں کی مجموعی حالت میں زمین آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ ہیکس سے اولیسن اور شکسپیئر سے پوپ تک آتے ہوئے ہرکوا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم ایک نئی دنیا میں داخل ہو گئے۔

لٹریچر کے اعتبار سے جو نظریات اتوام میں واقع ہوتے ہیں اور جس طریقہ پر ہوتے ہیں اور ان کی ذکر اس ضمن میں خصوصیت کے ساتھ کیا جائے گا کیونکہ صحیفہ حیات کے مقابلہ میں لٹریچر کی حدود زیادہ معین اور زیادہ تنگ ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ایک کم پیانہ کی چیز میں جو تبدیلیاں واقع ہوں گی وہ کیفیت کے لحاظ سے اسی قسم کی بڑے پیانہ کی چیز کی تبدیلیوں کے لئے مثال یا نمونہ کا کام دے سکیں گی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مصنف کو جب کا پایہ تحریر میں چندان بلند نہ تھا اور جسے اب کوئی جانتا بھی نہیں حسن اتفاق سے ایک ایسا موضوع سوجھ گیا جسکو پبلک نے پسند کیا۔ اس پر اوس نے مضامین کا ایک مار باندھ دیا اور دوسروں نے اس کے طرز تحریر کی تقلید کر کے اسی روش کے مضامین لکھنے شروع کیے یہاں تک کہ ناظرین اس طرز تحریر کے عادی ہو گئے اور دوسرے مضامین کو خواہ وہ کسی پایہ کے کیوں نہ ہوں ناپسند کرنے لگے۔ جن لوگوں کو یہ عام اور رائج الوقت طرز ناپسند تھا انھیں مجبوراً دوسرے زمانوں اور غیر ملک کی تصانیف اپنی علمی خواہشیں یہ کہہ کر پرہیز کرنی پڑیں کہ ہم ان آج کل کے مفرخات اور ہرلیات کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دینے کے قابل سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کے اس کہنے سے کیا ہوتا تھا۔ پبلک کو جو چیز پسند آئی تھی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اخبار لندن ٹائمز کے باقی سے کسی نے پوچھا کہ یوں حضرت اسکی کیا وجہ ہے کہ جتنے مٹامین ٹائمز میں شائع ہوتے ہیں سب کے سب ایک شخص کے

قلم کے نکلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں؟ اس کا جواب مستفسر کو یہ ملا کہ ”ہمارے اخبار کو ایک نہ ایک نہایت عمدہ مضمون لکھنے والا تو ہمیشہ مل ہی جاتا ہے۔ بس جس طرز پر وہ لکھتا ہے باقی سب مضمون نگار اس کا تتبع کرتے ہیں۔“ اس میں ذرا شک نہیں کہ باقی ٹائٹس کا یہ جواب نہایت شافی تھا اور ہر اخبار پر جو طرز تحریر کے متعلق ایک خاص تجارتی علامت بلکہ یون کہیے کہ ایک ناقابل بیان وحدت و یک رنگی کا نقش ثبت ہو جاتا ہے اس کی علت غائی یہی ہے۔ رسالہ ”سینئر ڈے ریلو“ کے طرز تحریر کے جو لوگ اب سے کچھ سال پہلے موجد ہوئے اور جن کا تتبع آج کے دن ایک فوجیہ نسل کر رہی ہے اون کے نام شاید بڑی آسانی سے گنائے جاسکتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ امر بھی مد نظر رکھنا چاہیے کہ جب رسالہ کا طرز تحریر کسی خاص مذاق کے سانچہ میں ایک دفعہ دھل چکنا ہے تو پھر اس کے قیام و تسلسل کا کفیل مضمون نگار دن کا وہ میلان ہی نہیں ہوتا جسے قدرت نے متبع اور تقلید کی شکل میں ہماری طبیعتوں میں ودیعت کیا ہے بلکہ ایک اس سے بھی زیادہ قوی اور جابرانہ خواہش جس کو ایڈیٹر رسالہ کی ذاتی اغراض سے تعلق ہوتا ہے۔ یہ کہنا ہیجان ہو گا کہ اوٹیر اپنے پرچہ کے خریداری کے لئے گویا ٹرسٹی کی خدمت انجام دیتا ہے اور پرچہ میں انہی مضامین کو درج کرتا ہے جن کی نسبت اس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ ناظرین کو پسند آئیں گے۔ ایک رسالہ کے مستقل خریدار اسی قسم کے مضامین پر بڑھنا چاہتے ہیں۔ جسکے پڑھنے کے وہ عادی ہو چکے ہیں۔ وہ پرچہ کے ہر نمبر میں ایک ہی طرح کے خیالات اور ایک ہی طرح کے الفاظ دیکھنا چاہتے ہیں اور ایڈیٹر اپنا یہ فرض سمجھتا ہے کہ اس کے ناظرین کی یہ خواہش پوری ہوتی رہے جو مضامین علم پسند معیار میں پورے اترتے ہیں اور انکو تو وہ پرچہ میں درج کرتا ہے اور باقی مضامین کو رد کر دیتا ہے۔ ایک موقع ”الشیرع“ پرچہ کے لئے جو خدمت ایڈیٹر انجام دیتا ہے وہی خدمت کتب میں پبلک عام لٹریچر کے لئے انجام دیتی ہے۔ یعنی ایک طرز و روش کی تصانیف کی سرپرستی کرتی ہے اور جو تصانیف اس طرز کی نہ ہوں اس کے ساتھ اعتنا نہیں کرتی۔

اس میں شک نہیں کہ ہر زمانہ اور ہر ملک میں کسی خاص طرز کے لٹریچر کی ترجیح کی

کوئی نہ کوئی وجہ ضرور تھی گو کہ اوس وجہ کو ہم اب نہ جانتے ہیں کہ کیا تھی۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ عورتوں کے لباس کی موجودہ وضع و تراش کی بھی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہے لیکن جس طرح لباس کے متعلق ہم جانتے ہیں کہ آج کل ایک خاص وضع کے لباس کا اختیار کیا جاتا ہے اکثر صورتوں میں کسی اتفاقی سبب پر مبنی ہوتا ہے اسی طرح ایک خاص قسم کے لٹریچر کے سرغوب الطبع ہونے کا باعث بھی زیادہ تر اتفاقات ہی قرار دئے جاسکتے ہیں۔ پیرس کے درزی خاقان لندن سے جس وضع قطع کے سایون کی سفارش کرتے ہیں۔ وہ کہیں کارگاہ آسمانی سے سل کر آئے نہیں ہوتے۔ لیکن جب ایک دفعہ یہ بیان اس وضع خاص کا لباس پہننا شروع کر دیتی ہیں۔ پھر مجال کیا جو اوس میں سر و فرق آجائے اور طرہ یہ ہے کہ چند کی دیکھا دیکھی سب وہی لباس پہنتے لگتی ہیں۔ خواہ او نہیں پسند آئے یا نہ آئے اس صورت میں جس وضع کی ابتدا محض ایک اتفاقی تحریک کی بنا پر ہوئی تھی اوس میں تقلید و تتبع کی خواہش فوراً بیکرنگی پیدا کر دیتی ہے اور وہ جو نڈاگوں جو ہم نے پچھلے سال پہنا تھا "نام کو نظر نہیں آتا کہ لٹریچر میں بھی فیشن اسی طرح بدلتے رہتے ہیں اگرچہ لباس کی طرح اونکے تغیر کی محرک محض اندھا دھند اور ناقابل فہم تقلید نہیں ہوتی۔ ایک خاص مذاق علمی کی ابتدا ہمیشہ کسی محبت موجد کی بنا پر ہوتی ہے لیکن جب ایک دفعہ یہ مذاق پیدا ہو جاتا ہے تو پھر لباس کے فیشن کی طرح اسکی اشاعت بھی رک نہیں سکتی۔ وہ لوگ بھی جو اس مذاق کی تصانیف کو نہیں پڑھنا چاہتے بے اختیار انہی کو پڑھتے ہیں۔ کیونکہ تصانیف موجود ہیں۔ اور دوسری قسم کی تصانیف باسانی دستیاب نہیں ہو سکتیں۔ (باقی آئندہ)

سید محفوظ علی

(ماخوذ از کتاب "فرز کس اینڈ پالیسیس" لائف ڈالٹر سچاٹ)

غافل کہ شہید عشق افضل ہزار دست

غازی بہر شہادت اندک و پوست

کین کشہ دشمن است و آن کشہ دوست

در راہ محبت این بران کے ماند

سجانی پشاور

ایس سلٹن جیسا کہ کمبوڈا فاسفورس پیلز جوب مقوی باہ



عصابین پیر کو اور سیف ہین جوان کے لئے

انگلستان کے نامور طبیب ڈاکٹر سلٹن نے فاسفورس - نولاد کوکین

اور اسٹرکٹنیا (کچھ) کے اجزاء سے ترکیب دیکتیار کی ہیں۔ ان چاروں اجزاء کے خواص علیحدہ علیحدہ طور پر تو سب کو معلوم ہی ہیں کہ پہلا اعلیٰ درجہ کا میج باہ ہے۔ دوسرا مصفی خون - تیسرا ہر سیٹے تپ باہ - تاؤن کا جسم سے خارج کرنے والا اور چوتھا مقوی اعصاب لیکن ڈاکٹر سلٹن نے یہ اسلوب مناسب ان چاروں کے امتزاج سے جو گولیان تیار کی ہیں۔ وہ اپنے خواص کے لحاظ سے انسان کے بدن پر ایک حیرت انگیز اثر پیدا کرتی ہیں۔ انکے استعمال سے نظام عصبی و شریانی و عضلاتی و انفعال و داعی و توانا جو اس منہ نظام ہری و باطنی قوی ہو جاتے ہیں۔ حرارت غریزی بڑھ جاتی ہے۔ ہاضمہ درست رہتا ہے باہ کی زیادتی۔ انفعال و انتشار کی کثرت۔ تولید و تغلیظ معنی و امساک کے لئے بہت مفید ہیں پیر و جوان دونوں کو از مر نوراحت زندگی حاصل ہوتی ہے۔ داعی و غمت - کثرت - جماع - خلق - جریان یا کسی اور وجہ سے اگر باہ میں کمی ہو جائے تو ان گولیان کا استعمال بے انتہا فائدہ کرتا ہے۔

ہر قسم کے بخار - مصرع - درد عصبی - لاغری - رعشہ - کمزوری - مثانہ - پیدائش کا قطرہ قطرہ آنا - درد قیہ درد عصابہ و غیرہ وغیرہ کے لئے اکسیر ہین - گولیان نہایت صفائی سے خاص انگلیٹ میں تیار ہوتی ہیں قیمت فی شیشی جس میں ۲۵ گولیان ہوتی ہیں پیر مع محصول ۱۸ اک - ہے اور کثرت ایک شیشی جن شیشی کے خریداروں سے پچھلے لئے جائینگے ترکیب استعمال ہر شیشی کے ہے جس شیشی پر علامت نشان (شیر و پہلوان کشتی کر ہے ہین) انہو کو جعلی سمجھنا چاہیے۔

تھر

المشہ

یس لے - رزاق اینڈ کمپنی سول میٹ فار انڈیا - ایس سلٹن پیر میڈیکل پکچرنگ کمپنی - چارکمان حیدر آباد دکن

محزن

لاہور سے ہر گز نری مہینے میں ایک بار شائع ہوتا ہے جو ملک کے مستند اور مشہور نامہ نگاروں کے علاوہ ایک معقول تعداد نے اور ہونہار اہل قلم کی اسکی اعانت میں مصروف ہے۔ رسالہ کا حجم ۲۴۱۸ کی تقطیع پر معہ سرورق چونسٹھ صفحہ کا ہے قیمت عمدہ و نیز کاغذ پر بلا معمول تین روپے اور دوم درجہ کے کاغذ پر دو روپے ہے۔ یہ مجموعہ لٹاک ہر دور میں چھپا نہ سالانہ سب سے درخواست خریداری کے ساتھ پیشگی قیمت یا ویلیو پے ایل کی اجازت آئی چاہیے۔

زمانہ

یہ علمی و اخلاقی مضامین شرف نظم سے بھرپور سالانہ پڑھنے سے ہر مہینے میں ایک بار شائع ہوتا ہے۔ اور بالفعل کا حجم ۵۰ صفحہ ہے۔ قیمت ۱ روپے سالانہ اور قرضہ کی قیمت ۵ روپے سالانہ ہے۔ ہر صورت میں قرضہ پیشگی لیجا لگی یا بذریعہ ویلیو پے ایل یا پائل منگوانے پر بھیجا جاسکتا ہے۔ درخواستیں ذیل کے پتہ سے آج چاہئیں۔

المنشہ

دارالمنہج ہال چرشاد منجر رسالہ زمانہ قیسری پریس

کوچہ سیتارام - بریلی

زمیندار

ہندوستان میں اپنی قسم کا پہلا اخبار ہے۔ جو زمینداروں کے اغراض و مقاصد کی حمایت اور ان کے حقوق کے تحفظ اور علم فلاحیت و زراعت کی اشاعت کی غرض سے مہینے میں چار مرتبہ لاہور سے شائع ہوتا ہے اور ملک کے معزز اہل قلم ہندوستان اس کے معاون ہیں۔ کم استطاعت معاونین سے اخبار کی قیمت صرف ۵ روپے اور ذی استطاعت اصحاب سے ۱۰ روپے سالانہ لکھی گئی ہے۔ شرح طبع اجرت اشتہارات کے متعلق ہم سے خط و کتابت کیجائے۔

المنشہ سراج الدین احمد مالک ڈیڈیٹر زمیندار لاہور

پنجہ فولاد

یہ اخبار جو تمام اخباری مندریات کو ۱۰ صفحہ پر پورا کرتا ہے لاہور سے ہفتہ وار شائع ہوتا ہے قیمت سالانہ ۱۰ روپے اور ایلان ریاست سے ۱۵ روپے اور تعلقہ داروں سے ۲۰ روپے۔ عوام سے ۵ روپے اور مالک غیر سے ۱۰ روپے۔ قیمت ہر صورت میں پیشگی لیجاتی ہے جسکے ضمیمہ میں ہر کتاب نامہ میں ملتی ہے۔ تمام درخواستیں و ترسیل زر بنام منیجر اخبار پنجہ فولاد لاہور نو لکھا ہونی چاہیے۔

المنشہ

محمد الدین فوق مالک ڈیڈیٹر لاہور پنجہ فولاد

جا نہ نہیں رکھ سکتا تھا۔ تم نے مجھ کو ایک ایسی رقم کی طمع دلائی جس سے انکار کرنا
 بلحاظ اون مشکلات کے جو مجھ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے میں میرے
 لیے ممکن نہ تھا قطع نظر اس وحشیانہ اور پاجیانہ نیت کے جو تمہارے اس
 منصوبہ کی محرک ہوئی تم نے تحویف و ترہیب کے ذریعہ سے مجھ کو اپنا شریک
 بنانا چاہا۔ اس لیے میں نے عزم بالجزم کر لیا تھا کہ تمہارے غدارانہ اور مغویانہ
 ارادوں کا توڑ کروں گا اور انعام ہو غودہ کے حاصل کرنے کے ساتھ تم سے
 اون دھکیوں کا انتقام لون گا جو تم نے مجھے دی تھیں۔ مجھے اپنے ارادہ میں
 جس حد تک کامیابی ہوئی ہے اس کا اندازہ تم بخوبی کر سکتے ہو۔ کل دوپہر تک
 میں کلا رکن دل کے محلہ میں جہان چور ڈاکو اور انواع و اقسام کے مجرم رہتے
 ہیں گھومتا پھرا۔ اتفاق سے میرا گزرا ایک قہوہ خانہ میں ہوا جہاں دو آدمی مجھ کو
 ایسے مل گئے جنہوں نے میری ہدایات پر کاربند ہونے کی حامی بھری۔ یہ
 سب باتیں میں تم سے اسلئے کہہ رہا ہوں کہ تم کو یقین آجائے کہ اگرچہ میں بدکردار
 ہوں لیکن ایسا گیا گزرا بھی نہیں کہ ایک لمحہ بھر کو اس بات پر دل سے راضی ہو گیا
 ہوں کہ تمہاری پاجیانہ نجا و بز کے عمل پر آدمین تمہارا ساتھ دیا جائے۔ میں نے
 اس شریف دل عورت کو جسکی بربادی کا تم نے نتیہ کر لیا تھا اس تمام واقعہ سے
 آگاہ کر دئے جانے کا انتظام کر دیا ہے تاکہ آئندہ وہ تمہاری طرف سے
 چوکتی اور خبردار رہے۔ بس مجھے اتنا ہی کہنا تھا۔ میں تم کو اس حالت میں یہاں
 چھوڑے جاتا ہوں۔ چند گھنٹے کے بعد کہان لوگ جب اوپر سے گزریں گے
 تو تم کو اس حال میں دیکھ کر آندو کر دیں گے اس وقت تک الایزا بھی خواب غفلت

سے بیدار ہو چکی ہوگی اور میں تمہارے تعاقب کی رسائی سے کوسوں دور ہو چکا ہے۔
 انا کہہ کر اسٹیونس خاموش ہو گیا۔ پھر اوس نے ایک مضبوط سارٹا
 جو کھلیان کے ایک کونے میں اوس نے پہلے سے چھپا رکھا تھا نکال کر اوس
 رسی میں پاندہ جس سے گرین وڈ کے ہاتھ پاؤں پہلے ہی بند ہے ہوئے
 تھے اس رستے کو اوس نے ایک کہمبے سے جو کھلیان کے اندر گڑا ہوا تھا خوب
 مضبوط باندہ دیا۔ تاکہ گرین وڈ ریگلتا ہوا باہر نہ نکل جائے۔

گرین وڈ کو اسطور پر باندہ چکنے کے بعد اسٹیونس رخصت ہو گیا۔
 اسٹیونس جس وقت گرین وڈ سے اس طرح باتیں کر رہا تھا اور اوسے رسی
 سے باندہ رہا تھا۔ اوس وقت گرین وڈ کے دل میں غصہ۔ بیقراری اور مایوسی
 کی جو کیفیت پیدا ہوئی اوسکا اندازہ لگانا محال ہے۔ لیکن رسی سے باندہ ہے جائز
 وقت اوس نے بالکل ہاتھ پاؤں بندیں مارے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اوسکا ایسا کرنا
 بالکل بے سود ثابت ہوگا۔

اسٹیونس کو جا کر ہ منٹ کا عرصہ ہو چکا تھا اور گرین وڈ پڑا پڑا اپنے دل میں سوچ
 رہا تھا کہ میں کب تک اس غیر خوش آئند حالت میں (کہ میرے ہاتھ پاؤں رسی سے
 بند ہے ہوئے ہیں اور میرے منہ میں کپڑا تنگسا ہوا ہے) پڑا رہوں گا۔ اس
 وقت دفعۃً اوس کے کالون میں کسی کے قدموں کی چاپ پڑی اور ساتھ ہی
 کرکیسمین کی لالینیت کی روشنی کھلیان کے اندر پھیل گئی۔ کرکیسمین نے آئے ہی
 گرین وڈ کے منہ سے کپڑا نکال دیا اور کہا:

”یہجے جناب آپ کے دست صائب تو چلے گئے۔ اس لئے اب ہم

آپ دو دو باتیں کر سکتے ہیں۔ پہلے تو ہم آپ کی مدد نہیں کر سکے کیونکہ ہم سے اور اس شخص سے معاہدہ ہو چکا تھا۔ لیکن اب جبکہ معاہدہ پورا ہو چکا ہے ہم آپ کی اعانت کر سکتے ہیں۔ اگر ہم آپ کو اس وقت نہ چھوڑ دیں تو ظاہر ہے کہ کئی گھنٹہ تک آپ کو اسی حالت میں بٹا رہنا ہوگا۔ تو کیسے اگر ہم ان رسیوں کو جو آپ کو جکڑے ہوئے ہیں کاٹ ڈالیں تو آپ ہلکے کیوں گے۔

گرین وڈ: ”اگر تم مجھ کو فوراً چھوڑ دو تو اپنا کیسے بس میں دسل بارہ گنیاں ہونگی تمکو دوں گا۔“

کرکیسین: ”آپ کی بڑی مہربانی ہے۔ لیکن وہ کیسہ تو اینجاب کی جیب میں پہلے ہی سے پہنچ چکا۔ جب ہم آپ کو کھیتوں میں سے لارے سے تھے تو اس کیسہ کو ہم نے آپ کی جیب میں سے نکال لیا۔ ہمارا یہ قاعدہ ہے کہ جو پندہ ہمارے جال میں پھنستا ہے اس کے پر فوراً ہی نوچ لیا کرتے ہیں۔ اگر ایسا ممکن تو ہمارا انکار ہی کیا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ کل رات آپ نے ہم سے کہا تھا کہ نیلی گارڈی والے شخص کی جیب میں جو کچھ نقدی پاؤ وہ تمہارا حق ہے اور آج رات اس دبلے پتلے زرد رنگ کے شخص نے ہم سے یہ کہا تھا کہ میں تمکو بیس پاؤنڈ دوں گا اور جس جینٹلمین پر تمکو عمل کرنا ہے اس کی جیب میں جو کچھ پاؤ وہ اس پر مستزاد۔“

گرین وڈ: ”اچھا کل میرے مکان پر آؤ۔ میں تمکو اور بیس پاؤنڈ دوں گا۔“

مردہ فروش: ”یہ تو ایک لاش کی قیمت ہوئی۔ بیش نہیں تھیں پونڈ دو۔“

کرکیسین: ”ہاں میں کر دو۔“

گرین وڈ: ”اچھا تیس پاؤنڈ ہی دوں گا۔ مگر مجھ کو فوراً چھوڑ دو۔ میرے ہاتھ

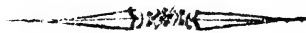
پاؤں بند ہے بند ہے اگر گئے ہیں اور سردی کے مارے ٹھنڈا جا رہا ہوں۔

کرکے سمیٹیں۔ "ٹوٹی یہ لالٹین تو ذرا مٹھا مٹھا۔ میں ان رسیوں کو کاٹتا ہوں،" گرین وڈ کی طرف مخاطب ہو کر "مسٹر گرین وڈ روپیہ لینے کے لیے میں آپ کے مکان پر نہیں آؤں گا۔ آپ قہر خانہ، "بزنس کن" میں جہاں آپ کا ملازم آیا جایا کرتا ہے بھجوا دیجئے مجھے وہیں مل جائیگا۔ دیکھئے کل رات تک روپیہ مجھ کو مل جائے ورنہ پختا گیگا (پھر اپنے ساتھی کی طرف مخاطب ہو کر) "ٹوٹی کل رات سے ہم کو خوب کام مل رہا ہے۔ مگر آج رات جس جگہ میں جاسے گا جھگڑا قحط ہو گا اوسے دیکھ کر مجھ کو بہت ہی تعجب ہوا کیونکہ یہ وہی جگہ ہے جہاں ہم نے تین سال ہوئے بل بولٹر اور ڈک فلیور کے ساتھ چھاپہ مارا تھا۔ نہایت عجیب بات ہے اور سب سے زیادہ تعجب یہ ہے کہ کل رات جس عیش گین کی ہم نے خدمت کی اوسی کی گجرات میں مرمت کرنی پڑی۔"

مردہ فروش۔ "نام زیادہ باتیں مت کرو۔ اب یہاں سے جلد چلو۔"

کرکے سمیٹیں۔ "یہ اور سیان بھی سب کٹ گئیں۔ جناب اب آپ اوٹھ کر تشریف لے جاسکتے ہیں۔"

گرین وڈ پیمال کے گٹھے پر۔ سے جہاں وہ اتنی دیر سے پڑا ہوا تھا اٹھا اور دونوں بد معاشوں سے انعام کے وعدہ کا اعادہ کرتا ہوا ویسٹ اینڈ کی طرف تین تہاڑا داندہ ہو اوسے بھر جو خیالات اوس کے دل میں گذرے۔ ہے اون کا ناظرین بہ آسانی خود اندازہ کر سکتے ہیں۔



پوٹھا باب

ڈائنا اور الانزا

جس دن وہ واقعات پیش آئے جن کا ذکر فضل گذشتہ میں کیا گیا ہے۔
اوس کی دوسری صبح کو مسز آرلنگٹن ایک چھوٹے سے پرتکلف کمرہ میں بیٹھی ہوئی
ناشتہ کر رہی تھیں۔ یہ کمرہ اوس عالیہ شان مکان کا ایک حصہ تھا جسے ارل آف
وارنگٹن نے اپنی معنوقہ دنواز کے لئے ڈور اسٹریٹ واقع پکاڈلی میں کرایہ پر لیکر
ہنایت تکلف اور سلیقہ سے آراستہ کر دیا تھا۔

اس وقت کوئی گیارہ بجے کا عمل ہو گا۔ ساحرہ ایک فرانسیسی وضع کا خوشنوا ڈھیلا
ڈالا لباس پہنے بیٹھی تھی۔ اوس کی قامت رعنا نے اپنے آپ کو ایک نفیس و گداز
خملی گدیوں والی کرسی کے حوالے کر رکھا تھا اور اوس کے دلفریب پاؤں ایک
چھوٹی سی اطلس سے منڈھی ہوئی تپائی پر رکھے ہوئے تھے۔ چاکولیٹ کی ایک
گرم گرم پیالی جس میں سے خوشگوار بھاپ اٹھ رہی تھی اوس کے سامنے رکھی ہوئی
تھی اور اخبار مارننگ ہیرلڈ کا اسی دن کا پڑچہ جو ایک خدمت گار نے ابھی ابھی
لا کر دیا تھا اوس کے ہاتھوں میں تھا۔ صبح کے ناشتہ میں ساحرہ علی العموم اپنے وقت
کا بہت سا حصہ گزار کرتی تھی۔ اس میں فائدہ یہ تھا کہ تبدیل پوشاک کی ساعت
تک وقت بڑی آسانی اور لطف سے کٹ جاتا تھا۔ اس کے بعد ملاقاتی آجاتے تھے

تین چار بجے تک اون سے صحبت رہتی تھی۔ یہاں تک کہ گاڑی تیار ہو کر دروازہ کے سامنے آجاتی تھی اور ساحرہ اوسمین سوار ہو کر اگر موسم اچھا ہوتا تو ہوا خوری کے لیے چمن کی طرف نکل جاتی تھی۔ ورنہ سوداگر دن کی دکانوں کی سیر سے جی بہلا لیتی تھی۔ گھر پر آتے آتے چھ سات بج جاتے تھے۔ اور اب ساحرہ شام کے کھانے کے لیے دوبارہ پوشاک بدلتی اور بناؤ سنگار کرتی تھی۔ اتنے میں ارل آف وارنگٹن آجاتا تھا اور ساحرہ کی دلاویز صحبت میں کچھ وقت گزارتا تھا۔ پھر دونوں مل کر کھانا کھاتے تھے اور کھانا کھا چکنے کے بعد یا تو تھدیٹر میں چلے جاتے تھے یا تفریح طبع کے لئے کسی اور ناچ رنگ کے جلسے میں جا کر شریک ہوتے تھے۔ گھر لوٹتے لوٹتے ادھی رات ہو جاتی تھی اور اس وقت ساحرہ خوابگاہ کو چلی جاتی تھی۔

ہم نے جو کچھ اوپر لکھا ہے اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ساحرہ کی روزانہ زندگی کیسے پر لطف طور پر بسر ہوتی تھی۔ ارل آف وارنگٹن اوسکے ساتھ نہایت فیاضانہ برتاؤ کرتا تھا۔ ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو دوسو گنی کا ایک چک بلاناغہ اوسکے نام بھیج دیتا تھا۔ اسکے علاوہ ساحرہ کو مہینہ بھر کے لیے جقدر شراب مطلوب ہوتی تھی اوس کا خرچ بھی ارل اپنی ہی جیب سے ادا کرتا تھا اور گاہ بگاہ زیورات۔ نفرتی ظروف اور ریشمی پوشاکوں کی قسم سے بیش قیمت تحالیف بھی اپنی محبوبہ کو دیتا رہتا تھا۔ جس مکان میں ساحرہ رہتی تھی اوسکے فرنیچر اور سامان آرائش پر پندرہ سو پانچ سو خرچ ہوئے تھے اور یہ کل رقم ساحرہ کی طرف سے ارل ہی نے ادا کی تھی۔ یہاں اس امر کا ذکر کرنا بیجا نہ ہوگا کہ ساحرہ اون عورتوں کی طرح جو اس قماش کی ہوتی ہیں فضول خرچ نہ تھی جو روپیہ اوسکو ارل دیتا تھا اوسے نہایت سلیقہ اور انتظام سے

خرچ کرتی تھی اور اسلئے مقروض ہونے کے بجائے اوس کی حالت روپیہ پیسہ کی طرف سے ہر طرح قابل اطمینان تھی اور اوس نے بہت کچھ رقم پس انداز بھی کر لی تھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ارل آف وارنگٹن کو ساحرہ سے عشق تھا۔ ارل کو عالم شباب میں ایک دفعہ منور عشق ہوا تھا۔ لیکن ناکامی و حیران نے اوس کے دل کو کچھ ایسا افسہ وہ کر دیا تھا کہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اوس کا عشق اوس کی آرزوؤں اور امیدوں کے ساتھ پیوند زمین ہو گیا۔ لہذا یہ امر ناممکن تھا کہ عشق کا جذبہ دوبارہ اوس کے دل میں گھر کر سکے۔ البتہ ساحرہ سے اوس کو افس منور تھا اور اوس کو اس بات کا بھی یقین تھا کہ جن تعلقات کی امانت میں نے اس عورت کے سپرد کی ہے اوس میں یہ خیانت نہیں کرتی۔ ساحرہ کی دلپذیر گفتار اور دلاویز حرکات و سکنات نے اوس کو اپنا شہید بنا لیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ عورت تصنع اور بناوٹ سے پاک ہے اور میری دلجوئی اور رضامندی میں کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھتی۔ حقیقت میں ساحرہ نے ارل کے متعلق اپنا طرز عمل ایسا اختیار کر رکھا تھا کہ اوس میں کسی قسم کی نکتہ چینی کو دخل نہ تھا وہ کبھی ارل کے جذبات رشک و رقابت کو برا نہ سمجھنے کرنے کی کوشش نہیں کرتی تھی اور نہ براہ تصنع اس بات کے اذمانے کے لئے حفلی یا غصہ کا اظہار کرتی تھی کہ ارل کہان تک میرا حلقہ بگوش ہے۔ غرض کہ ساحرہ کی صحبت میں ارل اون سیاسی مسائل کے افکار کو جن کے ساتھ اوس بہت کچھ دلچسپی تھی اور اون چھوٹی چھوٹی حقیقی یا وہمی تکالیف کو جن میں اہل دنیا (گو اون کی حالت کیسی ہی اچھی کیون نہ ہو) مبتلا ہو کرتے ہیں بھول جاتا تھا۔

اس تمہید میں ہم اس قدر اوصاف کے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ارل کے ساتھ ساحرہ

کے تعلقات نہایت وفادارانہ تھے۔ وہ بالطبع ایک پاکباز عورت تھی۔ صرف بعض مجبور یوں نے اوس کو اس حالت کو پہونچا دیا تھا۔ ارل آف وارنگٹن کو وہ اپنا محسن سمجھتی تھی اور اگرچہ ارل کی طرف سے اوس کے دل میں اوس سے زیادہ محبت نہ تھی۔ جتنی ارل کے دل میں اوس کی طرف سے تھی لیکن جن اصولوں کی بنا پر ارل کو اوس سے انس تھا ادنیٰ کے لحاظ سے وہ بھی ارل سے مانوس تھی یہ خیال کہ اوس کے حسن نے ایک وجیہ و تشکیل اور عالی خاندان و ذی ثروت شخص کو اپنا والد و شہید بنا لیا دیکھ اوس کے جیسی بیبیون عورتیں جان و دل سے اس شخص کو اپنے مکند حسن کا اسیر کرنا چاہتی تھیں ڈائنا کی خود پسندی کو رہ زد کر تحریک پہونچا تھا۔ اس کے علاوہ ارل کی کرم آمیز عنایت اور فیاضی ایسی نہ تھی کہ ساحرہ اوس سے متاثر ہو کے بغیر رہ سکے۔ اس لحاظ سے دونوں کے تعلقات ایک ایسی بنیاد پر قائم تھے جسکو بظاہر کوئی قوت منہزل دل نہیں کر سکتی تھی۔

ارل اور ساحرہ میں رسمی راز و نیاز کبھی نہیں ہوا اور دونوں میں جو تعلقات قائم تھے اوس کے متعلق عشق کا لفظ کبھی اون کی زبان پر نہیں آیا۔ ارل نے کبھی اپنی محبوبہ کے سامنے عشاق کا یہ عام شیوہ نہیں اختیار کیا کہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر جذبہ دل کی زور آزمائی کا ثبوت دے۔ یا ہر ملاقات پر قسمیں کھا کھا کر یہ کہے کہ میں تم پر ہزار جان سے قربان ہوں۔ میں عمر بھر کے لیے تمہارا ہو چکا وغیرہ وغیرہ۔ ڈائنا بھی اسی اصول پر عمل کرتی تھی۔ اس طور پر دونوں میں حقیقی اور سچی دوستی کے مراسم قائم ہو گئے تھے۔ اور ارل ڈائنا پر بھروسہ اور اعتبار کر سکتا تھا۔ ڈائنا کی عقل سلیم اور طبع رسا کو وہ اس درجہ وقیع سمجھتا تھا کہ جو کام کرنا ہوتا تھا اوس میں ڈائنا سے

سفر و مشورہ لے لیتا تھا خواہ وہ کام معاملات سیاسی سے متعلق ہوتا خواہ اوسکی جاگیر کے انتظام سے ڈانٹا بھی اوس کو ہمیشہ ایسی صلاح دیتی تھی جس میں اوس کا فائدہ مرکوز ہو۔ اس لیے ارل کو ڈانٹا پر پورا بھر دساتھا اور یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ الایزاسٹنی کے متعلق جو فیاضانہ فیصلہ ارل نے کیا تھا وہ عملی شکل میں ڈانٹا ہی کی بدولت معرض ظہور میں آیا۔

اس قدر تمہید کے بعد اب ہم اصل قصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم اس فصل کے شروع میں بیان کر چکے ہیں ڈانٹا صبح کے وقت نشہ کر رہی تھی۔ اتنے میں ایک خدمتگار نے آکر اطلاع کی کہ مس سٹنی باہر کھڑی ہوئی ہیں۔ اور چند منٹ کے لئے آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔ ڈانٹا نے خدمتگار کو حکم دیا کہ مس سٹنی فوراً بلالی جائیں۔

الایزا داخل ہوتے ہی ڈانٹا سے جواز راہ تپاک دروازہ تک اوس کا خیر مقدم کرنے کے لیے آئی تھی۔ نہایت گرم جوشی سے ملی اور کہنے لگی۔ ”معاف کیجئے کہ میں اتنے سویرے بلا پوچھے گئے دفعۃً آپ کے پاس چلی آئی جسکی وجہ سے شاید آپ کا ہرج ہوا۔“

”ساحرہ۔“ الایزا ان تکلفات کو رہنے دو۔ تم سے ملنے کے لیے میں ہر وقت حاضر ہوں اور اسکو تم بھی جانتی ہو۔ مگر تم آج خلاف معمول اس قدر متفکر اور متوجش کیوں نظر آ رہی ہو اور یہ تمہارے چہرے پر زردی کیسی چھائی ہوئی ہے۔ یہاں میرے قریب اگر بیٹھ جاؤ اور اپنی سب کیفیت مجھے کہہ سناؤ۔ اگر میں تمہارے کسی کام آ سکتی ہوں تو دل و جان سے حاضر ہوں۔“

الائیزا۔ "ڈائنامیجے تم سے آج ایک راز کہنا ہے اور ایک ایسے ناگفتہ بہ واقعے کا ذکر کرنا ہے جسکو سنکر تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔"

مسنر آر لنکسٹن۔ "خدا کا شکر ہے کہ میں بال بال بچ گئی۔ ایک شخص کی توجہ نہ ملے، مجھکو دلت اور بر باد می سے بچا لیا۔ لیکن مجھے زبانی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ اس خط کو پڑھو گی تو سب حال آئینہ کی طرح روشن ہو جائیگا۔"

یہ کہہ کر الائیزا نے وہ خط جو اسٹیونس نے شب گذشتہ ملاقات کے کمرہ میں پانڈاز کے نیچے نمایاں طور پر چھپا دیا تھا ڈائینا کو دیا۔ ڈائینا نے اس خط کو توجہ سے پڑھا اور گرین وڈ کی پاجیانہ سازش کا حال معلوم کر کے فرط غصہ و نفرت سے اس کا چہرہ تپتا اوٹھا۔ خط پڑھ چکنے کے بعد اس کے منہ سے بے اختیار یہ لفظ نکلے بڑا اس جارح مانگیگ کی خباثت اور پاجمی پن کی کوئی انتہا نہیں رہی۔"

الائیزا۔ "پیارے ڈائینا مجھکو معاف کرنا کہ میں نے اپنی زندگی کا ایک راز آج تک تم سے چھپائے رکھا۔ اس جارح مانگیگ کو میں ایک دفعہ اپنا دل دے چکی ہوں۔ مسنر آر لنکسٹن۔ (ازراہ استعجاب) "تم؟"

الائیزا۔ "ہاں ڈائینا اس شخص پر میں ایک دفعہ ہزار جان سے عاشق ہو چکی ہوں یہ وہ زمانہ تھا جب میرے التباس کا راز ابھی افشا نہیں ہونے پایا تھا۔ لیکن اس نے میرے ساتھ نہایت پاجیانہ برتاؤ کیا اور میری محبت سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ اس نے میں نے اس محبت کی چمکاری کو جو میرے دل میں سلگ اٹھی تھی۔ جس طرح ہو سکا دوا دیا۔"

مسنر آر لنکسٹن۔ "آفرین ہے تمہارے عزم پر۔ تم نے بہت ہی اچھا کیا"

کہ ایک ایسے جذبہ کے متعلق اپنی طبیعت کو قابو میں رکھا جو تہاری خوشی کے حق میں مہلک ثابت ہوتا کیونکہ تم آبرو کے ساتھ اپنی دلی تمنا کو کبھی پورا نہ کر سکتین۔
 الایزا۔ افسوس! جو کچھ تم نے کہا اوس کا حرف حرف سچ ہے۔ میں حقیقت میں ایک غار کے کنارے کھڑی تھی اور قریب تھا کہ گر پڑوں مگر کسی رحمت کے فرشتے نے مجھ کو بچا لیا۔ لیکن یہ مانینگ یا گرین وڈیا جو کچھ بھی اس کا نام ہو ہاتھ دھو کر میری عزت کے پیچھے پڑ گیا ہے۔ میں اس سے اپنے آپ کو بچاؤں تو کس طرح بچاؤں۔“

مسٹر آرلسنگٹن۔ ”اس شخص کے جہیم بے حساب و بے شمار ہیں اور طلب معصیت میں اوس کا استقلال ان تھا کہ“

الایزا۔ اس شخص کی سازشوں اور آبروریزی کی کوششوں سے بچنے کی میں کیا تدبیر کروں۔ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس لیے تم سے مشورہ لینے آئی ہوں۔ آج صبح جب میں اٹھی تو اس بات کو یاد کر کے میرے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا کہ گذشتہ شب میں اپنی مرضی سے اپنے بستر پر نہیں لیٹی تھی۔ اور کھانا کھانے کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ طناب جس کے ذریعہ سے گھنٹی بجائی جاتی ہے کٹی ہوئی تھی اور وہ خنجر بھی جسے میں ہمیشہ اپنے تکیہ کے نیچے رکھا کرتی ہوں۔ وہاں موجود نہیں۔ ان تمام باتوں نے میرے دل پر جو کچھ اثر کیا ہو گا اوس کا اندازہ تم بخوبی کر سکتی ہو۔ قریب تھا کہ مجھ کو غمش آ جائے لیکن میں نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا اور خادمہ کو آواز دی۔ خادمہ آواز سن کر آئی اور ایک خط بھی لیتی آئی جو اوس کو پاندا کے نیچے سے ملا تھا۔ یہ خط جو تم نے ابھی ابھی پڑھا وہی ہے۔

اب تم کو سب واقعات بلا کم و کاست معلوم ہو گئے۔ اس لیے نہ جھکوتا کہ اس شخص کی آبرورستانی سے بچنے کی کیا تدبیر ہو۔

مسٹر آرلنگٹن۔ (کچھ دیر غور کرنے کے بعد) ”پیارے الایزا افسوس تم کو سوائے اسکے اور کوئی تدبیر نہیں سوچتی کہ تم لندن کو خیر باد کہو۔“
الایزا۔ ”اگر لندن کو خیر باد کہنا ہے تو پھر انگلستان ہی سے کیونکہ نہ چلی جاؤں لیکن میں اس شخص کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتی جسکے احسانوں کے بوجھ کے تلے میں دبی جاتی ہوں۔“

مسٹر آرلنگٹن۔ ”تمہاری ملازمت وارنل آف وارنگٹن سے ہے؛ میں تمہاری اس احسان مندی کی شناختاں ہوں۔ اور تم کو یقین دلاتی ہوں کہ جو امر تمہاری راحت اور اطمینان قلب کا موجب ہو اسکی تکمیل میں ارل حتی الامکان ساعی ہو گئے۔ آج کا دن تم میرے ہاں گزارو۔ میں ابھی ارل کو چٹھی لکھتی ہوں کہ مجھ سے فوراً آکر مل جائیں۔“
الایزا۔ ”ارل آف وارنگٹن شاید میرے یہاں موجود ہونے پر اظہارِ ناراضگی“
مسٹر آرلنگٹن۔ ”اس کی طرف سے بالکل بے فکر رہو۔ میں ارل سے دوسرے کمرے میں مل کون گی۔ ارل کی طرف سے اپنے دل میں اس خیال سے ذرا بھی میل نہ آنے دو کہ وہ تم سے ملنا گراں گذرتا ہے۔ بات یہ ہے کہ تمہاری مان کی یاد۔“

الایزا۔ (جلدی سے بات کاٹ کر) ”مجھے خوب معلوم ہے کہ لاڑو وارنگٹن کو مجھ سے ذاتی طور پر کوئی وجہ متفر نہیں ہے۔ ورنہ وہ میرے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کرتے کہ جسکے لحاظ سے میرے جسم کا ہر ایک روان اوٹکو دعا دیتا ہے۔“

الحقہ مسٹر آرنگٹن نے لارڈ وارنگٹن کو چٹھی لکھی اور خود کپڑے بدلنے کے لئے سنگار کے کمرے میں چلی گئی۔ اور ایک گھنٹہ میں ارل بھی آ پہنچا اور مسٹر آرنگٹن سے دیر تک تخلیہ میں باتیں کرتا رہا۔ چار بجے کے قریب ارل رخصت ہوا اور ڈائنا اوس کمرے میں واپس آئی جہاں الازکا کو چھوڑ کر گئی تھی۔ ڈائنا کے چہرہ پر خوشی کے آثار نمایاں تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے اپنے مقصد میں پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ چنانچہ اوس نے اپنی جلیس سے اس طرح خطاب کیا۔

”مہاج مانٹیک گرین وڈ کی وحیانہ حرکت کے واقعہ کو ارل آف وارنگٹن نے نہایت توجہ سے سنا۔ ہنر لارڈ شپ میں اور مجھ میں دیر تک اس مسئلہ پر بحث ہوتی رہی کہ تمہارے اطمینان قلب اور سلامتی کے لئے بہترین طریقہ کیا اختیار کیا جاسکتا ہے۔ آخر ہم دونوں کی رائے یہ قرار پائی کہ تمہارے لئے یہ بہتر ہوگا کہ انگلستان کو کچھ عرصہ کے لئے الوداع کہو۔ کیونکہ ممکن ہے کہ گرین وڈ کی بے باک مہم جیاشی ایسی حالت میں جبکہ دولت بھی اوسکے پاس موجود ہے تمہاری آبروریزی کا باعث ہو۔ اگرچہ جس حد تک دل اور ارادہ کو تعلق ہے تمہاری حصص و عفت برقرار ہی کیون نہ رہے۔ اسلئے لارڈ وارنگٹن کی یہ رائے ہے کہ تم اٹلی جاؤ۔ وہاں ریاست کٹکھٹا میں خود او ان کا ایک محل بھی ہے جس میں تم سکونت اختیار کر سکتی ہو۔ اب وہاں نہایت جانفزا اور منظر نہایت دل فریب ہے۔ اطمینان خاطر پوری طرح سے تمکو وہاں نصیب ہوگا۔“

الایزا (احسان مندی اور شکر گزاری کے آفسو انگمے میں بھلا کر) ”ہنر لارڈ شپ کی اس کرم آمیز عنایت کا میں کس زبان سے شکر ادا کروں۔“

مسٹر آر لنگسٹن (اپنا سلسلہ تقریر جاری رکھ کر) "چند سال کا زمانہ ہوتا ہے کہ ہنزلا ڈشپ بغرض سیر و سیاحت براعظم یورپ کو تشریف لیگے۔ اور دو سال تک مانٹانی مین جو کسٹلیکا لاکے گریڈ ڈیوک کا پایہ تخت ہے رہے۔ اس خوشنامہ شہر کی ولایت گیان اور اس کے سوا کی دھڑیلیاں کچھ ایسی تھیں کہ ہنزلا ڈشپ نے ایک قطعہ آراضی نواح مانٹانی مین خرید لیا اور اسکو ایک عالی شان مکان اور ایک پیر رونق باغ سے اچھی طرح آباد کیا۔ ہنزلا ڈشپ کا خیال تھا کہ موسم گرما وہ کبھی کبھی بھرنے بسر کیا کریں گے لیکن غریب سے واپس آنے کے بعد یہاں کے معاملات مین بہت سی الجھنیں پیدا ہو گئیں اور اس لیے آج تک وہ اپنے ارادہ کو پورا نہیں کر سکا۔ مانٹانی کا باغ اور مکان اس وقت تک خالی پڑے ہیں۔ اگر کوئی دمان رہتا ہے۔ تو ایک بڑا چوکیدار اور اوسکی بی بی اور بس۔ مکان ایک جانفروندی کے کنارے واقع ہے جو شہر مانٹانی کے بیچ مین سے گذرتی ہے اور اس کے آس پاس کا منظر ایسا سہانا اور نظرفریب ہے کہ اس کے دیکھنے سے نگاہ سیر ہوتی ہی نہیں۔ تم جب تک جاؤ اس مکان مین رہ سکتی ہو۔ ہنزلا ڈشپ اپنے لندن والے مہاجن کو یہ ہدایت کر دیں گے کہ تمہاری تنخواہ تھوڑا سا کم ہو جائے گا۔ مانٹانی مین ہندسی کے ذریعہ سے پہنچ جایا کرے۔ اس کے علاوہ اوہوں نے مجھ سے یہ بھی فرمایا ہے کہ سفر خرچ کے لیے جتنا رقم کی تمکو ضرورت ہو مین اپنے پاس سے دیدون۔"

الایزا۔ "میری پیاری ڈائنا مین کس زبان سے کس دل سے اوس احسان کا اعتراف۔"

مسٹر آر لنگسٹن (قطع کلام کر کے) "احسان مندی اور شکریہ کا ایک لفظ بھی

زبان پر نہ لاؤ۔ لارڈ وارنگٹن کا یہ خیال ہے کہ وہ تمہاری مدد کر کے اپنے اور سرجو
چچا کی روح کو تسکین پہنچا رہے ہیں جسکی بیٹی تمہاری ماں تھی۔ اور میری جو پوچھتی
ہو تو الایزبڈائے لایزال تمہارے کسی کام آسکتا میرے لئے تحقیقی مسرت کا
باعث ہے لیکن میں نے اپنی حکایت ابھی ختم نہیں کی۔ لارڈ وارنگٹن اس وقت
کاؤنٹ الٹرائی سے جو کٹسلیڈ کا لاکا ایک مخزج امیر ہے اور جس سے اونکا تعارف
اشنائے قیام اٹلی ہی میں ہوا تھا ملنے کے لئے سید ہے چنڈ گئے ہیں۔ اس
ملاقات سے ہنر لارڈ شپ کا مقصد یہ ہے کہ تمہارے لئے چند خطوط تعارف
ماتائی کے معزز ترین خاندانوں کے نام کے لیتے ہیں تاکہ وہ ان کے معززین کے
گھروں تک تمہاری رسائی ہو سکے اور تمکو کچھ ہم صحبت مل سکین۔

الایزائے میرا مقصد ہے کہ وہ ان جاگرافیسی خلوت پسند اور گوشہ گزین بنوں کہ
کسی سے ملنے جلنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے۔ اسلئے ہنر لارڈ شپ کی یہ مزید
اعانت شاید رائیگان جائے گی۔

مسٹر آرلنگٹن "ہنر لارڈ شپ جب کسی بات کا عزم کر بیٹھتے ہیں تو اسکو
پورا ہی کر کے چھوڑتے ہیں۔ اسلئے چھٹیان تمکو ساتھ لے جاتی ہونگی۔ اور کیا
معلوم ان چھٹیوں سے تمہارے حق میں کوئی ایسا نتیجہ نکلے جو بہت ہی مفید ہو۔ ان
میں نے فیہ تم سے اس وقت تک کہا ہی نہیں کہ انگلستان سے روانہ ہوتے تک
تمکو یہیں رہنا ہوگا۔ اپر کلپٹن کو اب مت جاؤ۔ جب تک تمہارے سفر کی تیاریاں مکمل
نہ ہوں۔ تم میرے ہاں مہمان رہو۔ خود ہنر لارڈ شپ کی یہی خواہش ہے۔
(کسی قدر جھجک کر اور شرم کر) "بشرطیکہ تم اس کلمہ احزان میں رہنا اپنے خلاف

خواہش نہ سمجھو اور میری صحبت کو۔“

الایزہ (فرط گر خوشی سے مسز آرلنگٹن سے بے نگاہ ہو کر) ”ڈائنا افسوس ہے کہ اس بات کا شبہ تک تمہارے دل میں گذرے میں تو تم کو بہن کے پیارے خطا سے بچا کر اپنی سچی خوشی کا موجب تصور کرتی ہوں۔“

مسز آرلنگٹن۔ (متناثر ہو کر) الایزہ تم مجھ کو بہن کہہ کر نادیم تو نہ ہو گی؟
الایزہ۔ ”بہن یہ کیسی باتیں کر رہی ہو۔ مجھے تمہارے ان سوالات سے تکلیف ہوتی ہے۔ تم کو بہن کہتے ہو۔ یہ میں شرمناکوں! تم سی پاکر، طینت اور شریفیت دل عورت میں نے نہیں دیکھی۔ اس لحاظ سے مجھ کو تم سے سچی محبت ہے اور میں دل سے تمہاری عزت کرتی ہوں۔“

مسز آرلنگٹن۔ ”خدا انکو خوش رکھے اور تمہارا تمہارا یہ پہنا پانچم بھرتک بٹھائے۔“

اسکے بعد مسز آرلنگٹن نے خدمتکاروں کو حکم دیا کہ ارل آف وارلنگٹن کے سوا اور جو کوئی بھی آئے اس سے کہیں کہ مکان پر موجود نہیں ہیں۔ ادھر الایزہ نے اپنے مکان پر کھلا بیجا کہ میں چند دن تک مسز آرلنگٹن کے ہاں رہوں گی۔ شام کے وقت لوہیا جو ابھی ابھی اوس سفر سے لوٹی تھی جو اوسے اسٹیونس کے جعلی خط کی بنا پر اختیار کیا تھا اپنی مالکہ کے کپڑے اور دوسرے ضروری سامان لیکر ڈورا اسٹریٹ میں پہنچی۔ اور الایزہ نے اوس کو روانگی یورپ کے عزم سے اطلاع دیکر کہا کہ سامان سفر بہ عجلت تمام درست کر رکھے۔

پانچواں باب

بستر بیماری

الایزاسٹنی اور مسز آرلنگٹن کو باتین کرتے ہوئے چھوڑ کر ہم اسی شام کو جس کا حوالہ فصل سابق میں دیا گیا ہے رچرڈ مارکھم کے مکان پر پہنچتے ہیں۔

رچرڈ بڑی دیر کے بعد گویا ایک متوحش خواب سے بیدار ہوا۔ آنکھیں کھلوں کہہ
اوسنے اپنی بے رونق نگاہ چارون طرف ڈالی اور اپنے آپ کو اپنے ہی بستر پر
لیٹا ہوا پایا اور دیکھا کہ ڈنگلم اوسکے سر ہانے بیٹھا ہوا ہے۔ اپنے آقا کو عالم ہوش
میں دیکھ کر وفادار خالسا مان بے اختیار کہہ اٹھا: ”اے خدا تیرے نام کی تصدیق
(تقدیس) ہو!“

رچرڈ۔ (دبھی اور ضعیف آواز میں) ”ڈنگلم یہ میں کب سے بیمار ہوں؟“
”ڈنگلم“ رچرڈ میان آپ آج چارون سے ہوش و حواس سے محروم
(محروم) ہیں۔ مجھ کو تو ابھی خوف تھا کہ آپ کے دشمنوں کی یہ نیند کہیں ایسی نہ ہو جس سے
آپ جاگیں ہی نہیں۔ میان میں چارون سے برابر آپ کی سحری (سحری) کے
پاس بیٹھا ہوا ہوں۔ اور میں بیچ عذر (عرض) کرتا ہوں کہ جس وقت سے آپ مکان
پر لائے گئے اوس وقت سے میں نے اپنی کوشش (پوشاک) تک نہیں اتاری
رچرڈ۔ ”ڈنگلم میرے اچھے دوست میں تمہارا ہنایت ممنون ہوں۔ لیکن کیا

حقیقت میں مین ایسا ہی سخت بیمار تھا جیسا تم کہتے ہو۔؟

وٹنگم۔ ”بیمار سے بیمار! تین چار دن سے آپ نے ایک مرتبہ (مرتبہ) بھی آنکھیں نہیں کھولیں اور کھولیں بھی تو کفنان (خفقان) کی حالت میں۔ خواب میں بالبتہ (البتہ) آپ روتے اور چلاتے رہے۔ میان آپ کو تو شاید نشان گمان (شان گمان) بھی نہ ہو کہ طرح آپ گھر بچو پیچے۔“

رچرڈ۔ ”مجھے اس کا ذرا بھی علم نہیں۔ صرف اتنا یاد پڑتا ہے کہ مین آدھی رات کے وقت رچمنڈ کی سڑک پر بے تحاشا دوڑ رہا تھا اور میرے دماغ میں وحشت و اضطراب کا ایک بگولا اٹھ رہا تھا اور۔“

وٹنگم۔ (قطع کلام کر کے) ”اور ضرور ہے کہ آپ تھک کر سر عام شارع عام پر گر پڑے ہوں کیونکہ دو گاڑیاں نوں نے آپ کو ہیوشی کی حالت میں پڑا ہوا پایا یا اور اٹھا کر ایک مکان میں جو پاس ہی تھا لے گئے۔ مکان والوں نے آپ کی جبین ٹولیں تو آپ کا کارڈ ملا جسے دیکھ کر اوہوں نے یہاں آئی بھیجا اور مین غیر پاتے ہی ایک گاڑی لیکر گیا اور آپ کو گھر لے آیا۔“

رچرڈ۔ ”تو مین چار دن سے علی الاتصال میوش تھا۔“

وٹنگم۔ ”جی ہاں میان۔ مگر ابھی مین نے آپ سے یہ تو کہا ہی نہیں کہ اس عصرے (عرصہ) مین کیا کیا وقوعات (واقعات) پیش آئے۔“

رچرڈ۔ ”جو کچھ اس عرصہ میں پیش آیا ہو سب بالتفصیل مجھ سے بیان کرو۔“

وٹنگم۔ ”جو وقوعات (واقعات) اس عصرے (عرصہ) مین گزرے ہیں مین سب آپ کو ہر فن ہر فن (حرفاً حرفاً) سنا دیتا ہوں۔ سب سے پہلا وقوعہ (واقعه) جسے

مستہم بستان (مہتمم بالشان) کہا جاسکتا ہے یہ تھا کہ سور کی مادہ نے بچے جنے اسکے
 بعد ایک بڑا سخت فوٹان (طوفان) آیا جس کی وجہ سے ہمارا کھلیاں گر پڑا۔ اسکے
 بعد مالن کی چھو کری کی جھگی (زچگی) ہوئی مگر چونکہ یہ جھگی (زچگی) نازا بیج (ناجا بیز)
 طلاق (تعلق) کا نتیجہ تھی اس لئے مین نے مالن سے کہہ دیا کہ اپنی بیٹی کو ہمارے
 مکان پر نہ آنے دے کیونکہ ہم کو سیاہ ترکاری (سیہ کاری) پسند نہیں۔ اسکے بعد
 بچارے بن مالیدے کے سلمان کی عدالت والون نے قصری (قرنی) کر لی اور
 مین نے اوسکے حال پر رحم کھا کر اوسکو دو گنیاں دین سب سے آخر میں یہ دتو نہ
 (واقعہ) پیش آیا کہ ایک صاحب کا نوکر آیا۔ اوس بدماش (بد محاش) کا نوکر بھیجے بکانام
 یارک منسٹر ہے یا غذا جانے کیا ہے۔ اور آپ کا پوک منٹی (پورٹ منٹو) چھوڑنا گیا
 چرڈ۔ (جسکے دل میں ڈنگلم کا آخری فقرہ سنکر کیا ایک امید تازہ ہو گئی) ”میسر
 پورٹ منٹو! تم نے ابھی تک کھولا تو نہیں؟“

ڈنگلم ”کھولتا کیسے۔ مجھے وقت کہاں ملا“

چرڈ۔ ”اؤ فوراً اوسکو اٹھا کر یہاں لے آؤ اور میرے پلنگ کے قریب
 دو کریسون پر رکھ کر کھول دو۔ ڈنگلم! میرے اچھے ڈنگلم! اللہ جلدی کرو۔ مین دیکھنا
 چاہتا ہوں کہ آیا کوئی خط۔ کوئی چٹھی۔“

ادھر چرڈ کے منہ سے یہ الفاظ بیقراری کے عالم میں نکل رہے تھے اودھر
 نیک تھاو خانساں دوسرے کمرے میں جا کر بکس کو جو ایک میز کے تلے رکھا ہوا
 تھا اٹھا کر لا رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں اوسنے صندوق اپنے آقا کی مسہری کے
 قریب ایک تپائی پر رکھ کر کھول دیا اور چرڈ نے اشتیاق آمیز اٹھوں سے

کپڑوں کی تہین المٹ پلٹ کرنی شروع کیں لیکن کاؤنٹ کے مکان سے جس چٹھی کے آنے کی اوسے امید پیدا ہوئی تھی وہ نہ ملنی تھی نہ ملی۔

اس وقت وفتے ایک خیال اوسکے دل میں پیدا ہوا۔ اوس نے اپنے دل سے سوال کیا کہ وہ دستاویز کیا ہوئی جس پر قبوہ خانہ ”ڈارک ہاؤس“ میں پوکا کعرفٹ ٹالہٹ نے دستخط کئے تھے آیا وہ اوسکے کاغذوں میں رکھی ہوئی تھی۔ اتنا تو اوسکو یاد پڑتا تھا کہ اوسنے یہ دستاویز کاؤنٹ کے ہاتھ میں دی مگر پھر خدا جانے اوس کا کیا حشر ہوا۔ کاغذوں میں جستجو کرنے پر اوسکو معلوم ہوا کہ دستاویز اوسکو واپس نہیں دی گئی۔ اول اول تو اس واقعہ کا اوسکو نہایت رنج ہوا مگر تھوڑی دیر میں یہ رنج اس خیال سے تبدیل ہو گیا کہ ممکن ہے کہ جب اوس جاکھاہ رات کی یاد کا جوشش فرد ہوا ہو تو کاؤنٹ یا اوسکے لواحقین کی نظر اس کاغذ کے مصنوع پر پڑی ہو۔ مگر مردہ فروش نے اوسکے (رچرڈ کے) نقب زنی میں شریک ہونے کے متعلق جو خوفناک شبہات کاؤنٹ کے دل میں پیدا کر دئے تھے وہ رفع ہونے تو کیسے ہوں۔ رچرڈ کے نزدیک یہ خیال سب سے زیادہ جان خراش تھا۔ مگر اسی کا مٹنا سب سے زیادہ ضروری بھی تھا۔

رچرڈ مایوس ہو کر لیٹ گیا اور کسی سوچ میں محو ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد کسی نے دروازہ پر دستک دی اور جب ڈنگلم نے جا کر دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ مسٹر مانروہ سے مسٹر مانروہ افکار و مصائب کی تصویر بنا ہوا تھا۔ اوس کی گالین جن میں گرہے پڑے ہوئے تھے فاقہ کشی کی بھی گواہی دے رہی تھیں۔ آنکھیں بالکل بے نور اور بے رونق تھیں۔ گردن۔ کلائیوں اور ہاتھوں میں بحرِ پوست و استخوان

کے اور کچھ باقی نہ رہا تھا۔ جسم اگرچہ بظاہر صاف و پاکیزہ تھا لیکن کپڑوں کی پھٹی حالت کہہ دیتی تھی کہ جس شخص نے اپنے بدن کو اون سے ڈھانپ رکھا ہے وہ افلاس کے آخری درجہ میں ہے۔

رچرڈ نے مارکو کو کئی مہینے سے نہ دیکھا تھا اور اب جو دیکھا تو اس ہیت کدالی میں دیکھا اپنے ولی کو ان پھٹے حالوں پا کر نیک نہاد نوجوان کی آنکھوں میں برائتیاں اُٹوڑا رہا آئے۔ ادھر مارکو بھی رچرڈ کو بستر بیماری پر پڑا ہوا دیکھ کر نہایت متعجب ہوا۔ آخر کار رچرڈ نے اپنے دیرینہ سال ملاقاتی سے اس طرح خطاب کیا:-

”جناب آپ بیمار معلوم ہوتے ہیں۔ اور ساتھ ہی آپ کی وضع یہ بھی کہہ دیتی ہے کہ طرح طرح کے آلام و افکار آپ کے لئے سوہان روح ہو رہے ہیں۔ آپ میری پاس“ مسٹر مارکو۔ (تلخی سے) ”رچرڈ آخر تم پر میرا راز کھل گیا۔ خیر میں تم سے اپنا حال کیا چھپاؤں۔ ہاں سچ ہے میں اور میری بیٹی بھوک کے عذاب سے سسک سسک کر جان دے رہے ہیں۔“

رچرڈ:- ”اے اکبر امین یہ کیا داستان سن رہا ہوں۔ افسوس کہ غرور و خود داری نے آپ کو میرے پاس اس سے پہلے نہیں آنے دیا۔ جو کچھ اس گئی گزری حالت میں بھی میرے پاس موجود ہے میں ادس میں سے آدھا آپ کو کس خوشی اور کس شوق سے بانٹ دیتا۔“

مسٹر مارکو:- (رو کر) ”رچرڈ میں تیرے پاس کیا منہ لیکر آتا۔ میں تجھے پہلے ہی کیا کچھ کم برباد کر چکا ہوں جواب تیرے لئے اور زیادہ بار خاطر بنوں۔“

رچرڈ:- ”آپ نے ہرگز ہرگز مجھ کو برباد نہیں کیا۔ اس تباہی کا اصلی باعث

ایک اور ہی تعبیر تھا۔ جسکے جال میں آپ پھنس گئے ورنہ آپ کی نیت صاف تھی۔“

مسٹر مانزو۔ ”خدا گواہ ہے کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو اسکا حرف حرف سچ ہے۔ مگر یہ تو کہو کہ تم بیمار کیسے ہو اور کب سے اس بستر پر پڑے ہوئے ہو۔“
 رچرڈ۔ ”یہی کوئی ایک دو دن سے طبیعت ناساز ہو گئی۔ اب میں اچھا ہوں میری فکر نہ کیجئے آپ اپنا حال کہیے۔“

مسٹر مانزو۔ ”رچرڈ میں حقیقت میں ایک نہایت ہی بدنصیب شخص ہوں۔ قسمت نے مجھ کو دولت و اقبال کے محل کے لنگرہ پر سے دفعۃً افلاس و ادبار کے پست ترین گڑھے میں گرا دیا۔ مگر میں اپنی قسمت کو بہنیں روتا اور اپنے نصیب سے شکوہ نہیں کرتا۔ مجھ کو جو چیز تکلیف دے رہی ہے وہ یہ خیال ہے کہ میری بیکیں اور عزیب بچی ایلن پر بھی میرے ساتھ مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ زمانہ کی گرد مٹش نے مجھ کو انواع و اقسام کی مایوسیوں اور تکلیفوں کا عادی بنا دیا ہے اور میں نے اپنا رُخ روزگار کے جو رستم سہنے کی کافی سے زیادہ مشق بہم پہنچائی ہے لیکن میرے دل کے سو ٹکڑے ہو جاتے ہیں جب میں یہ سوچتا ہوں کہ میری بیماری ایلن جس نے ناز و نعم میں پرورش پائی تھی اور جس نے شگلی کا منہ نہ دیکھا تھا اب نان شہینہ تک کو محتاج ہے۔ قسم لے لو جو ہم دونوں کو کل رات سے ایک گروہ نان لصبیہ ہوا ہو۔“

رچرڈ۔ (مخواس تجاب و بہت رو کر) ”پناہ بخدا! مسٹر مانزو کیا نہایت یہاں تک پہنچ گئی؟“

مسٹر مانرو۔ (ہچکیان لے کر) ”رچرڈ مین نے جو کچھ کہا ہے سب سچ ہے ہم کو آج دون کا فائدہ ہے۔“

وٹنگھم اوٹھ کر کھڑکی کے قریب چلا گیا اور آستین سے اپنی آنکھیں پونچھنے لگا۔ آخر رچرڈ نے مسٹر مانرو سے کہا:

”اچھا ہوا کہ آپ میرے پاس چلے آئے۔ میں آپکی حتی الامکان مدد کروں گا۔ اور اس حال کو پھر نہ پہونچنے دوں گا۔ آہ! اسے خبیث مانیٹک تو کشتوں کے دل توڑ چکا ہے اور خدا جانے ابھی کشتوں کے اور توڑے گا۔“

مسٹر مانرو۔ اسی مانیٹک کی بدولت مجھے اس روز سیاہ کا منہ دیکھنا پڑا۔ مگر ایک نقطہ میں ہی اوسپر نفرین نہیں پہونچتا۔ اور بھی ایسے شخص لندن میں موجود ہیں جنکے دلون میں اوس کی طرف سے چھالے پڑے ہوئے ہیں۔ مجھکو محض اتفاقہ طور پر معلوم ہوا ہے کہ اوس نے اپنا نام بدل کر محلہ ویسٹ انڈین دہی اپنی پرانی گھاتین شروع کر دی ہیں۔“

رچرڈ۔ نام بدل ڈالا؟ اب کیا لقب اختیار کیا ہے؟

مسٹر مانرو۔ ”گرین وڈ۔“

رچرڈ۔ (دفعۃً اوس شخص کو یاد کر کے جبکہ تفویض کا وٹھ نے اپنا سر ہایہ کیا تھا) ”گرین وڈ! تو ہارج مانیٹک اور گرین وڈ اصل میں ایک ہی ہیں۔ افسوس یہ شخص نے شکار پھانسی رہا ہے میں ایک شخص کو جانتا ہوں جو شاید اس وقت تک تیار و برباد ہو بھی چکا ہوگا۔ وٹنگھم جلدی سے مجھے قلم دوات اور کاغذ تو لا دو۔ میں اون لوگوں کو خیر دلاؤں گے جتنا ہوں اگرچہ مجھے ڈر ہے کہ مبادا میرا یہ انتباہی

خط دیرین بہم نہ چنے۔

وہ گنہگار اپنے آقا کے لیے پلنگ کے قریب ایک میز پر قلم و دوات اور کاغذ رکھ رہا تھا تو رچرڈ یہ سوچ رہا تھا کہ کاؤنٹ الٹرائی کی اس واقعہ سے مطلع کر دینا بہترین طریقہ کیا ہو سکتا ہے۔ گنہگار خط بھیجنا رچرڈ جیسے پاک باطن اور شریف النفس شخص کے مذہب میں جائز نہ تھا اور اپنی طرف سے اگر وہ براہ راست کاؤنٹ کو چشمی لکھتا تو اسے خوف تھا کہ مباذا او کے دستخط پہچانتے ہی کاؤنٹ اس کی چشمی بے پڑھے آگ میں ڈال دے۔ اور اس طور پر مطلب فوت ہو جائے۔ کاؤنٹ سے جا کر بالمشافہ اس واقعہ کو بیان کرنا کسی طرح سے ممکن ہی نہ تھا اور مسٹر مانرو کی زبان کی کہلا بھیجنا بھی ٹھیک نہ تھا با این ہمہ سچ اس کے چارہ بھی نہ تھا کہ کاؤنٹ کو اس واقعہ کی اطلاع کیجائے۔ لیکن کیجائے تو کیوں کر۔ اس پریشانی میں اس سے ایک بات سوچی۔ اس نے اپنے دل سے کہا کہ اگر میں کاؤنٹ کی بی بی کو خط لکھ دوں گا تو چونکہ عورتیں بالطبع تجسس ہوتی ہیں لہذا میرا خط ضرور پڑھا جائے گا۔ یہ سوچ کر اس نے حسب ذیل خط لکھی:-

”میلڈم“

”اگرچہ کاؤنٹ الٹرائی کے مواجہ میں ایک افترا پر دلزنی مجھ پر بہتان باندھا اور مجھ کو اپنی صفائی میں کوئی عذر پیش کرنے کا موقع نہ دیا گیا۔ اور اگرچہ آپ کی نظروں میں بھی میرا اعتبار جاتا رہا ہے لیکن با این ہمہ میں ابھی تک نہایت مخلصانہ طور پر آپ کے خاندان کا ہی خواہوں۔ اس دعوے کے ثبوت میں میں آپ کو یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں مسٹر گرین وڈ کے حوالے کا دنٹ الٹرائی نے اپنا سراپا کر دیا ہے وہ بڑا جلدی

کارخانہ صنعت ہند

یہ کارخانہ جو حیدر آباد وکن کے روشن خیال امیر نواب میر عبدالعلی خان بہادر
 خلف نواب شمشیر الملک بہادر مرحوم کی حسن سعی کا نتیجہ ہے ایک عرصہ سے بلکہ فرخندہ
 بنیاد حیدر آباد میں لاکھوں روپیہ کے صرف سے قائم ہے۔ اسکی غرض و غایت یہ ہے
 کہ لوہے اور فولاد کا کل سامان ضرورتی و آرائشی مقامی دستکاری کی مدد سے کیفیت
 و ساخت کے لحاظ سے ولایتی پیمانہ پر تیار کیا جائے۔ اور اسطور پر ہندوستان کے
 ملکی مصنوعات کو ترقی دی جائے۔ الحمد للہ کہ اس غرض کی تکمیل میں خدا کے فضل اور
 اس کارخانہ کے بانی کی توجہ سے ہکو پوری کامیابی حاصل ہوئی ہے اور جو کام اس
 کارخانہ میں تیار ہوتا ہے وہ کسی طرح ولایتی کام سے ہناوٹ کی مضبوطی اور ظاہری آرائش
 میں کم نہیں ہوتا اور لطف یہ کہ قیمت میں بھی ولایتی سامان کے مقابلہ میں گران نہیں
 آرائشی کٹہرے۔ زینے۔ پچامک۔ دیوار گیر پان۔ ٹیمپ نصب کرنے کے ستون اور ہر قسم
 کی مشینیں (کلین) ہمارے ہاں ولایتی عمدگی کے ساتھ بکھایت تیار ہو سکتی ہیں۔
 نمونہ کے طور پر ہم چند نقشے کٹھڑوں وغیرہ کے مع قیمت دوسرے صفحہ پر درج کرتے
 ہیں۔ نقشوں سے اصل کی صفائی اور عمدگی کا اندازہ تو نہ ہو سکیگا۔ البتہ ایک سرسری سا اندازہ
 ہمارے یہاں کے کام کی ظاہری وضع کا لگا یا جاسکیگا۔ مفصل کیفیت ہم سے خط و کتابت
 کرنے پر معلوم ہو سکتی ہے جو لوگ ملکی مصنوعات کو ترقی دینا چاہتے ہیں۔ ان سے استماع
 ہے کہ ایک دفعہ اس کارخانہ کا مال منگوا کر دیکھیں اور پسند آنے پر کسی سرپرستی فرمائیں
 المشتر۔ مینجر کارخانہ صنعت ہند یا قوت پورہ حیدر آباد وکن

موسم ثمر و بکجه

قيمت نى سود مسه

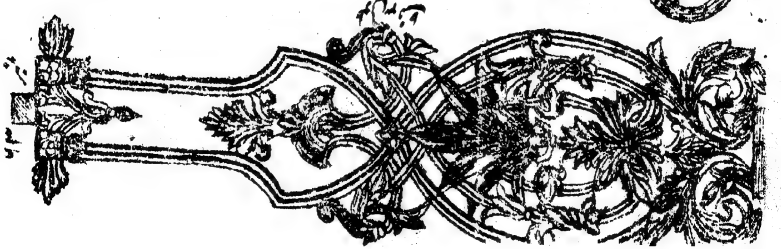
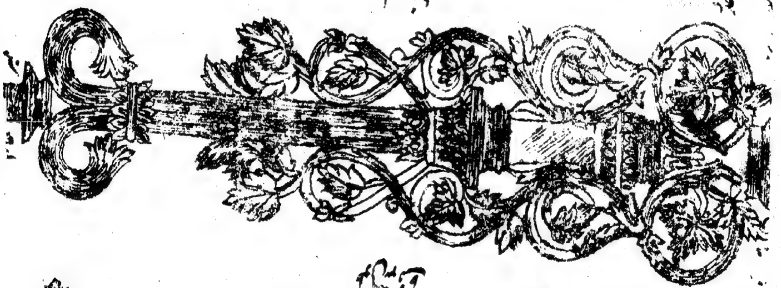
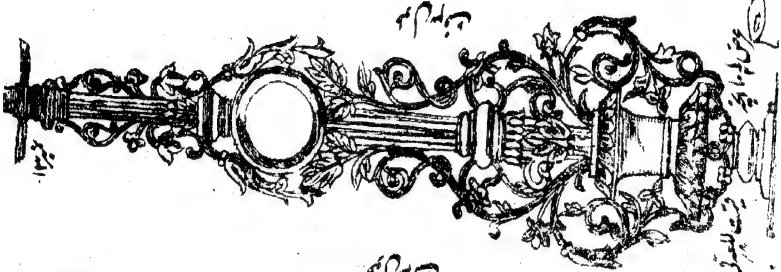
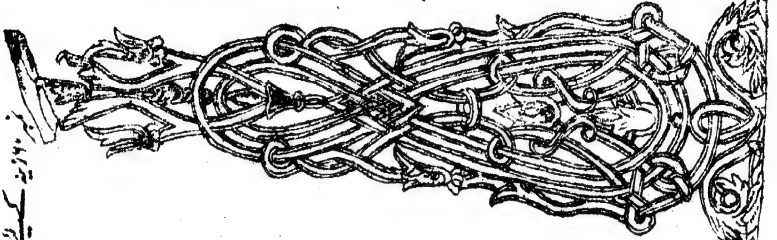
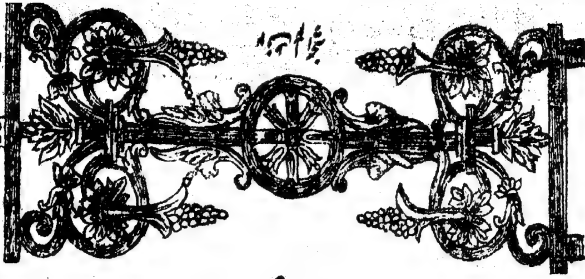
مستلزمه

مولى نيل

مولى نيل

مولى نيل

مولى نيل



مستلزمه

مستلزمه

مستلزمه

مستلزمه

مستلزمه

آؤ ہم بتلائیں کچیس ہزار مریض کسطرح صحت یاب ہو سکے ہیں

مقوی ہضم محافظہ میثاقی - واقعہ نزول المذاہر
 میرہ کراماتی (دھند - غبار - آبر دانی وغیرہ کی تکرار
 دور روپیے عا
 حب فرباطیس اک شیشاب کا بار بار آنا اور شکر کر کر
 حب دایمی قبض تمام عوارض و دروسہ رفاق و غیرہ
 کا فوراً درجن (عہ)
 سیلان الرجم دور - دو چھتے کے لئے دور روپیے (عہ)
 جو پھر شیشہ سے صاف کرتا ہے واقعہ چوڑا چھنی - ناسور -
 بگنڈہ - خارش - شیشی کلان (سے شیشی خوردہ) (عہ)
 اس کے لگانے سے چہرہ بارونق - جہر بان وغیرہ دور -
 مسخ رو چہرہ کلنام سا ہو جاتا ہے شیشی ایک روپیہ (عہ)
 نوز علی نور - چند مرتبہ میں بال دور - چار توکہ ایک روپیہ (عہ)
 حب دافع وجع مفاصل دور اعصاب جو درون کا درد
 دو چھتے کے لئے دور روپیہ (عہ)
 حب دافع طحال تلی یافت کے دفعیہ کے لئے شیشہ دو
 چھتے کے لئے دور روپیے (عہ)
 دلرا بخوشبو کے علاوہ بال بوقت سفید ہندین
 ہونے دیتا - نزل زکام کو دور کرتا ہے ضعف
 دماغ کو مفید فی شیشی تین روپیے (عہ)
 اس کے لگانے سے بال بکثرت پیدا ہوتے ہیں
 شیشی دور روپیے (عہ)
 رانوں کی خارش اور بدن کے
 دانے دو دن میں خشک ہو جاتے
 ہیں دو توکہ (عہ)
 اخراج ملغمہ - دروسینہ - سرد کہونہ
 اور خارش کلہ - نزل کا چھانی پر کرتا ہے
 استعمال سے بند ہو جاتا ہے اور سر کو گرم
 میں کارآمد - ایک توکہ کی قیمت (عہ)
 حب قلم افیون - چاندو - ایون بلا ضعف اس سے

جھوٹ جاتے ہیں ایک توکہ (عہ)
 ہر یوں کا زخم بھر جاتا ہے - بگنڈہ و ناسور کے
 روغن اعجاز لئے اکید اور عجیب الاثر ۴ توکہ دور روپیہ (عہ)
 دو قطرے دنانے سے آرام ہو جاتا ہے -
 ایک شیشی سے دو سوم مریض کو کافی ہے - (عہ)
 خوش مزہ ہو کر لگنا اور کھانا ہضم کرنا پھر
 ۴ توکہ ایک روپیہ (عہ)
 پلے دانت مضبوط اور میل دہ
 سنون مستحکم دندان کرتا ہے ایک روپیہ (عہ)
 دور آتی بہرست بخار اتر جاتا ہے اور پسینہ
 خوب آتا ہے ۲ درجن (عہ)
 بواسیر خون پی یا یا دی - زخمی ہول
 سادی مشون کا دروسہ دور دو چھتے کے لئے (عہ)
 سانس رکنا اور بلغم وغیرہ دور
 و مسامضیق النفس ہو کر صحت ہو جاتی ہے - (عہ)
 چہرہ کے بد مذاق چھپ و غیرہ دور روپیہ
 سے ہر توکہ دور روپیہ (عہ)
 باقاعدہ ایام کہ بکثرت خوردہ وقت پر آجاتے
 ہیں - قیمت دوکانی ۲ ہفتہ کے لئے (عہ)
 جب اجابت بار بار آئے اور زور لگا
 سے بجز دو قطروں کے اور کچھ نہ ملے
 تو یہ مفید ہے ۴ توکہ (عہ)
 دورہ دور اور ریگ مشانہ
 بلا تکلیف خارج ہو جاتا ہے ۴ توکہ
 دور روپیے (عہ)
 اکیر الشفا
 دوائی طاعون بطور علاج حفظ مالت م عامل مرض
 کے حمل سے محفوظ رہتا ہے عذاب کو مفت فی شیشی - (عہ)

حکیم ڈاکٹر غلام نبی زبدہ الحکماء ایڈیٹر رسالہ حافظہ صحت لاہور موچی دروازہ

ترک کرو۔ اور پہر اوس کاغذ کو ایک رکابی میں رکھو اور ذرا پانی تر کرتے جاؤ۔ جو مکھی اوس پر بیٹھیں گی وہ فوراً مر کر رہ جائیں گی۔ مگر جو جانور ان مری ہوئی مکھیوں کو کھائیں گے وہ بھی مری جائیں گے۔ اس خطرناک تدبیر کے استعمال میں بہت ہی بڑی ہوشیاری اور خبرداری کرنا چاہئے۔ ”گو آشا“ کے جو شاندرے میں شکر ملا کر رکھنے سے مکھیاں دور ہو سکتی ہیں۔ اگر مکانوں میں مکھیاں بکثرت ہوں اور صل کشتے ہوئے فریم یا تصویروں کے چوکٹے اور شمع دانوں کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو اوپر بیان کی کاغذ لپیٹ دینا چاہئے۔

پشمنے کیڑوں کو کیرٹوں کو دور کر نیکا طریقہ

پشمن اور ریشمی بٹے ہوئے دھاگوں کو کیرٹوں سے محفوظ رکھنے کی عمدہ تدبیر یہ ہے کہ انکو کورے مل جل کے تیلوں میں بہر کر سیدنا چاہئے۔ اگر یہ تدبیر کارگر نہ ہو تو انکو اکثر نکال کر ہوا کھلاتے رہنا چاہئے۔ کافور۔ لیونڈر۔ رشیالیہ یعنی روس کے چمڑے وغیرہ کے استعمال کو لوگ جس قدر مفید خیال کرتے ہیں اس قدر کارآمد نہیں ہے۔ جس پر دانے کو تم اور ہتا ہوا دیکھو اوس کو مار ڈالو

جلنے وغیرہ سے محفوظ رہنے کی تدبیریں

اگ کے بارے میں احتیاط یاد دلاؤ

گھردن میں آتش زدگی کے واقعات کثرت ہو ا کرتے ہیں۔ لیکن یہ واقعات اکثر بے احتیاطیوں اور بے پرواہیوں کے نتیجے میں ہیں۔ ان واقعات سے محفوظ رہنے کے لئے جانتا کہ عقل و تمیز جابز رکھے احتیاط اور ہوشیاری کرنا چاہئے۔ کیونکہ پرہیز علاج سے بہتر ہے اس واسطے ہم چند ہدایتیں ذیل میں لکھتے ہیں۔

سوتے وقت سر ہانے یا میسر پر جلتا ہوا چراغ نہ رکھنا چاہئے۔ بلکہ چراغ گل کر کے سونا چاہئے۔ اگر بھوپڑی اور کھڑکیوں کے پردوں سے دور اور علیحدہ جلتا ہوا چراغ یا موم کی ایک طرف میں محفوظ جگہ رکھی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ پلنگ کے پاس اگ کی انگلیسی سوتے وقت نہ رکھو۔ اگر تم کاغذ کے ٹکڑوں کو جلا کر چراغ روشن کرو تو اس بات کی بڑی ہوشیاری رکھنا چاہئے کہ بعد چراغ جلائے کے اون کو اچھی طرح بجھا دو۔ نہایت محفوظ طریقہ چراغ روشن کرنے کا یہ ہے کہ ایک چھوٹی سی موم تپتی یا اسپرٹ لیمپ کے ذریعے سے چراغ روشن کریں جو پھونک دینے سے باسانی سمجھ جاتی ہے۔ بڑے بڑے کارخانوں۔ شاپوں یا کافون میں جہاں بہت سے

چراغ اور لمپ جلانے جاتے ہیں ایک دستی لمپ کے ذریعے سے چراغ روشن کئے جائیں اور انکو روشن کرنے کا کام ایک خاص شخص کے تقویض ہونا چاہئے۔ ایسے مقاموں میں ”سیفٹی میچ“ یا اون بایسٹون کو استعمال کرنا چاہئے جو بجس یا ڈبی ہی پر رکڑنے سے جلتی ہیں۔

”گیس لائیٹ“ کو پھونک کر نہ بجانا چاہئے۔ جب اسکو بجانا چاہیں تب بجانے کے پیچ کو مڑوڑنا چاہئے۔ اگر آگ کسی سبب سے گیس نکلی جائے اور دفعتاً بدبو معلوم ہو تو چاہئے کہ پیچ مذکور کے پاس سے گیس کو خارج کر دیں اور کھڑکیوں کے دروازے کھول دیں تاکہ تازی ہوا اندر آئے مگر ایسی صورت میں جبکہ گیس کمزور میں موجود ہو جلتی ہوئی تہی دھان نہ لئے جانا چاہئے۔

تین مہینے میں کم از کم ایک بار یا اس سے زیادہ جیسی ضرورت ہو چمنیوں یا دودکشوں کو جو باورچینا نوں کی چھتوں میں دھوان نکلنے کے لئے نصب کئے جاتے ہیں صاف و پاک کرنا چاہئے۔ تاکہ جو کچھ دود یا کاجل اذہین اکٹھا ہو جاتا ہے اوسمیں آگ نہ لگ اٹھے۔ کڑیاں چمنی کے پاس رکھنے سے سگٹ اٹھتی ہیں اور اسوجہ سے بعض اوقات مکانات میں آگ لگ جاتی ہے۔ اسواسطے مکان بنانے کے وقت اس بات کی بڑی احتیاط کریں کہ کوئی کڑی چمنی یا دودکش کے قریب نہ رکھیں۔

مندرجہ ذیل ہدایتیں آگ لگنے کے وقت

بڑی کار آمد ہیں۔ اسے ہمو آگ بجھانے کے طریقے بخوبی معلوم ہوتے ہیں۔

چمنی یا دودکش میں آگ لگنا

جب چمنی یا دودکش میں آگ لگے تب فوراً جلدی سے
 تم ایک کتل یا دری کا ٹکڑا آتش دان پر لٹکانا چاہئے۔ چند مٹھی نمک
 آگ میں ڈالنے سے بھی بہت جلد آگ بجھ جاتی ہے۔ گزند کا
 براہہ جلتے ہوئے کو ٹلون کے مدہم مقاموں پھیل کر ڈالنے سے بھی
 آگ کے بجھانے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ کیونکہ آگ پر گزند کا
 براہہ ڈالنے سے جو دھواں پیدا ہوتا ہے وہ شعلے کو بجھاتا ہے۔
 دودکش کی چوٹی پر سے پانی ڈال کر آگ بجھانا کچھ اچھا طریقہ نہیں۔
 یہ بھونڈا طریقہ آگ بجھانے کا ہے۔ اس سے سامان اور اسباب
 کو جو مکان میں رکھا ہوتا ہے اکثر بہت کچھ نقصان پہنچتا ہے۔
 اسی طرح دودکش کے منہ کو ڈیکنے اور بند کرنے سے بھی آگ بجھانا
 اچھا نہیں ہے۔ کیونکہ جب چمنی یا دودکش کا منہ بند ہو جائیگا
 تو تمام دھواں اور بدبو مکان کے اندر بہرگی۔ اگر ہر ایک آتش دان
 میں ”ڈیمپر“ یا لوہے کے کواٹر رکھے جائیں جو اس کے منہ کو پورے
 طور سے بند کریں تو چمنیوں یا دودکشوں میں آگ لگنے سے زیادہ
 اندیشہ نہیں اور اس کا بجھانا کوئی بڑی بات نہیں۔ کیونکہ اس وقت
 آگ بجھانے کے لئے ہی کافی ہوگا کہ ڈیمپر یا کواٹر جلدی سے بند

کر مٹے جائیں۔۔ اب آجکل تمام آتش دانوں میں ڈیسپر کہے جاتے ہیں
چمپون یا دو دکشون کے صاف کرنے کا یہ نہایت ہی بھونڈا طریقہ
کہ انہیں آگ لگائیں اور اس سے جس قدر رو د اور کاجل وغیرہ آئیں
جمع ہو وہ سب جل کر دور ہو جائے۔۔ جہاں آگ لگانے سے کوئی
اندیشہ نہ ہو وہاں بھی اس طریقے کا استعمال بالکل ناجائز ہے۔ کیونکہ
دو دکشون میں آگ لگانے سے جو ایک سخت حرارت پیدا ہوتی
ہے وہ دیواروں کو کمزور اور بودا کر دیتی ہے۔

کپڑوں میں آگ لگنا

جس وقت خدا نخواستہ تمہارے کپڑوں میں آگ لگی
اور تم کو معلوم ہو تو کم چاہئے کہ تم چپ چاپ اور مستقل مزاج رہو۔
اور خوف زدہ ہو کر فوراً ایدہ راؤد ہرنہ بھاگنے لگو۔ اگر تمہاری
قریب کوئی کمرل۔۔ ذری۔۔ میز پویش وغیرہ ہو تو تم اس کو جلد سے لے لو
اور اس کو اوڑھ کر چاروں طرف سے خوب کس کر لپیٹ لو۔ اگر یہ
تدبیر بھرتی اور چالاکئی سے کی جائے تو آگ فوراً بجھ جائیگی۔
اگر اس وقت کوئی اس قسم کا کپڑا پہن نہ پہنچے اور نہ کوئی آدمی موجود
ہو جو تم کو مدد پہنچائے تو اس صورت میں تم کو چاہئے کہ تم زمین پر
لیٹنے لگو اور اپنے کپڑے خوب سمیٹے رہو۔ زمین پر لوٹنے سے
آگ بجھ جاتی ہے مگر کپڑوں میں آگ۔ لگنے کے وقت ہمیشہ اس بات کی

اعتیاد ہے کہ کپڑے سٹے رہیں۔ جس صورت میں کوئی کپڑے وغیرہ دستیاب نہ ہو مگر کوئی مرد و ماں موجود ہو تو اس صورت میں اس مرد کو چاہئے کہ وہ اپنا کوٹ یا دگلا بشرطیکہ وہ کسی موٹے کپڑے جیسے بانات وغیرہ لگا ہو فوراً اتار کر تمھارے چاروں طرف لپیٹ دے مگر کوئی عورت اس موقع پر موجود ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنی مثال پر ڈال دے مگر اوہیں بیکٹ

گھر میں اگ لگنا

جب گھر میں اگ لگے اور تمام مکان میں خوب ہواں بھرا ہو تو سید ہے کھڑے ہو کر اس مکان سے نہ نکلنا چاہئے کیونکہ اس میں دم گھٹ کر مرنے کا اندیشہ ہے۔ اس صورت میں ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل جھک کر چلنا چاہئے۔ کیونکہ ایسے مقاموں میں جہاں دیوان بکثرت بھرا ہوتا ہے اچھی ہوا زمین سے ملی ہوئی رہتی ہے۔ جب رات کو گھر میں اگ لگے اور شور و غل ہے آگ لگے چونکہ تو اس وقت مزاج مستقل رکھنا چاہئے اور پریشان اور منتشر خاطر نہ ہونا چاہئے اور بغیر سوچے سمجھے کوئی حرکت نہ کرنا چاہئے۔ ایسی صورتوں میں موقع و محل سوچ سمجھ کر نکلی جانے سے آدمی بچ جاتا ہے۔ سیر ہیون پر سے اترنے یا چڑھنے یا اور کسی راہ سے حسب موقع بھاگ جانے سے جان بچی ہے۔ فلیپ صاحب کا اگ بجوانے کا آگ اور ”ایگزٹنگشر“ یعنی اگ بجوانے کا آگ جو جدید ہے

سے ہین اگ بجھانے کے لئے بہت کارآمد ہے۔ جب اگ لگے اور فوراً ان آلات سے کام لیا جائے تو بہت جلدی اگ بجھ سکتی ہے ان اگ بجھانے کے آگن مین پانی اور ایک شے بہری جاتی ہے جس سے کاربونک ایسڈ گیس بکثرت نکلتی ہے۔ پہرہ بڑی یک نل کے جو آلات مذکور مین لگایا جاتا ہے کاربونک ایسڈ گیس ہمراہ دغان کے اگ کے شعلوں پر چھوڑی جاتی ہے اور اس تدبیر سے بہت جلد اگ بجھ جاتی ہے۔

آتش زدہ مکانوں میں بجھانے کی تدبیریں

جن مکانوں میں کاٹھ کی سیڑھیاں ہوتی ہین اور جب ادن مین اگ لگتی ہے تو بوجہ سیڑھیوں مین اگ لگ جانے یا ادنگے جلکر خاک ہو جانے کے بہاگنا بہت دشوار ہو جاتا ہے۔ ایسی صورتوں مین یا تو کھڑکیوں یا اسکائی لائیون یعنی روشندان سے نکل جاسکتے ہین اور دوسرے قریب کے مکان مین پہنچ جاتے ہین۔ اس واسطے جس مکان مین کاٹھ کی سیڑھیاں ہون ادس مین ایک چور دروازہ یا ”ٹریپ ڈور چیت مین“ ضرور رکھنا چاہئے اور کوئی آگہ اس قسم کا بھی رکھنا چاہئے جسکے ذریعے سے کھڑکیوں یا دغیہ مین سے زمین ٹٹ بجھاٹ تمام اتر سکیں۔ اس قسم کا آگہ جو اس غایت لئے بہت بکارآمد ہے رشی کی سیڑھی ہے۔ رشی کی سیڑھی

وغیرہ میں مبتلا ہوتے ہیں یا اونکے کپڑوں میں جو نین وغیرہ پڑ جاتی ہیں اونکے کپڑوں کو پکاتے ہیں۔ چونکہ کاربونک ایسڈ سلفیوٹھ ڈاڈر و جن اور بہت سی دوسری مضر اور سمی گیسوں یا ہواؤں کو بہت جلد جذب کر لیتا ہے۔ اور اسید واسطے عموماً دیواروں پر چونہ پھیرتے ہیں۔ کافور۔ عود۔ اگر۔ لبان۔ کاسکرلا۔ بہوراکافور اور سرکہ عفونت کے دفع کرنے کے لئے اکثر مروج ہیں۔ توتیا یا ہیراکیس یعنی سلفیٹ آف آئرن میں عفونت دفع کرنے کی بہت بڑی خاصیت ہے۔ مثلاً اگر تھوڑا سا توتیا بدرود اور مہری میں ڈالیں تو چند ہی گھنٹوں میں تمام بدبو اور متعفن ہوا جو ادنین غلاطت اور کثافت کے سڑنے سے پیدا ہوتی ہیں دور ہو جاتی ہیں۔

دافع عفونت گیسوں یا ہواؤں میں سے سلفیوٹھ

ایسے گیس یا دو دو گوگرد جو گندہک کے جلانے سے پیدا ہوتا ہے بہ نسبت کلورین یا خضرتیہ کے زیادہ مروج اور پسند کے لائق ہے دو دو گوگرد زیادہ دافع عفونت حیوانی اور نباتی کوئی دوسری چیز نظر نہیں آتی ہے۔ اس سے بہت جلد عفونت حیوانی اور نباتی دفع ہو جاتی ہے۔

آج کل کاربونک ایسڈ بھی بہت بڑا دافع عفونت

خیال کا جاتا ہے۔ کاربونک ایسڈ میں اوسکی مقدار سے بسیں گونہ پانی ملا کر ایک عرق بنا لینا چاہئے۔ پہر اس عرق کو بیماروں کے

پانخانے اور پریشاب وغیرہ کے ظروف میں ڈالنے سے عفونت دفع ہو جاتی ہے اور مہرلین اور بدرون میں بھی ڈالنے سے عفونت دور ہوتی ہے۔

مجلسوں محفلوں اور ناٹکوں میں خطرناک اور نیشنا واقعات سے محفوظ رہنے کی تدبیر

اس قسم کے مقاموں میں پریشانی اور پرانگیگی اکثر دو اسباب سے واقع ہوا کرتی ہے۔ ایک تو آگ لگنے سے دوسرے مکان کے گرنے سے۔ مگر عموماً انتشار بغیر کسی اصلی سبب کے ایسے مقاموں میں اکثر پھیل جایا کرتا ہے۔ جہاں ذرا سی کوئی بات واقع ہوئی یا کسی مفسد نے بغرض نقصان رسائی کوئی خفیف حرکت کی تو اس وقت فوراً بہر اڑ جاتا ہے اور سخت پریشانی اور پرانگیگی پھیل جاتی ہے۔ گو یہ پریشانی یا پرانگیگی کسی سبب سے ہو مگر ایسے مقامات میں اس سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور صحت و نظرتنا ہوتی ہے۔ ایسے موقعوں پر اگر آدمی ذرا مضبوط رہے اور اپنی فکر سے ذرا کام لے تو خطرات سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اخباروں میں اکثر اس قسم کے واقعات مندرج ہوتے سہتے ہیں۔ اس قسم کی بہت سی صورتوں میں اکثر نقصان صرف اس وجہ سے ہوتا ہے کہ جنان کوئی ذرا سا بھی واقعہ ہو تو مجلسوں اور ناٹکوں میں ذرا

سخت پریشانی اور ہلڑ مچ جاتا ہے اور غل غپاڑا اور کود پہاند شروع ہو جاتی ہے۔ ہم ہر شخص کو اس موقع پر نصیحت کرتے ہیں کہ جب اس قسم کی واردات ہو اور وہ اس مصیبت میں ناگہان بہتس جائے تو ذرا اپنے دل کو کڑا رکھے اور اوسان خطا نہ کرنے دے جب کہی کسی مجلس اور ناٹک میں لگے یا مکان گرنے کا شور غل بلند ہو تو اسکو چاہیے کہ وہ اپنی جگہ پر باطمینان تمام بیٹھا رہے جب بہتر بہاڑ چپٹ جائے اور لوگ شاید ہراد ہر ہو جائیں تو فوراً موقع پا کر نکلیے۔ بہر حال ایسی صورتوں میں پریشان حرکتیں نہ کرنا چاہئے۔ اور اگر بالفرض مکان گرے یا لگے لگے ہی تو بھی اُن جگہ بیٹھے رہنا پر اگندہ حرکتیں کرنے اور کشمکش در ریل پیل میں دروا سے گھسکر نکلنے سے بہتر ہے۔

مجنون یا دیوانہ آدمی کے حملے سے بچنے کی تدبیر

گہروں میں کہی کوئی آدمی دفعتاً مجنون یا دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اور گہروالوں پر سخت اور خوفناک حملہ کر بیٹھتا ہے۔ ایسی صورتوں میں ان کو چاہئے کہ ہوش و حواس درست رکھے۔ اور اگر ضرورت ہو تو مجنون کو اسوقت تک ذرا دم دھاگہ دیتے رہنا چاہئے جب تک اور لوگ امداد کے لئے آجائیں یا کسی تدبیر اور حیلہ و مکر سے کرسیے نکل بہاگنا چاہئے۔

بگی کے واقعات سے محفوظ رہنے کی تدبیر

جب کوچ بگی کے گھوڑے بگی لیکر بے محتاشا
 بگسٹ بہاگین اور روکے سے نرگین اور تم اوس میں بیٹھے ہو تو اوقت
 تنکو چاہیے کہ اپنی جگہ چپ چاپ بیٹھے رہو۔ اور بخوف بگی لوٹ جانے
 کے اپنے ہاتھ پانوں نہ ہلاؤ۔ اس صورت میں تم صرف باطن میں تمام
 اپنے ہاتھ پانوں سمیٹے بگی میں بیٹھے رہو۔ جب وہ گر بگی یا کسی طرف کو
 لوٹ جائیگی تو تم ہی ڈھیلے کی طرح باسانی بغیر کسی چوٹ اور مضرت کے
 اوس طرف کو گر پڑو کہ جدھر بگی گڑکیگی اور اس تدبیر سے تم چوٹ سے
 محفوظ رہو گے۔ بہت سے دفعات ہم نے ایسے واقعات میں
 مردوں اور عورتوں کو چلاتے اور اپنے ہاتھ بگی کی کہڑکیوں سے
 مدد مانگنے کے لئے باہر نکالتے ہوئے دیکھے ہیں۔ اس حرکت سے
 بجز ہاتھ پانوں کی ہڈی ٹوٹنے کے اور کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اگر گھلی ہوئی دوپہیوں کی بگی ہو تو اس صورت
 میں یا تو چپ چاپ اپنی جگہ پر بیٹھے رہو یا پیچھے کی طرف سے کود پڑو
 مگر کودنے میں اس بات کا خیال رہے کہ پہلے کسی قدر دور تک
 بگی سے لٹکتے ہوئے چلے جائیں بعد ازاں ماتوں کے بل کو دپڑیں۔

دوڑتی ہوئی بگی یا گاڑی پر سے کبھی دفعات
 نہیں کودنا چاہیے۔ مگر جب کوئی اونچی جگہ سامنے آجائے تو

اوسپر فوراً اوٹر جانا چاہیے۔

ایندھن اور پانی کا انتظام

اگ جدا سے کا طریقہ

ایکٹھی۔ تورا در چولہے میں سے
پہلے راکھہ نکالو اور پہرا دھین سجے کوٹلون کی ایک تھہ جماؤ۔
بعد ازان اد سپر کا غد کے ٹکڑوں کا ایک چھوٹا ڈھیر جماؤ۔ اس
کا غد کے ڈھیر کے چاروں طرف پتلی پتلی چھوٹی چھوٹی لکڑیاں سطح
ایک دوسرے لگا کر رکھو جیسے سپاہی بندو قین کھڑی کرتے
ہیں۔ ان لکڑیوں کے انبار کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے
کوٹلون کی ایک پتلی تھہ چڑھانا چاہیے۔ اور انبار کی چوٹی کھلی
رہنے دینا چاہیے یا باریک کوٹلون سے ڈھک دینا چاہیے۔
اب اسمین اگ لگانا چاہیے مگر جب تک اگ خوب اچھی طرح نہ جلے
تب تک اور لکڑیاں نہ رکھنا چاہیے۔ جب انبار مذکور کی پتلی پتلی
لکڑیاں جلنے لگتی ہیں تب پہلے انکے نیچے کے ٹوٹیلے سٹک اور
جل اڑھتے ہیں۔ یہ طریقہ اگ جلائے گا جسے ہم نے بیان کیا
بہت کار آمد ہے۔ اس سے اگ بہت جلد اور با آسانی
جل اڑھتی ہے۔ اور دھواں کم نکلتا ہے۔ اگ جلائے

کے لئے تھوڑی ہی لکڑی درکار ہے اگر لکڑیاں پتلی اور چھوٹی ہوں۔ مگر پتلی اور چھوٹی لکڑیوں کو کاغذ کے متصل رکھنا چاہئے اور اس سے موٹی لکڑیوں کو ان کے بعد رکھنا چاہئے۔ کاغذ رکھنے سے غایت بہوتی ہے کہ لکڑیوں میں جلد آگ لگی جائے اس واسطے اوسطہ کاغذ کے ٹکڑے رکھنا چاہئے جس میں بہ غایت پوری ہو۔ لکڑی کے بڑے اور کوئلے کے سفوف سے گولے اور ٹکیاں تیار کیجاتی ہیں اور بہت ہی ارزان دکانوں میں ملتی۔ ان سے ہی آگ بہت جلد جلتی ہے۔

ستا اینڈہن

جہاں کوئلے کم اور مہنگے ہوں وہاں سستا اینڈہن اس ترکیب سے تیار ہو سکتا ہے کہ کوئلوں کا کوڑا یا سفوف لیکر چکنی مٹی میں ملائیں اور پہر اس ممبرج کو پانی سے تر کر کے اوکے گولے یا اینٹیں بنائیں۔ جب یہ گولے یا اینٹیں خشک ہو جائیں تب ان کو جلانے کے کام میں لائیں۔ یہ ایک نہایت عمدہ ترکیب سستے اینڈہن کے حاصل کرنے کی ہے۔ اور اس کی آگ بہت دیر تک ٹھہرتی ہے۔

زیادہ دھواں نیر والی چھیاں یا دودکش

چھینون میں سے زیادہ دھوان نکلنے کے بہت سے مختلف اسباب ہیں۔ لیکن یہ سب اسباب ہوا اور حرارت کی خاصیتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ دھوان کا جل کے باریک اجزاء ہیں جو بذریعہ گرم ہوا کے اوپر چڑھتے ہیں۔ چھنی میں سے دھوان بخوبی خارج ہونے کے لئے یہ ضرور ہے کہ جو گرم ہوا اگ سے نکلے اوسمیں ٹھنڈی ہوا شامل نہ ہونے پائے۔ نہ تو ٹھنڈی ہوا چھنی کے نیچے اور نہ اوپر سے اگر اوسمیں ملنے پائے۔ اس غایت کے لئے دوبا توں کا سواظ بہت ضرور ہے اول تو یہ کہ چولہا یا آتش دان بہت بڑا نہ بنایا جائے۔ دوسرے یہ کہ چھنی لمبی ہو۔ چھنی سے زیادہ دھوان نکلنے کا بہت بڑا سبب یہی ہے کہ جب گرم ہوا خارج ہوتی ہے تو اوسوقت خواہ چھنی کے منہ کے پاس یا حلق کے پاس ٹھنڈی ہوا اوسمیں شامل ہو جاتی ہے اور وہ کا جل کے اجزاء کو سرعت اوپر نہیں چڑھنے دیتی ہے۔ بلکہ کہیں کہیں دھوان مطلق خارج نہیں ہوتا ہے۔ اس واسطے آتش دان میں سے گرم ہوا جس قدر سسٹی سمٹائی نکلے گی اوس قدر تیلی ہوگی۔ اور جب چھنی لمبی ہوگی تو یہ گرم ہوا بالاعتدال ٹھنڈی ہو کے چھنی میں سے گزر جائیگی۔ اس طرح ٹھنڈی ہوا کو اوسمیں شریک ہونے اور دھوان پیدا کرنے کا کوئی موقع نہیں ملے گا پس بہت سی ضرورتوں میں دھوئین کا علاج اس طرح ہو سکتا ہے

کہ چینی کا ٹنہ چوٹا کیا جائے مگر اس بات کا خیال ہے کہ تازی ہوا
اگے جلنے کے لئے آتی رہے۔ مگر چینی کا ٹنہ ایک بارگی چھوٹا
نکدینا چاہئے بلکہ بتدیج اور رفتہ رفتہ او سکوکم کرتے جائیں اور
پھر یہ قدر لبا اور پر کی طرف لئے جائیں۔ تاکہ تازی ہوا ایدہر
اور دہر خالی مقاموں میں بہری رہے۔ جب چینی نیچے چوڑی اور
بتدیج اور تنگ ہوتی ہے تو ٹنڈی ہو اور سکے تلے کے پاس جمع
رہتی ہے اور جب ہوا کا جو رنگا چینی میں آتا ہے تو دھوان فوراً باورچینا
میں لوٹ آتا ہے یہ بہت بڑا عیب چینی کا خیال کیا جاتا ہے۔ اور
اس سے بہت ہی بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ جہاں ذرا بھی ہو چلی
تو دھوان مکان میں بہر گیا۔ اس خرابی کا سبب صرف چینی کی
تعمیر کی غلطی کرنا ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ مکان کی وضع اور ساخت
سے بھی یہ خرابی لاحق ہو۔ اب ہم اس بار میں کچھ تہوڑا سا لکھتے ہیں۔
بہت سی صورتیں ایسی نظر آتی ہیں کہ جب
باورچینا نے کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے تو آتش ان یا چولہے
میں سے دھوان بکثرت نکلنے لگتا ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ
کمرے میں اس قدر تازی ہوا نہیں ہوتی کہ جس سے اگے اچھی طرح
جلیں۔ دروازہ بند کر دینے سے بیرونی ہوا کا متوج کم ہو جاتا ہے
اور باورچینا نے کے کمرے کی ہوا میں اس قدر زور باقی نہیں رہتا
ہے کہ وہ دھوین کو اوپر اٹھائے۔ اس واسطے دھوان کمرے میں

بھی بہر جاتا ہے۔ جب باورچی خانے کا دروازہ اور آتش دان یا چولہے ایک ہی جانب ہوتے ہیں تب اوسمین دھوان اکثر بہر جاتا ہے۔ مکان بنانے کے وقت اس بات کا صحیح نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ علاوہ ان میں اس خرابی کا علاج یہ ہے کہ چینی کا منہ تنگ رکھنا چاہئے اور اس کی گردن لمبی کر دینا چاہئے۔ کیونکہ جب چینی لمبی ہوگی تو اوسوقت گرم ہوا اس قدر زور کے ساتھ اوپر چڑھے گی کہ خارجی وزنی ہوا نیچے نہ آسکیگی اور اگر آئیگی بھی تو اس قدر نیچے نہ آنے پائیگی جس سے دھوان مکان میں بہر جائے۔

چینی کی تعمیر میں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ پہلے کس قدر دور تک چینی کو سیدھا بنا کر لٹے جائیں بعد ازاں اوسمین خم دیں۔ اس سے فائدہ یہ ہے کہ گرم ہوا کو اوپر چڑھنے میں مدد ملتی ہے۔ چینی کا منہ بنانے کے قبل اوسمین ایک دو خم دینا نہایت ضرور ہے۔ گرین چینی میں دو خم ہوتے ہیں۔ چینی میں اوپر خم دینے سے دھوان مکان میں بہر جاتا ہے۔ او خم دینے کے فوائد ظاہر ہیں۔ جب ہوا کے سخت اور ناگہانی جھونکے بعض اوقات چینی میں گہمتے ہیں تو بوجہ خم کے اونکی طاقت اور زور کم ہو جاتا ہے اور وہ دھوئیں کو مکان میں ڈھکیل نہیں سکتے اور خود بھی مکان تنگ پہنچنے سے رکھتے ہیں۔ برخلاف اسکے اگر چینی سیدھی بتی ہو تو کوئی چیز ہوا کے جھوکوں کو چینی میں

داخل ہونے سے باز نہ کہے گی۔ اور ہوا کے جھونکے اوس میں داخل ہو کر دھوئین کی راہ کو بند کر دینگے اور اس واسطے دھواں مکان ہی میں لوٹ کر بہر جائیگا۔ اس موقع پر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب قدر ہو ا کے جھونکے چینی میں دور تک پہنچیں گے اوس وقت ایک قوت بڑھتی جائیگی اور روکے سے کم رکنینگے۔ پس چینی کی چوٹی یا منہ کے پاس خم دینا بہت بہتر ہے۔ اور جب قدر یہہ خم چوٹی کے پاس ہونگے اوس قدر ہوا کے جھونکے اندر نہ آنے پائینگے۔ علاوہ ازیں خم دینے سے یہہ فائدہ بھی ہے کہ جب پانی اگلے اور برف پڑیگا اور پانی اور اگلے خطوط مستقیم میں گریں گے تو وہ خم کی وجہ سے چینی میں نہ آسکیں گے۔ اور اگر چینی صاف نہوگی اور اوس میں کاجل بہت بہر اہوگا تو وہ پانی اور اولون کے پڑنے سے مکان میں گریگا۔ پس ان وجوہات سے بہت ضرور ہے کہ چینی میں دو ایک خم رکھے جائیں اور مکان بنانے کے وقت ان تمام باتوں کا خیال رکھنا لازم ہے۔

گریٹ چینی بنسبت دوسری قسم کی چینیوں کے زیادہ دھواں دیتی ہے۔ اسکا سبب یہہ ہے کہ اوسکی گردن چھوٹی ہوتی ہے۔ کیونکہ جب دھوئین اور دخان کے اجزا زیادہ بلند ہونگے تو اوس وقت دھوئین کا ایک بڑا ستون بنیگا۔ اور پھر اوس ستون کو نیچے دبانے کے لئے مسادی زور درکار ہوگا

مگر گرٹ چینی مین بہت بڑا ستون دھوئین کا نہیں بن سکتا ہے۔
 کیونکہ اوسکی گردن چھوٹی ہوتی ہے۔ جب چھوٹی گردن کی چینی مین
 سے دھوان لوٹ کر نیچے آئے تو اوسکی گردن لمبی کر دینے سے یہ
 خرابی دور ہو سکتی ہے۔ یا اگر گردن اونچی نکردین تو پھر ایک
 مٹی یا لوسہ کا نل اوسکے منہ پر لگا دیں۔ سب سے بہتر یہ ہے
 کہ چینی کی گردن ہی بلند بنانا چاہئے جس سے تمام خرابیوں بشمول
 چینی کے نیچے درستگی ہو دور ہو جاتی ہیں۔ مگر آس پاس کی چیتوں
 کو اس سے اندیشہ ہے۔ چینی کو لمبا کرنے کے لئے اوسمیں لوسہ
 یا مٹی کا نل یا ٹیوب لگانا بھی کارآمد ہے۔ اس سے دھوان باسانی
 نکل جاتا ہے اور اوسکے لوٹنے کا بہت کم اندیشہ ہوتا ہے۔

ایک اور عام سبب مکان مین زیادہ دھواں
 بہانے کا یہ ہے کہ ایک چولہے کی آگ دوسرے چولہے کی آگ
 پر غلبہ کرتی ہے۔ مثلاً اگر ایک بڑے کمرے مین دو چولہے اور
 دو چیمیاں ہوں اور اون دونوں چولہوں کی آگ جلائی جائے۔ اور
 کمرے کے تمام دروازے اور کھڑکیاں بند کر دی جائیں۔ تو بڑی
 اور قوی آگ دوسری کم اور ضعیف آگ پر غلبہ کرے گی۔ اور بذریعے
 چینی کے ہو گا اور اسے نیچے شعلے بہڑکنے کے لئے کہنیچے گی۔
 جب یہ خارجی اور اوپری ہوا بڑی آگ کی کوشش سے نیچے
 آگئی تو ضعیف اور کمزور آگ کی چینی مین داخل ہوگی اور اوسکے دھوئین

کو نیچے کی طرف مکان میں ڈھکیلیگی جس سے تمام مکان میں دھواں بھرا جائے گا۔ اگر بعض ایک کمرے کے دو مختلف کمروں میں دو چیمینائی بنائی جائیں اور دونوں کمروں کے درمیان میں ایک دروازہ رکھا جائے مخرج کہ جب وہ درمیانی دروازہ کھول دیا جائے تب دونوں کمرے ایک ہو جائیں تو اس صورت میں بھی دروازہ کھولنے سے وہی خرابی پیدا ہوگی جنکا ذکر ابھی ہم نے کیا۔ اسکا علاج یہ ہے کہ ہر کمرے میں ہوا آنے کے پورے ذرائع رکھے جائیں تاکہ کمرے ہوا لینے میں ایک دوسرے کے محتاج نہ ہوں۔

جب چیمینائی اوپنچے مکانوں۔ بلند عمارتوں اور پہاڑوں کے متصل ہوتی ہیں تب بھی دھواں مکان میں لوٹ کر بہر جاتا ہے اسکا سبب یہ ہے کہ ہوا کے جو نکلے چیمینی پر اگر گرتے ہیں اور دھوئیں کو اندر ڈھکیلتے ہیں۔ جس سے دھواں مکان میں لوٹ آتا ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ کئی سٹھون تک ہوا چیمینی میں چکر کھاتی رہتی ہے۔ اس خرابی کے دو سبب ہیں اول تو مکان کا بیوقوف وغیرہ مناسب جگہ پر بنانا دوسرا چیمینی میں پیچ و خم نہ رکھنا۔ اس خرابی کے دفع کرنے کا علاج یہ ہے کہ ایک بہرتی ہوئی لوسہ کی ٹوپی مثل موسم بنایا ویدر کاٹ کر چیمینی کے منہ پر لگا دیں تاکہ ہوا کے جو نکلے اندر نہ آنے پائیں۔

نقشہ فلٹر

پہلے پانی سفینج میں ہو کر گزرتا ہے اور موٹے
کثیف مادوں کو روکتا ہے۔ پھر کنکرون یا روڈرون۔
باریک ریت اور کوئیکہ سفوف کی تہوں میں ہو کر گزرتا ہے
اس ترکیب سے پانی خوب صاف ہوتا ہے۔

پانی کو امتحان کر لیا جانچنے کے طریقے

غلط اور کثیف مادوں کے چھوٹے چھوٹے
پرے اور ذرے جو پانی میں تیرتے بہتے ہیں چھاننے یا
فلٹر کرنے سے دور ہو سکتے ہیں یا پانی کو رکھنے سے نیچے
تہ نشین ہو سکتے ہیں۔ مگر جو مادے پانی میں خوب گہل جاتے
ہیں وہ فلٹر وغیرہ سے ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ
فلٹر میں انکو جدا کرنے کی قوت نہیں ہے۔ پس یہاں پر
مختلف امتحان کے طریقوں کو جن سے وہ مادے معلوم

ہو سکتے ہیں جو پانی میں خوب گھل گئے ہوں بیان کرتے ہیں۔

(۱) ”اگر لیٹ آف ایوینا“ کو پانی میں ڈالنے

سے چونہ خواہ وہ کاربونیٹ آف لایم ہو یا سلفیٹ آف لایم دریافت ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کے ڈالنے سے پانی پر سفید سفید ذرے چھڑنے کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ (۲) نائٹریٹ آف سلور کے ملائے سے پانی میں کلورائیڈ دریافت ہو جاتا ہے یعنی ان دونوں کے ملنے سے پانی میں سفید سفید ٹکڑے پیدا ہوتے ہیں۔

(۳) جب چند قطرے پرینکٹینٹ آف ٹیاش کے پانی میں ڈالیں اور اس سے ایک گلابی سارنگٹ یا ”نپکٹ کلر“ پیدا ہو کر فوراً غائب ہو جائے تو سمجھنا چاہئے کہ اس پانی میں ”اگرینٹ میٹر“ شریک ہے سالٹ آف لایم یا چونے کے نمک کا پانی میں شریک رہنا کچھ بُرا نہیں ہے سوا اس صورت کے کہ بہت مقدار شامل ہونے سے پانی بہاری ہو جائے۔ مگر جس پانی میں زیادہ کلورائیڈ آف سوڈیم یا اگرینٹ میٹر پایا جائے اس کے استعمال میں ضرورت کا احتمال ہے اور اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

بعض اوقات پانی کوتاہی کے برتن میں جوڑ

دینے سے اوسمین تابنا شریک ہو جاتا ہے۔ اس کے دریافت کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ ایسے پانی میں جس میں تابنا شریک ہونے کا احتمال ہو ایک مٹھا اور جلا چھری یا چاقو کے پہل کو ڈبولیں۔

اگر پانی مذکور مین تانبا ہوگا تو چھری کے پہل پر ایک زردی مایل
یا سنہرا داغ پڑ جائیگا۔

گھرون مین کارآمد چھوٹی چھوٹی چیزوں کی تیار کرنے کی تدبیریں

اس زمانے مین تمام چیزوں کا گھر مین تیار
کرنا کچھ مفید اور باکفایت نہیں ہے۔ کیونکہ جس قدر وقت اور
روپیہ اس چیز کے بنانے مین صرف ہوگا اس سے کم مین بازار
سے خرید کر سکتے ہیں۔ چیزوں کے بنانے مین نسبت خریدنے
کے دام اکثر زیادہ صرف ہوتے ہیں۔ پس ہم میان پران
ترکیبوں کو اون لوگوں کے لئے لکھتے ہیں جو دیہات چھوٹے
چھوٹے گاؤں اور شہروں سے دور مقاموں پر رہتے ہیں
اور جنگ و ضروری اشیاء ملنا مشکل ہے یا ارزان دستیاب
نہیں ہو سکتی ہیں۔

جو تون کی سیاہی بنانیکلی ترکیب

جو تون کی سیاہی بنانیکلی کئی ترکیبیں
ہیں مگر خاص جزایہ ہیں۔ (۱) اور سی بلیک (یعنی ہاتھی دانت)

یا ہڈی کے کوشیلے کا باریک سفوف - (۲) سرکہ - (۳) شکر
یا گڑ (۴) تھوڑا میٹھا تیل - (۵) روغن توتیا - ایک نہایت
عمدہ نسخہ سیاہی بنانے کا ہم ذیل میں درج کرتے ہیں :-
(۱) اوری بلیک - دیرہ چٹانک -

(۲) شیرہ گڑ یا شکر - ایک چٹانک (۳) میٹھا تیل - ایک چمچ
(۴) روغن توتیا - آدھی چٹانک (۵) صمغ عربی یا گوند پانی
میں بہیکا ہوا - آدھی چٹانک (۶) سرکہ - ڈھالی پاد -

بلی گھوڑ روغن ساز و سامان کی سیاہی بنانے

کی ترکیب

ایک چٹانک بہیر کی چربی لیک کر تین چٹانک
موم کے ساتھ پگھلاؤ - پھر اوسمیں گڑ تین چٹانک - نرم
صابون پانی میں لہلا ہوا ایک چٹانک اور باریک سفوف نیل
آدھی چٹانک ملاؤ - جب یہ سب چیزیں آپس میں خوب مل جائیں
تب ڈھالی چٹانک ٹرین ٹین یعنی تار پین اور شریک کرو -
پھر ایک آفنج کے ذریعے سے اسکو ساز و سامان پر لگا دے بعد از انہیں

سے پالش یا جلا کر دے - لیہی بنانے کی ترکیب

گہروں میں لیبی کا اکثر کام پڑتا ہے۔
 لیبی کی عمدہ ترکیب یہ ہے کہ گہروں کے باریک کٹے میں پانی
 شامل کر کے معمولی طور سے پکائیں۔ جب وہ کبھی رگاڑا
 ہو جائے تب اوسمیں تھوڑا گلابین اور تھوڑا کاربولک ایسڈ
 شریک کریں۔ گلابین سے فائدہ یہ ہے کہ لیبی سوکھنے
 نہیں پاتی اور کاربولک ایسڈ سٹراٹ کو روکتا ہے۔

جو تون کے لئے ”واٹر پروف سٹف“ یا پانی اور
 تری سے محفوظ رکھنے والی شے بنانے کی ترکیب

برسات اور جاڑے کے موسم میں مندرجہ
 مرکب کو جو تون کی ایڑی اور سیمین پر لگانے سے جوتے بھیگنے
 اور تر ہونے سے محفوظ رہتے ہیں۔

السی کا گچا تیل سوپا پاؤ۔ روغن نارین
 دو چمچے۔ موم آدھی چٹانک۔ برگنڈی چمچ ... نصف تولہ
 ان سب چیزوں کو ہم ملا کر گھیلنا چاہئے۔ بعد ازاں اگت کے
 سامنے جوتے پر ایک برس سے لگانا چاہئے۔ جب تک
 ایڑی میں خوب جذب نہ ہو جائے تب تک برابر اوسپر لگاتے
 رہیں۔ صرف روغن پائے مویشی (یہ ایک روغن ہے

جو بکری۔ گاؤں جہین غیرہ کے پانوں سے لگا لاجاتا ہے) کے
پہیرنے سے ہی جو تا برسات میں خراب ہونے سے محفوظ رہتا ہو

بوتل کے بند کرنیکی لاکھ بنانے کی ترکیب

بوتلین بند کرنے کے لئے ایک تہیتا

ارزان لاکھ کا نسخہ ہم ذیل میں مندرج کرتے ہیں۔

(۱) رال — آدھ سیر (۲) موم — پاؤ بھر
ان دونوں چیزوں کو ایک لوسے کے ظرف میں الگ پر پگھلاؤ۔
جب خوب پگھل جائیں تب ادھ سین کوئی چیز مثلاً کاجل — تیل یا اور
کوئی رنگ جو مناسب معلوم ہو رنگت کیواسے شریک کرو۔
اور بوتلون کے مُنہ پر بند کرنے کے لئے گرم گرم لگاؤ۔ اگر
اس مرکب کو رکھ چھوڑیں اور بعد تیار کرنے کے کام میں لائیں
تب بتی سے مثل لاکھ کے گرم کر کے لگائیں۔

آلو کا نشاستہ بنانے کی ترکیب

پانچ سیر اچھے آلو لیکر دھو اور چھیلو
اور ٹانڈی بہر پانی میں خوب رگڑو اور دب دم ہلاتے جاؤ۔
بعد ازاں ٹانڈی کے پانی کو ٹھیر جانے دو۔ دوسرے دن
ٹانڈی کے تلے میں نشاستہ جما ہوا ملیگا۔ پہر ٹانڈی کے

پانی کو نتھار کر سپینک دو اور تازہ پانی ڈالو۔ اور پہلے کی طرح خوب ہلا دو۔ اس کی طرح کئی بار پانی بدلو اور ہلا دو اور ٹھہیر جانے دو۔ بعد ازاں پانی نتھار کر دُر دو کو نکالو اور اس کو دھوپ یا دھیمی لگ کے تنور میں خشک کر لو۔

پٹاش بنانے کی ترکیب

جو لوگ جنگلون کو صاف کر کے اونہیں بستے ہیں اونہیں پٹاش کے تیار کرنے کا خوب موقع ملتا ہے۔ پٹاش نہایت کارآمد و قیمتی شے ہے۔ ملک کینڈیا میں ہر سال بہت سی پٹاش تیار ہوتی ہے اور وہاں سے ممالک برطانیہ میں آتی ہے۔ پٹاش جلے ہوئے درختوں کی راکھ سے بنائی جاتی ہے۔ جب زمین صاف کرنے کے لئے درختوں کو جلاتے ہیں تو اونکی راکھ محفوظ رکھتے ہیں اور راکھ کو پیون یا اور کسی ظرف میں جنکے پیندے میں سوراخ ہوتے ہیں راکھ کو اوپر سے پانی ڈالتے ہیں۔ پھر سوراخوں کی راہ سے ایک رقیق شے یا لکڑی باہر نکلتی ہے۔ جب اس کو جوش دیتے ہیں تو پانی اوڑ جاتا ہے اور ایک شے باقی رہ جاتی ہے جسے کالائٹ کہتے ہیں۔ پھر اس دُر دو کو خوب حرارت پہنچاتے ہیں جس سے وہ پگھلتی ہے اور جب اس کو ٹھنڈا کرتے ہیں تو پٹاش حاصل ہوتا ہے۔

اہل کینڈا اسی پٹاش سے صابون تیار کرتے ہیں۔ ایکٹ پیسے بہرہ راکھ کے کہار میں پانچ سیر چربی ملا کر اوبالنے سے بیس سیر عمدہ نرم صابون تیار ہوتا ہے۔

راکھ کے گولے

مختلف درختوں خصوصاً فرن کو درختوں کی راکھ کو تر کر کے گولے بناتے ہیں۔ یہ گولے بجائے صابون کے مستعمل ہوتے ہیں اور اونسے روغنی تصویریں خوب صاف ہوتی ہیں۔

رنگنے کی ترکیب

گہر میں کپڑوں کو اچھی طرح نہین نک سکتے ہیں اس واسطے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ رنگریزوں سے رنگنا چاہیے۔ چھوٹی چھوٹی اونٹنی اور ریشمی چیزیں اس طرح رنگنا چاہیے کہ پہلے کپڑے کو داغ دیتے سے پاکت کریں اور اسکو خوب صابون سے دھو ڈالیں یہ کہ بقدر گرم پانی میں رنگ گھول کر اس میں کپڑے کو ڈبو دیں۔ بعد ازاں نچوڑ کر سکھائیں۔

چھوٹی چھوٹی چیزوں کو سفید جھک کر نیکی ترکیب

ریشم کو سفید جھک کرنے کی ترکیب یہ ہے

کہ اوسکو سفید صابون اور پانی کے ساتھ جوش دو۔ اس سے اوسکا قدرتی زردی مایل رنگت دور ہو جائیگا۔ بعد ازاں اوسکو کچی بار دہو۔ جن چیزوں کو بہت ہی سفید کرنا منظور ہو جیسے دستانے۔ پاتابے وغیرہ انکو گندھک کی دھونی دینا چاہیے یا سلفیورس ایسڈ کو استعمال کرنا چاہئے۔ سینکین اور خشک گھاس جس سے ٹوپیاں تیار ہوتی ہیں گندھک کی دھونی سے بہت صاف ہوتی ہے۔ اسیدوجہ سے اکثر اون ٹوپوں میں جو سینکون اور گھاس سے بنی ہوتی ہیں گندھک کی بو آتی ہے۔

کپڑوں کو جلنے کے ناقابل بنانے کی ترکیب

روٹی کے باریک کپڑوں کو جنین اگت بہت جلد ہڑکٹ اوٹھنے کی از حد قابلیت ہوتی ہے (مثلاً ناسچے۔ تماشا کرنے وغیرہ کے کپڑے) ناقابل افروز بنا سکتے ہیں۔ اور اوسکی ترکیب یہ ہے کہ کلفین ٹنگ سلٹ آف سوڈا یا سلفیٹ آف ایوینا یعنی نوشادر شریک کر کے کپڑوں میں پیریں۔ مگر نسبت سلفیٹ آف ایوینا کے سوڈا کا استعمال بہتر ہے۔ کیونکہ سلفیٹ آف ایوینا میں ایک بہت بڑا عیب یہ ہے کہ استری پیرنے سے کپڑا بہورا ہو جاتا ہے۔ ”بوہس“ کو بھی اس غایت کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

ن اعلا

یہ رسالہ معلم شفیق عینی بن و و بار طبع ہوا
 علوم و فنون سیاست مدن وغیرہ پر آزادانہ بحث کرتا ہے
 ناول ڈراما اور مفید کتابوں کے ترجمے درج ہوتے ہیں
 مضمون مفید خاص فی سطر ایک آنہ مقرر ہر مفید عام مفت
 خریداروں سے چھ روپے سالانہ لیا جاتا ہے پیشگی محصول ڈاکٹ ایک روپہ
 اہل ملک سے حالی غیر ملک والوں سے کمپنی بعد سال کے دیوڑھے

محفی نر

کہ ہمارے مطبع میں کتابیں اشتہارات رتنے وغیرہ نہایت خوش خط
 اور صفائی سے چھپتے ہیں۔ اجرت نہایت
 کم لیجاتی ہے۔ اس مطبع میں معلوم کی
 سچھلی جلدیں بھی فروخت کرتے
 موجود ہیں بشرطہ خوش ہر فی جلد
 تین روپے بھیجائیے
 فقط

ترکرو۔ اور پھر اس کاغذ کو ایک رکابی میں رکھو اور ذرا پاشی ترکرتے جاؤ۔
جو مکھی اور سپرٹنگی وہ فوراً مکر رہ جائیگی۔ مگر جو جانور ان مری ہوئی
مکھیوں کو کھائیگا وہ بھی مرجائیگا۔ اس خطرناک تدبیر کے استعمال میں
بہت ہی بڑی ہوشیاری اور خبرداری کرنا چاہئے۔ "کو آشا" کے
جوشاندے میں شکر ملا کر رکھنے سے مکھیاں دور ہو سکتی ہیں۔
اگر مکانوں میں مکھیاں بکثرت ہوں اور جل کٹے ہوئے فریم یا تصویریں
کے چوکٹے اور شمع دانوں کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو اوپر باریکٹ
کاغذ لپیٹ دینا چاہئے۔

پشمنے کیرٹون کو کیرٹون کو دور کر نیکا طریقہ

پشم اور ریشمی بٹے ہوئے دھاگوں کو کیرٹون سے
محفوظ رکھنے کی عمدہ تدبیر یہ ہے کہ انکو کورے ملل کے تھیلوں
میں بھر کر سیدنا چاہئے۔ اگر یہ تدبیر کارگر نہ ہو تو انکو اکثر نکال
ہوا کھلاتے رہنا چاہئے۔ کافر۔ لیونڈر۔ ریشمالیدر یعنی
روس کے چمڑے وغیرہ کے استعمال کو لوگ جس قدر مفید خیال
کرتے ہیں اس قدر کارآمد نہیں ہے۔ جس پر دانے کو تم اور ہوتا
ہو ادیکھو ادسکو مارڈالو

جلنے وغیرہ محفوظ رہنے کی تدبیریں

اگ کے بارے میں احتیاط یاد دہانہ

گھرون میں آتش زدگی کے واقعات کثرت ہو کر رہتے ہیں۔ لیکن یہ واقعات اکثر بے احتیاطیوں اور بے پرواہیوں کے نتیجے میں ہیں۔ ان واقعات سے محفوظ رہنے کے لئے جانتا کہ عقل و تمیز جابز رکھے احتیاط اور ہوشیاری کرنا چاہئے۔ کیونکہ پرہیز علاج سے بہتر ہے اس واسطے ہم چند ہدایتیں ذیل میں لکھتے ہیں۔

سوتے وقت سر ہانے یا میز پر جلتا ہوا چراغ نہ رکھنا چاہئے۔ بلکہ چراغ گل کر کے سونا چاہئے۔ اگر سمجھو تو اور کہہ سکیں کہ پردوں سے دور اور علیحدہ جلتا ہوا چراغ یا موم کی ایک طرف میں محفوظ جگہ رکھی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ پلنگ کے پاس اگ کی انگلیسی سوتے وقت نہ رکھو۔

اگر تم کاغذ کے ٹکڑوں کو جلا کر چراغ روشن کرو تو اس بات کی بڑی ہوشیاری رکھنا چاہئے کہ بعد چراغ جلائے کے اون کو اچھی طرح بجھا دو۔ نہایت محفوظ طریقہ چراغ روشن کرنے کا یہ ہے کہ ایک چھوٹی سی موم تپتی یا اسپرٹ لیمپ کے ذریعے سے چراغ روشن کریں جو پھونک دینے سے باسانی بجھ جاتی ہے۔ بڑے بڑے کارخانوں۔ شاپوں یا دکانوں میں جہاں بہت سے

چراغ اور لمپ جلایے جاتے ہیں ایک دستی لمپ کے ذریعے سے چراغ روشن کئے جاتے ہیں اور انکو روشن کرنے کا کام ایک خاص شخص کے تفویض ہونا چاہئے۔ ایسے مقاموں میں ”سیفٹی میچ“ یا اون یا سٹاک کو استعمال کرنا چاہئے جو بکس یا ڈبی ہی پر رکھنے سے جلتی ہیں۔

”گیس لائٹ“ کو پھونک کر نہ بجانا چاہئے۔ جب اسکو بجانا چاہیں تب بجانے کے پیچ کو مڑوڑنا چاہئے۔ اگر اتفاقاً کسی سبب سے گیس نکل جائے اور دفعتاً بدبو معلوم ہو تو چاہئے کہ پیچ مذکور کے پاس سے گیس کو خارج کر دیں اور کھڑکیوں کے دروازے کھول دیں تاکہ تازی ہوا اندر آئے مگر ایسی صورت میں جبکہ گیس کمروں میں موجود ہو جلتی ہوئی تہی دھان نہ لئے جانا چاہئے۔

تین مہینے میں کم از کم ایک بار یا اس سے زیادہ جیسی ضرورت ہو چمنیوں یا دودکشوں کو جو باورچینا نوں کی چھتوں میں دھوان نکلنے کے لئے نصب کئے جاتے ہیں صاف دپاک کرانا چاہئے۔ تاکہ جو کچھ دود یا کاجل اد نہیں اکٹھا ہو جاتا ہے اوسمیں آگ نہ لگ اٹھے۔ کڑیاں چمنی کے پاس رکھنے سے شگ آگ اٹھتی ہیں اور اسوجہ سے بعض اوقات مکانات میں آگ لگ جاتی ہے۔ اسواسطے مکان بنانے کے وقت اس بات کی بڑی احتیاط کریں کہ کوئی کڑی چمنی یا دودکش کے قریب نہ کہیں۔

مندرجہ ذیل ہدایتیں آگ لگنے کے وقت

بڑی کار آمد ہیں۔ اسے ہموک آگ بجھانے کے طریقے بخوبی معلوم ہوتے ہیں۔

چمنی یا دودکش میں آگ لگنا

جب چمنی یا دودکش میں آگ لگے تب فوراً جلدی سے
ٹم ایک کتل یا دوری کا ٹکڑا آتش دان پر لٹکانا چاہئے۔ چند مٹھی نمک
آگ میں ڈالنے سے یہی بہت جلد آگ بجھ جاتی ہے۔ گندک کا
برادہ جلتے ہوئے کو ٹلون کے مدہم مقاموں پر پھیلا کر ڈالنے سے بھی
آگ کے بجھانے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ کیونکہ آگ پر گندک کا
برادہ ڈالنے سے جو دھواں پیدا ہوتا ہے وہ شعلے کو بجھاتا ہے۔
دودکش کی چوٹی پر سے پانی ڈال کر آگ بجھانا کچھ اچھا طریقہ نہیں۔
یہ بھونڈا طریقہ آگ بجھانے کا ہے۔ اس سے سامان اور اسباب
کو جو مکان میں رکھا ہوتا ہے اکثر بہت کچھ نقصان پہنچتا ہے۔
اسی طرح دودکش کے منہ کو ڈیکنے اور بند کرنے سے بھی آگ بجھانا
اچھا نہیں ہے۔ کیونکہ جب چمنی یا دودکش کا منہ بند ہو جائیگا
تو تمام دھواں اور بدبو مکان کے اندر بھر لیگی۔ اگر ہر ایک آتش دان
میں ڈیمپر یا لوسپے کے کوڑے رکھے جائیں جو اس کے منہ کو پورے
تور سے بند کریں تو چمنیوں یا دودکشوں میں آگ لگنے سے زیادہ
زیادہ نہیں اور اس کا بجھانا کوئی بڑی بات نہیں۔ کیونکہ اس وقت
آگ بجھانے کے لئے یہی کافی ہو گا کہ ڈیمپر یا کوڑے جلدی سے بند

کروٹے جائیں۔ اب آجکل تمام آتش دانوں میں ڈیمپر رکھے جاتے ہیں۔
 پتھروں یا دودکشوں کے صاف کرنے کا یہ نہایت ہی بھونڈا طریقہ ہے
 کہ اونچے آگ لگائیں اور اس سے بھرا دود اور کاجل وغیرہ اڑیں
 جس سے ہوا سب جل کر دور ہو جاسکے۔ حالانکہ آگ لگانے سے ہوا
 اندیشہ نہ ہو مگر بھی اس طریقے کا استعمال بالکل ناجائز ہے۔ کیونکہ
 دودکشوں میں آگ لگانے سے جو ایک سخت حرارت پیدا ہوتی
 ہے وہ دیواروں کو کمزور اور بوزا کر دیتی ہے۔

کپڑوں میں آگ لگانا

جس وقت خدا نخواستہ تمہارے کپڑوں میں آگ لگے
 اور تم کو معلوم ہو کہ تم کو چاہئے کہ تم چپ چاپ اور مستقل مزاج رہو۔
 اور خوف زدہ نہ ہو کر فوراً ایسا کرنا شروع نہ کرو کہ آگ بجائے۔ اگر تم یہ
 قریب کوئی کپڑا (دھری) میرا پوش وغیرہ نہ ہو تو اس کو جلد سے لے
 اور اس کو اوڑھ کر چاروں طرف سے خوب کس کر بیٹ لو۔ اگر یہ
 تدبیر بھرتی اور چالاکئی سے کی جائے تو آگ فوراً بجھ جائے گی۔
 اگر اس وقت کوئی اس قسم کا کپڑا پہن رہا ہے جس پر آگ لگی ہو تو فوراً اس کو
 ہوا جو تم کو مدد پہنچائے تو اس صورت میں تم کو چاہئے کہ تم زمین پر
 لوٹنے لگو اور اپنے کپڑے خوب سمیٹے رہو۔ زمین پر لوٹنے سے
 آگ بجھ جاتی ہے مگر کپڑوں میں آگ لگنے کے وقت ہمیشہ اس بات کی

احتیاط رہے کہ کپڑے سمٹے رہیں۔ جس صورت میں کوئی کمرل وغیرہ
استیباب نہ ہو مگر کوئی مرد و بان موجود ہو تو اس صورت میں اس مرد کو
چاہئے کہ وہ اپنا کوٹ یا دگلا بشرطیکہ وہ کسی موٹے کپڑے جیسے
بانائے وغیرہ کلا ہو فوراً ادا کر تھارے چاروں طرف لمبیٹ دے یا اگر
کوئی عورت اس موقع پر موجود ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنی مثال تمہیداً لکھ دے اور کھوا و خیمین کہیں

گھر میں ایک لکٹ

جب گہرینیاں لگے اور تمام مکان میں خوب ہواں
بھرا ہو تو سید ہے کھڑے ہو کر اس مکان سے نہ نکلنا چاہئے
کیونکہ اس میں دم گہٹ کر عمر جاننے کا اندیشہ ہے۔ اس صورت
میں ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل جھک کر چلنا چاہئے۔ کیونکہ ایسے
مقاموں میں جہاں دھواں بکثرت بھرا ہوتا ہے اچھی ہوا زمین سے
ملی ہوئی رہتی ہے۔ جب رات کو گہرینیاں لگے اور شور و غل
انکھ چوکنے تو اس وقت مزاج مستقل رکھنا چاہئے اور پریشان اور
نفسخہ خاطر نہ ہونا چاہئے اور بغیر سوچے سمجھے کوئی حرکت نہ کرنا چاہئے۔
ایسی صورتوں میں موقع محل سوچ سمجھ کر نکل جانے سے آدمی بچ جاتا
ہے۔ سیڑھیوں پر سے اترنے یا چڑھنے یا اور کسی راہ سے
حسب موقع بھاگ جانے سے جان بچتی ہے۔ فلپ صاحب کا
اگ بھانے کا آلہ اور ”ایگزٹنگشٹر“ یعنی اگ بجھانے کا آلہ جو جدید ایجا

سے ہین آگ بجھانے کے لئے بہت کارآمد ہے۔ جب آگ لگے اور فوراً ان آلات سے کام لیا جائے تو بہت جلدی آگ بجھ سکتی ہے۔ ان آگ بجھانے کے آلہ کار میں پانی اور ایک شے بہری جاتی ہے جس سے کاربونک ایسڈ گیس بکثرت نکلتی ہے۔ یہ ہذرے ایک نل کے جو آلات مذکور میں لگایا جاتا ہے کاربونک ایسڈ گیس ہمراہ دھان کے آگ کے شعلوں پر چھوڑی جاتی ہے اور اس تدبیر سے بہت جلد آگ بجھ جاتی ہے۔

آتش زدہ مکانوں سے بھاگنے کی تدبیریں

جن مکانوں میں کالٹھ کی سیڑھیاں ہوتی ہیں اور جب ان میں آگ لگتی ہے تو بوجہ سیڑھیوں میں آگ لگ جانے یا اونچے جگہ پر خاک ہو جانے کے بھاگنا بہت دشوار ہو جاتا ہے۔ ایسی صورتوں میں یا تو کھڑکیوں یا اسکائی لائٹوں یعنی روشنی کے سے نکل جاسکتے ہیں اور دوسرے قریب کے مکان میں پہنچ جاسکتے ہیں۔ اس واسطے جس مکان میں کالٹھ کی سیڑھیاں ہوں اس میں ایک چوڑا دروازہ یا ”ٹریپ ڈور“ بہت مین ضرور رکھنا چاہئے اور کوئی آلہ اس قسم کا بھی رکھنا چاہئے جس کے ذریعے سے کھڑکیوں وغیرہ میں سے زمین آگ بجھاؤ تمام اتر سکیں۔ اس قسم کا آلہ جو اس ٹریپ کے لئے بہت بکارآمد ہے رسی کی سیڑھی ہے۔ رسی کی سیڑھی

مختلف صورت و وضع کی ہوتی ہے اور وہ رشتی میں پہندے دیکر
 بنائی جاتی ہے۔ کپتان میں باہی صاحب کے نزدیک اس غایت
 کے لئے وہ رشتی نہایت کارآمد ہے جس میں پہندے لگے ہوں
 اور تو رشتے سے غافل نہ رہے۔ ~~کپتان میں باہی صاحب کے لئے~~ سہارا ہو
 تاکہ آدمی سہارے پر یکے بعد دیگرے پاؤں ٹیک کر باسانی اور تر
 آئے۔ ~~کپتان میں باہی صاحب کے لئے~~ خفاک حالتوں میں جبکہ کوئی راہ آگ سے بہا گئے
 کے لئے نہ مل سکے اور بحر جھلک مرنے کے اور کوئی چارہ نہ ہو اس
 رشتی کی سیڑھی کے ایک سرے کو پلنگ یا میر سے باندھ دیں اور
 دوسرے سرے کو کھڑکی کے باہر لٹکا کر فوراً اور آئین۔ اس
 تدبیر سے وہ لوگ جو نہایت ہی خوفناک حالت میں ہوں اور کوئی
 صورت آگ سے بہا گئے کی نہونچ سکتے ہیں۔ ہر آدمی کو چاہیے
 کہ ایسی ایک سیڑھی اپنے گھر میں ہمیشہ رکھے۔ علی الخصوص جن
 لوگوں کے مکان میں کاشی کی سیڑھیان ہوں ان کو تو ہر وقت ایک
 گانٹھوں دار رشتی اپنے سونے کے کمرے میں رکھنا نہایت ضروری ہے
 تاکہ جب وقت ضرورت پڑے فوراً اوسکو کام میں لائیں۔ اگر برقت
 ضرورت اس قسم کی کوئی رشتی یا رسی کی سیڑھی موجود نہ ہو اور بے چارہ
 سے اس قسم کی کوئی چیز پہلے سے نہ کہی گئی ہو تو اوس وقت پلنگ
 پر سے دو تین چادرے یا مٹن لین اور ان کے چھوڑوں کو گرہ دیکر
 خوب مضبوط باندھیں اور پھر اس سے رشتی کا کام لیں۔ بڑے بڑے

سینرون اور قصبون میں جا بجا تھانوں یا پولس اسٹیشنوں پر رستی کی
سیڑھیاں ہر وقت موجود رہیں اور بروقت آتش زدگی کام میں لائی

جائیں۔ عفونت کے دفع کرنے اور بائیو ستمی ہو ا صاحبان کی تہن

بہت سی چیزیں دافع عفونت اور ہولے ستمی یا دبائی ہیز

مگر اشیاء مندرجہ ذیل اس غایت کے لئے عموماً مروج ہیں۔

(۱) کلورائین جس میں نامی پوکلورائٹ آف لایم اور سوڈا

بھی شامل ہے۔ (۲) کلورائیڈ آف زنک اور ایلومینیم۔

(۳) پروٹوسلفیٹ آف آیرن۔ (۴) پرمینگنیٹ آف پلاس

(۵) کاربولک اور سلفیورس ایسڈ۔ (۶) کوئلہ۔ (۷) حرارت

ان سب میں سے حرارت بہت بڑی دافع عفونت

ہے اور اس غایت کے لئے نہایت سہل اور ارزان نسخہ ہے۔

جو مریض امراض دبائی یا متعدی میں مبتلا ہوں ان کے اوڑھے اور

بچھانے کے کپڑوں کو ایک گھنٹے تک حرارت دینے سے عفونت

دفع ہو جاتی ہے۔ یہ حرارت جو ان کے کپڑوں کو دی جائے کہو لہتر

ہوئے پانی سے کسی قدر زیادہ ہونا چاہئے۔ دوسو پچاس درجے

فارین ہیٹ تک حرارت پہنچانے سے کپڑے کے رنگ اور سخت

کو کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے۔ کارخانوں اور محتاج خانوں میں

اکثر یہ رواج ہے کہ جو محتاج اور مفلس لوگ امراض متعدی مثل شبت

وغیرہ میں مبتلا ہوتے ہیں یا ان کے کپڑوں میں جو نین وغیرہ پڑ جاتی ہیں ان کے کپڑوں کو پکاتے ہیں۔ چونکہ کاربوئٹک ایسڈ سلفیوئیڈ ہاؤر جن اور بہت سی دوسری مضر اور سمی گیسوں یا ہوا دن کو بہت جلد جذب کر لیتا ہے۔ اور اسید واسطے عموماً دیواروں پر چونہ پیہر پڑتے ہیں۔ کافور۔ عود۔ اگر۔ لبان۔ کاسکریل۔ بہوراکافور اور سکہ عفونت کے دفع کرنے کے لئے اکثر مروج ہیں۔ توتیا یا ہیراکیس یعنی سلفیٹ آف آئرن میں عفونت دفع کرنے کی بہت بڑی خاصیت ہے۔ مثلاً اگر تھوڑا سا توتیا بدررد اور جبری میں ڈالیں تو چند ہی گھنٹوں میں تمام بدبو اور مستعفن ہو اجود نہیں غلاطت اور کثافت کے سڑنے سے پیدا ہوتی ہیں دور ہو جاتی ہیں۔

دافع عفونت گیسوں یا ہوا دن میں سے سلفیوئس ایسڈ گیس یا دو دو گوردو گندہک کے جلانے سے پیدا ہوتا ہے بہ نسبت کلوارین یا خضرتیہ کے زیادہ مروج اور پسند کے لایق ہے دو دو گوردو گندہک زیادہ دافع عفونت حیوانی اور نباتی کوئی دوسری چیز نظر نہیں آتی ہے۔ اس سے بہت جلد عفونت حیوانی اور نباتی دفع ہو جاتی ہے۔

آج کل کاربوئٹک ایسڈ بھی بہت بڑا دافع عفونت خیال کا جاتا ہے۔ کاربوئٹک ایسڈ میں اسکی مقدار سے بے بن گونہ پانی ملا کر ایک عرق بنالینا چاہئے۔ پہر اس عرق کو بیماروں کے

پانخانے اور پیشاب وغیرہ کے ظروف میں ڈالنے سے عفونت دفع ہو جاتی ہے اور مہر لہون اور بدر زون میں بھی ڈالنے سے عفونت دور ہوتی ہے۔

مجلسوں محفلوں اور ناٹکوں میں خطرناک اور نڈیسا واقعات سے محفوظ رہنے کی تدبیر

اس قسم کے مقاموں میں پریشانی اور پرانگیذگی اکثر دو اسباب سے واقع ہوا کرتی ہے۔ ایک تو آگ لگنے کے دوسرے مکان کے گرنے سے۔ مگر عموماً انتشار بغیر کسی اصلی سبب کے ایسے مقاموں میں اکثر پھیل جایا کرتا ہے۔ جہاں ذرا سی کوئی بات واقع ہوئی یا کسی مفسد نے بغرض نقصان دہ مائی کوئی خفیف حرکت کی تو اس وقت فوراً بہر اڑ جاتا ہے اور سخت پریشانی اور پرانگیذگی پھیل جاتی ہے۔ گو یہ پریشانی یا پرانگیذگی کسی سبب سے ہو مگر ایسے مقامات میں اس سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور سخت خطرناک ہوتی ہے۔ ایسے موقعوں پر اگر آدمی ذرا مضبوط رہے اور اپنی فکر سے ذرا کام لے تو خطرات سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اخباروں میں اکثر اس قسم کے واقعات مندرج ہوتے دیکھتے ہیں۔ اس قسم کی بہت سی صورتوں میں اکثر نقصان صرف اس وجہ سے ہوتا ہے کہ جہاں کوئی ذرا سا بھی واقعہ ہو تو مجلسوں اور ناٹکوں میں فوراً

سخت پریشانی اور ہلڑ مچ جاتا ہے اور غل غبار اور گود پہا بند شروع ہو جاتی ہے۔ ہم ہر شخص کو اس موقع پر نصیحت کرتے ہیں کہ جب اس قسم کی واردات ہو اور وہ اس مصیبت میں ناگہان بہینس جائے تو ذرا اپنے دل کو کڑا رکھے اور اوسان خطا نہ کرنے دے جب کہی کسی مجلس اور نمائش میں اگت لگنے یا مکان گرنے کا شور غل بلند ہو تو اسکو چاہیے کہ وہ اپنی جگہ پر باطمینان تمام بیٹھا رہے جب بہتر بہار چھٹ جائے اور لوگ اید ہر اود ہر ہو جائیں تو فوراً موقع پا کر نکلیجائے۔ بہر حال ایسی صورتوں میں پریشان حرکتیں نہ کرنا چاہئے۔ اور اگر بالفرض مکان گرے یا اگت لگے بھی تو بھی اگت جگہ بیٹھے رہنا پر اگتہ حرکتیں کرنے اور کشمکش اور ریل پیل میں دروا سے گھسکر نکلنے سے بہتر ہے۔

مجنون یا دیوانہ آدمی کے حملے سے بچنے کی تدبیر

گہروں میں کہی کوئی آدمی دفعتاً مجنون یا دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اور گہروں والوں پر سخت اور خوفناک حملہ کر بیٹھتا ہے۔ ایسی صورتوں میں انسان کو چاہئے کہ ہوش و حواس درست رکھے۔ اور اگر ضرورت ہو تو مجنون کو اسوقت تک ذرا دم دنا گ دیتے رہنا چاہئے جب تک اور لوگ امداد کے لئے آجائیں یا کسی تدبیر اود جیلہ و مگر سے کرے نکل بہا گنا چاہئے۔

بگیا کے واقعات سے محفوظ رہنے کی تدبیر

جب کچ بگیا کے گھوڑے بگیا لیکر بے تحاشا بگسٹ بہاگین اور روکے سے زخمین اور تم اوس میں بیٹھے ہو تو اوقت تمکو چاہیے کہ اپنی جگہ چپ چاپ بیٹھے رہو۔ اور بخوف بگیا لوٹ جانے کے اپنے ہاتھ پانوں نہ ہلاؤ۔ اس صورت میں تم صرف باطمینان تمام اپنے ہاتھ پانوں سمیٹے بگیا میں بیٹھے رہو۔ جب وہ گر بگیا یا کسی طرف کو لوٹ جائیگی تو تم بھی ڈھیلے کی طرح باسانی بغیر کسی چوٹ اور مضرت کے اوس طرف کو گر پڑو کے جد ہر بگیا گڑ کیگی اور اس تدبیر سے تم چوٹ سے محفوظ رہو گے۔ بہت سے دفعات ہم نے ایسے واقعات میں مردوں اور عورتوں کو چلائے اور اپنے ہاتھ بگیا کی کہڑ کیوں سے مدد مانگنے کے لئے باہر نکالتے ہوئے دیکھے ہیں۔ اس حرکت سے بجز ہاتھ پانوں کی ہڈی ٹوٹنے کے اور کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اگر کھلی ہوئی دو بیہوش کی بگیا ہو تو اس صورت میں باتو چپ چاپ اپنی جگہ پر بیٹھے رہو یا پیچھے کی طرف سے کو دپڑو مگر کو دے میں اس بات کا خیال رہے کہ پہلے اس قدر دور تک بگیا سے لٹکتے ہوئے چلے جائیں بعد ازاں ہاتھوں کے بل کو دپڑیں۔

دوڑتی ہوئی بگیا یا گاڑی پر سے کہیں دفعات نہیں کودنا چاہیے۔ مگر جب کوئی اونچی جگہ سامنے آجائے تو

اوس پر فوراً اور بڑا جانا چاہیے۔

اینڈرین اور پانی کا تنظیم

اگت جلائے کا طریقہ

انگلیشی۔ تیز اور چولہے میں سے پہلے راکھ نکالو اور پھر اونچین سجے کوٹلون کی ایک تھہ جماؤ۔ بعد ازاں ادسپر کاغذ کے ٹکڑوں کا ایک چھوٹا ڈبیر جماؤ۔ اس کاغذ کے ڈبیر کے چاروں طرف پتلی پتلی چھوٹی لکڑیاں سطح ایک دوسرے لگا کر رکھو جیسے سپاہی بندوقین کھڑی کرتے ہیں۔ ان لکڑیوں کے انبار کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے کوٹلون کی ایک پتلی تھہ چڑھانا چاہئے۔ اور انبار کی چوٹی گھلی رہنے دینا چاہئے یا باریک کوٹلون سے ڈبک دینا چاہئے۔ اب اسمین اگت لگانا چاہئے مگر جب تک اگت خوب اچھی طرح نہ جلے تب تک دھور لکڑیاں نہ کہنا چاہئے۔ جب انبار مذکور کی پتلی پتلی لکڑیاں جلنے لگتی ہیں تب پہلے انکے نیچے کے ٹوٹیلے سُلگت اور جل اڑتے ہیں۔ یہ طریقہ اگت جلائے کا جسے ہم نے بیان کیا بہت کارآمد ہے۔ اس سے اگت بہت جلد اور بیاہنی جل اڑتی ہے۔ اور دھواں کم نکلتا ہے۔ اگت جلائے

کے لئے تھوڑی ہی لکڑی درکار ہے اگر لکڑیاں پتلی اور چوٹی ہوں۔ مگر پتلی اور چوٹی لکڑیوں کو کاغذ کے متصل رکھنا چاہئے اور اس سے موٹی لکڑیوں کو انکے بعد رکھنا چاہئے۔ کاغذ رکھنے سے غایت ہوتی ہے کہ لکڑیوں میں جلد آگ لگی جائے اس واسطے اوسطہ کاغذ کے ٹکڑے رکھنا چاہئے جس میں بہ غایت پوری ہو۔ لکڑی کے بڑے اور کونیلے کے سفوف سے گولے اور ٹکیاں تیار کی جاتی ہیں اور بہت ہی ارزان دکانوں میں ملتی۔ ان سے ہی آگ بہت جلد جلتی ہے۔

ستا ایندھن

جہاں کونیلے کم اور مینگے ہوں وہاں ستا ایندھن اس ترکیب سے تیار ہو سکتا ہے کہ کونلون کا کوڑا یا سفوف لیکر چکنی مٹی میں ملائیں اور پھر اس مضمزوج کو پانی سے تر کر کے اوسکے گولے یا اینٹیں بنائیں۔ جب یہ گولے یا اینٹیں خشک ہو جائیں تب اونکو جلانے کے کام میں لائیں۔ یہ ایک نہایت عمدہ ترکیب ستے ایندھن کے حاصل کرنے کی ہے۔ اور اسکی آگ بہت دیر تک ٹھہرتی ہے۔

زیادہ دھوئیں والی چٹیاں یا دودکش

چھینون میں سے زیادہ دھوان نکلنے

کے بہت سے مختلف اسباب ہیں۔ لیکن یہ سب اسباب ہوا اور حرارت کی خاصیتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ دھوان کا جل کے باریک اجزاء ہیں جو بذریعہ گرم ہوا کے اوپر چڑھتے ہیں۔ چھنی میں سے دھوان بخوبی خارج ہونے کے لئے یہ ضرور ہے کہ جو گرم ہوا اگلے سے نکلے اوسمیں ٹھنڈی ہوا شامل نہ ہونے پائے۔ نہ تو ٹھنڈی ہوا چھنی کے نیچے اور نہ اوپر سے اگر اوسمیں ملنے پائے۔ اس خایت کے لئے دو باتوں کا لحاظ بہت ضرور ہے۔ اول تو یہ کہ چولہا یا آتشدان بہت بڑا نہ بنایا جائے۔ دوسرے یہ کہ چھنی لمبی ہو۔ چھنی سے زیادہ دھوان نکلنے کا بہت بڑا سبب یہی ہے کہ جب گرم ہوا خارج ہوتی ہے تو اوسوقت خواہ چھنی کے منہ کے پاس یا حلقہ کے پاس ٹھنڈی ہوا اوسمیں شامل ہو جاتی ہے اور وہ کا جل کے اجزاء کو سرعت اوپر نہیں چڑھنے دیتی ہے۔ بلکہ کبھی کبھی دھوان مطلق خارج نہیں ہوتا ہے۔ اس واسطے آتشدان میں سے گرم ہوا جس قدر سستی سمٹائی نکلے گی اوس قدر پتلی ہوگی۔ اور جب چھنی لمبی ہوگی تو یہ گرم ہوا بلا غلط ٹھنڈی ہوا کے چھنی میں سے گزر جائیگی۔ اس طرح ٹھنڈی ہوا کو اوسمیں شریک ہونے اور دھوان پیدا کرنے کا کوئی موقع علیگاہ پس بہت سی صورتوں میں دھوان کا علاج اس طرح ہو سکتا ہے۔

کہ چینی کا منہ چھوٹا کیا جائے مگر اس بات کا خیال ہے کہ تازی ہوا
 اگن جلنے کے لئے آتی رہے۔ مگر چینی کا منہ ایکبارگی چھوٹا
 نہ کر دینا چاہئے بلکہ بتدریج اور رفتہ رفتہ اس کو کم کرتے جائیں اور
 پہر کی قدر لبا اور پر کی طرف لئے جائیں۔ تاکہ تازی ہوا ایدہر
 اور دہر خالی مقاموں میں بہری رہے۔ جب چینی نیچے چوڑی اور
 بتدریج اوپر تنگ ہوتی ہے تو ٹنڈی ہو اور اسکے تلے کے پاس جھج
 رہتی ہے اور جب ہوا کا جو لگا چینی میں آتا ہے تو دہوان فوراً باورچینا
 میں لوٹ آتا ہے یہ بہت بڑا عیب چینی کا خیال کیا جاتا ہے۔ اور
 اس سے بہت ہی بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ جہاں ذرا بھی ہوا چلی
 تمام دہوان مکان میں بہر گیا۔ اس خرابی کا سبب صرف چینی کی
 تعمیر میں غلطی کرنا ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ مکان کی وضع اور ساخت
 سے بھی یہ خرابی لاحق ہو۔ اب ہم اس بار میں کچھ تہوڑا سا لکھتے ہیں۔
 بہت سی صورتیں ایسی نظر آتی ہیں کہ جب

باورچینا نے کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے تو آتش دان یا چولہے
 میں سے دہوان بکثرت نکلنے لگتا ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ
 کمرے میں اس قدر تازی ہوا نہیں ہوتی کہ جس سے اگن اچھی طرح
 جلے۔ دروازہ بند کر دینے سے بیرونی ہوا کا توج کم ہو جاتا ہے
 اور باورچینا نے کے کمرے کی ہوا میں اس قدر زور باقی نہیں رہتا
 ہے کہ وہ دہوان کو اوپر اٹھائے۔ اس واسطے دہوان کمرے میں

بھی بہر جاتا ہے۔ جب باور چنانے کا دروازہ اور آتش دان یا چولہے ایک ہی جانب ہوتے ہیں تب اوسمین دھوان اکثر بہر جاتا ہے۔ مکان بنانے کے وقت اس بات کا صحیح نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ علاوہ ازیں اس خرابی کا علاج یہ ہے کہ چینی کا منہ تنگ رکھنا چاہیے اور اس کی گردن لمبی کر دینا چاہیے۔ کیونکہ جب چینی لمبی ہوگی تو اس وقت گرم ہوا اس قدر زور کے ساتھ اوپر چڑھے گی کہ خارجی دوزن ہو ایچھے نہ آسکیگی اور اگر آئیگی بھی تو اس قدر نیچے نہ آنے پائیگی جس سے دھوان مکان میں بہر جائے۔

چینی کی تعمیر میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ پہلے کی قدر در تک چینی کو سیدھا بنا کر لئے جائیں بعد ازاں اوسمین خم دیں۔ اس سے فائدہ یہ ہے کہ گرم ہوا کو اوپر چڑھنے میں مدد ملتی ہے۔ چینی کا منہ بند آنے کے قبل اوسمین ایک دو خم دینا نہایت ضرور ہے۔ گرین چینی میں دو خم ہوتے ہیں۔ چینی میں اوپر خم دینے سے دھوان مکان میں بہر جاتا ہے۔ او خم دینے کے فوائد ظاہر ہیں۔ جب ہوا کے سخت اور ناگہانی جھونکے بعض اوقات چینی میں گہتے ہیں تو بوجہ خم کے اونکی طاقت اور زور کم ہو جاتا ہے اور وہ دھوئیں کو مکان میں ڈھکیل نہیں سکتے اور خود بھی مکان تک پہنچنے سے رکھتے ہیں۔ برخلاف اسکے اگر چینی سیدھی بنی ہو تو کوئی چیز ہوائے جھونکوں کو چینی میں

داخل ہونے سے باز نہ رکھے گی۔ اور ہوا کے جھونکے اوس میں داخل ہو کر دھوئین کی راہ کو بند کر دیں گے اور اس واسطے دھواں مکان ہی میں لوٹ کر بہر جائیگا۔ اس موقع پر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب قدر ہو ا کے جھونکے چینی میں ددر تک پہنچیں گے اوس قدر اونکی قوت بڑھتی جائیگی اور روکے سے کم رکنیں گے۔ پس چینی کی چوٹی یا منہ کے پاس خم دینا بہت بہتر ہے۔ اور جب قدر یہہ خم چوٹی کے پاس ہوں گے اوس قدر ہو ا کے جھونکے اندر نہ آنے پائیں گے۔ علاوہ ازیں خم دینے سے یہہ فائدہ بھی ہے کہ جب پانی اگلے اور برف پڑیگا اور پانی اور اگلے خطوط مستقیم میں گریں گے تو وہ خم کی وجہ سے چینی میں نہ آسکیں گے۔ اور اگر چینی صاف نہ ہوگی اور اوس میں کاجل بہت بہر ہوگا تو وہ پانی اور اولون کے پڑھنے سے مکان میں گریگا۔ پس ان وجوہات سے بہت ضرور ہے کہ چینی میں دو ایک خم رکھے جائیں اور مکان بنانے کے وقت ان تمام باتوں کا خیال رکھنا لازم ہے۔

گریٹ چینی یا نسبت دوسری قسم کی چینی

کے زیادہ دھواں دیتی ہے۔ اسکا سبب یہہ ہے کہ اوسکی گردن چھوٹی ہوتی ہے۔ کیونکہ جب دھوئین اور دھواں کے اجزا زیادہ بلند ہوں گے تو اوس وقت دھوئین کا ایک بڑا ستون بنیگا۔ اور پھر اوس ستون کو نیچے دبانے کے لئے مساوی زور درکار ہوگا

مگر گریٹ چینی مین بہت بڑا ستون دہوئیں کا نہیں بن سکتا ہے۔
 کیونکہ اوسکی گردن چوٹی ہوتی ہے۔ جب چوٹی گردن کی چینی مین
 سے دھوان کو ٹکرنے لگے تو اوسکی گردن لمبی کر دینے سے یہ
 خرابی دور ہو سکتی ہے۔ یا اگر گردن اونچی نہ ہو تو پہر ایک
 مٹی یا لوسے کا نل اسکے منہ پر لگا دیں۔ سب سے بہتر یہ ہے
 کہ چینی کی گردن ہی بلند بنانا چاہئے جس سے تمام خرابئیں بشطیکہ
 چینی کے نیچے درستگی ہو دور ہو جاتی ہیں۔ مگر اس پاس کی چیتوں
 کو اس سے اندیشہ ہے۔ چینی کو لمبا کرنے کے لئے اوسمیں لوسے
 یا مٹی کا نل یا ٹیوب لگانا ہی کار آمد ہے۔ اس سے دھوان باسانی
 نکل جاتا ہے اور اسکے لوٹنے کا بہت کم اندیشہ ہوتا ہے۔

ایک اور عام سبب مکان میں زیادہ دھوان
 بہرنے کا یہ ہے کہ ایک چولہے کی آگ دوسرے چولہے کی آگ
 پر غلبہ کرتی ہے۔ مثلاً اگر ایک بڑے کمرے میں دو چولہے اور
 دو چھیاں ہوں اور اون دونوں چولہوں کی آگ جلائی جائے۔ اور
 کمرے کے تمام دروازے اور کھڑکیاں بند کر دی جائیں۔ تو بڑی
 اور قوی آگ دوسری کم اور ضعیف آگ پر غلبہ کرے گی۔ اور بذریعے
 چینی کے ہو کو اوپر سے نیچے شعلے بہہ رکنے کے لئے پہنچے گی۔
 جب یہ خارجی اور اوپری ہوا بڑی آگ کی کوشش سے نیچے
 آئے تو ضعیف اور کمزور آگ کی چینی میں داخل ہوگی اور اسکے دھوئیں

کو نیچے کی طرف مکان میں ڈھکیلیگی جس سے تمام مکان میں دھواں جا بھڑکا
اگر بعض ایک کمرے کے دو مختلف کمروں میں دو چھینان بنائی جائیں
اور دونوں کمروں کے درمیان میں ایک دروازہ رکھا جائے اس طرح
کہ جب وہ درمیانی دروازہ کھول دیا جائے تب دونوں کمرے ایک
ہو جائیں تو اس صورت میں بھی دروازہ کھولنے سے وہی خرابی
پیدا ہوگی چنکا ذکر ابھی رہنے کیا۔ اسکا علاج یہ ہے کہ ہر کمرے
میں ہوا آنے کے پورے ذرائع رکھے جائیں تاکہ کمرے ہوائینے
میں ایک دوسرے کے محتاج نہ ہوں۔

جب چھینان اونچے مکانوں۔ بلند عمارتوں
اور پہاڑوں کے متصل ہوتی ہیں تب بھی دھواں مکان میں لوٹ کر
بہر جاتا ہے اسکا سبب یہ ہے کہ ہوا کے چھونکے چھنی پر اگر گرتے
ہیں اور دھوئیں کو اندر ڈھکیلتے ہیں۔ جس سے دھواں مکان میں
لوٹ آتا ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ کئی
سختوں تک ہوا چھنی ہی میں چکر کھاتی رہتی ہے۔ اس خرابی کے
دو سبب ہیں اول تو مکان کا بیوقوف و غیر مناسب جگہ پر بنانا
دوسرے چھنی میں بیچ و خم نہ رکھنا۔ اس خرابی کے دفع کرنے کا
علاج یہ ہے کہ ایک بہرتی ہوئی لوسہ کی ٹوپی مثل موسم نہایا
"ویدر کاٹ" گر چھنی کے منہ پر لگا دیں تاکہ ہوا کے چھونکے اندر
نہ آنے پائیں۔

پانی کا انتظام

ہر صاحب خانہ کو اس بات کی بڑی خبر دے کر ناچاہئے کہ گہرین پاک و صاف پانی استعمال کیا جائے۔ جہاں کہیں گہلے ہوئے کنوؤں۔ باولینوں اور حوضوں سے پانی لیا جائے وہاں اس امر کی بہت بڑی احتیاط رکھیں کہ کسی قسم کی غلاظت اور کثافت اونکے پاس نہ ہو۔ خصوصاً موسم گرما میں جبکہ حیوانی اور نباتی مادوں میں بہت جلد اثر شروع ہو جاتی ہے اس امر کا لحاظ بہت ضرور ہے۔ کنوؤں کو علی الخصوص جب وہ ایک مدت تک غیر مستعمل پڑے رہیں صاف کرنا چاہئے۔ جن شہروں میں گہر گہر بندریے نلون کے پانی پینے کے انتظام ہو وہاں مندرجہ ذیل امور پر لحاظ بہت ضرور ہے۔

- (۱) اس بات کو اچھی طرح ملاحظہ کر لیا جائے کہ نلون کے منہ کھولنے اور بند کرنے کے سچ یا ڈائین ٹیکٹ اور درست ہوں تاکہ پانی بہنے سے اسباب اور مکان کو مضرت نہ پہنچے
- (۲) جن حوضوں اور چوٹے چوٹے چشموں سے پانی بندریے نلون کے پہنچتا ہو اونکو ہمیشہ اوقات معینہ پر صاف کرتا رہنا چاہیے

پانی کے صاف کرنے کا طریقہ

بلحاظ اقسام غلاظت پاک و صاف کرنے کے بہت سے طریقے ہیں۔ مگر اون میں سے عام۔ سہل اور کارآمد ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

(۱) تروتازہ ہوا لگنے سے پانی میٹھا اور اچھا ہوتا ہے اس غایت کے لئے اس مقدار کافی ہے کہ ایک طرف سے دوسری چوڑے طرف میں ذرا بلندی سے پانی ٹپکا جائے۔

(۲) کوئلے سے خواہ وہ نباتی ہو یا معدنی پانی خوب صاف ہوتا ہے۔ مگر نباتی کو نیلے سے پانی صاف کرنا بہتر ہے۔

پانی کو خواہ کوئیلون کے ذریعے سے چھانٹا یا اوسمین کوئیلون کو ڈالکر ہلانا دونوں طریقے جائز ہیں۔ (۳) آدھی چٹانک

پہنکڑی کے باریک سفوف کو نصف پیسے یا بڑے مشکے بھر غلیظ پانی میں ڈالنے سے چند گھنٹوں کے عرصے میں اوسکی غلاظت

اور کثافت دور جاتی ہے۔ (۴) تھوڑے سے کاربونیٹ آف سوڈا یا پوٹاس کے عرق کو بہاری پانی میں ملائیں ہلکا ہو جائے

پانی چھاننے کا طریقہ

یون تو بہت سے قسم کے فلٹر استعمال ہیں۔ مگر بھیاں پر ہم ایک سادے فلٹر کا نقشہ دیتے ہیں جو بہت بکار آمد ہے۔

نقشہ فلٹر

پہلے پانی اسفنج میں ہو کر گزرتا ہے اور موٹے
کثیف مادوں کو روکتا ہے۔ پھر کنکریوں یا روڑوں —
باریک ریت اور کوئیکہ سفوف کی تہوں میں ہو کر گزرتا ہے
اس ترکیب سے پانی خوب صاف ہوتا ہے۔

پانی کو امتحان کرنے یا جانچنے کے طریقے

فلٹرز اور کثیف مادوں کے چھوٹے چھوٹے
ریزے اور ذرے جو پانی میں تیرتے رہتے ہیں چھاننے یا
فلٹر کرنے سے دور ہو سکتے ہیں یا پانی کو رکھنے سے نیچے
تہ نشین ہو سکتے ہیں۔ مگر جو مادے پانی میں خوب گہل جاتے
ہیں وہ فلٹر وغیرہ سے ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ
فلٹر میں انکو جدا کرنے کی قوت نہیں ہے۔ پس یہاں پر
مختلف امتحان کے طریقوں کو جن سے وہ مادے معلوم

ہو سکتے ہیں جو پانی میں خوب گھل گئے ہوں بیان کرتے ہیں۔

(۱) ”اگر لیٹ آف ایوینا“ کو پانی میں ڈالنے

سے چونہ خواہ وہ کاربونیٹ آف لایم ہو یا سلفیٹ آف لایم دریافت ہو جاتا ہے۔ یعنی اوسکے ڈالنے سے پانی پر سفید سپید ذرے چھلنے کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ (۲) نائٹریٹ آف سلور کے ملائے سے پانی میں کلورائیڈ دریافت ہو جاتا ہے یعنی ان دونوں کے ملنے سے پانی میں سفید سفید ٹکڑے پیدا ہوتے ہیں۔

(۳) جب چند قطرے پر میسکلیٹ آف ٹاش کے پانی میں ڈالیں اور اوس سے ایک گلابی سارنگ یا ”نیک کلر“ پیدا ہو کر فوراً غائب ہو جائے تو سمجھنا چاہئے کہ اوس پانی میں ”ارگنک میٹر“ شریک ہے سالٹ آف لایم یا چونے کے نمک کا پانی میں شریک رہنا کچھ بُرا نہیں ہے سوا اوس صورت کے کہ بہت مقدار شامل ہونے سے پانی بھاری ہو جائے۔ مگر جس پانی میں زیادہ کلورائیڈ آف سوڈیم یا ارگنک میٹر پایا جائے اسکے استعمال میں مضرت کا احتمال ہے اور اوس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

بعض اوقات پانی کو تانے کے برتن میں جوڑ دینے سے اوس میں تابنا شریک ہو جاتا ہے۔ اسکے دریافت کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ ایسے پانی میں جسمین تابنا شریک ہونے کا احتمال ہو ایک بمصفا اور مجلا چھری یا چاقو کے پہلو کو ڈوبالیں۔

اگر باقی ذخیرہ میں تانیا ہو گا تو چہری کے پہلے پر ایک زردی مایل یا سُستہ راداع پڑ جائیگا۔

گھرون مین کارآمد چھوٹی چھوٹی چیزوں کی تیار کرنے کی تدبیریں

اس زمانے میں تمام چیزوں کا گھر میں تیار کرنا کچھ مفید اور باکفایت نہیں ہے۔ کیونکہ جس قدر وقت اور روپیہ اس چیز کے بنانے میں صرف ہو گا اس سے کم میں بازار سے خرید کر سکتے ہیں۔ چیزوں کے بنانے میں نسبت خریدنے کے دام اکثر زیادہ صرف ہوتے ہیں۔ پس ہم بیان پر ان ترکیبوں کو اور لوگوں کے لئے لکھتے ہیں جو دیہات چھوٹے چھوٹے گائون اور شہروں سے دور مقاموں پر رہتے ہیں اور جنکو ضروری اشیاء ملنا مشکل ہے یا ارزان دستیاب نہیں ہو سکتی ہیں۔

جو تھون کی سیاہی بنانے کی ترکیب

جو تھون کی سیاہی بنانے کی کئی ترکیبیں ہیں مگر خاص جزایہ ہیں۔ (۱) اوری بلیکٹ (یعنی ہاتھی دانت

یا ہڈی کے کوسیلے کا باریک سفوف - (۲) سرکہ - (۳) شکر
یا گڑ (۴) تھوڑا میٹھا تیل - (۵) روغن توتیا - ایک نہایت
عمدہ نسخہ سیاہی بنانے کا ہم ذیل میں درج کرتے ہیں :-
(۱) اور می بلیک - دیرہ چٹانک -

(۲) شیرۂ گڑ یا شکر - ایک چٹانک (۳) میٹھا تیل - ایک چھ
(۴) روغن توتیا - آدھی چٹانک (۵) صمغ عربی یا گوند پانی
میں بہیگا ہوا - آدھی چٹانک (۶) سرکہ - ڈھالی پاد -

بلی گھوڑ روغن ساز و سامان کی سیاہی بنانے

کی ترکیب

ایک چٹانک بہیر کی چربی لیک کر تین چٹانک
موم کے ساتھ پگھلاؤ - پہراوسمین گڑ تین چٹانک - نرم
صابون پانی میں گھلا ہوا ایک چٹانک اور باریک سفوف نیل
آدھی چٹانک ملاؤ - جب یہ سب چیزیں آپس میں خوب مل جائیں
تب ڈھالی چٹانک ٹرپن ٹین یعنی تارپن اور شدیکٹ کرو -
پھر ایک سفنج کے ذریعے سے اسکو ساز و سامان پر لگا دے بعد از ان پش
سے پالش یا جلا کرو -

لیہی بنانی کی ترکیب

گہر دن میں لیہی کا اکثر کام پڑتا ہے۔
 لیہی کی عمدہ ترکیب یہ ہے کہ گیہون کے باریکٹ آٹے میں پانی
 شامل کر کے معمولی طور سے پکائیں۔ جب وہ کبھی قدر گاڑا
 ہو جائے تب اوسمیں تھوڑا گلاب دین اور تھوڑا کاربولک ایسڈ
 شریک کریں۔ گلاب دین سے فائدہ یہ ہے کہ لیہی سوکھنے
 نہیں پاتی اور کاربولک ایسڈ سٹراوٹ کو روکتا ہے۔

جو تون کے لئے ”واٹر پروف سٹف“ یا پانی اور
 تری سے محفوظ رکھنے والی شے بنانے کی ترکیب

برسات اور جارے کے موسم میں مندرجہ
 مرکب کو جو تون کی ایڑی اور سیمن پر لگانے سے جوتے بیگنے
 اور تر ہونے سے محفوظ رہتے ہیں۔

السی کا کچا تیل سوا پاؤں۔ روغن نارین
 دو چمچے۔ موم آدھی چٹانک۔ برگنڈی چمچ ... نصف لکڑی
 ان سب چیزوں کو ہم ملا کر گھیلنا چاہئے۔ بعد ازاں الیکٹریک
 سائے جوتے پر ایک برس سے لگانا چاہئے۔ جب تک
 ایڑی میں خوب جذب نہ ہو جائے تب تک برابر اوپر لگاتے
 رہیں۔ صرف روغن پائے مویشی (سیہ ایک روغن ہے

جو بکری۔ گاو۔ مہینس وغیرہ کے پانوں سے لکھا جاتا ہے) کے
پہیرنے سے بھی جو تابرسات میں خراب ہونے سے محفوظ رہتا ہو۔

بوتل کے بند کرنیکی لاکہ بنانے کی ترکیب

بوتلین بند کرنے کے لئے ایک تہی

امزان لاکہ کا نسخہ ہم ذیل میں مندرج کرتے ہیں۔

۱۱۔ رال۔ آدھ سیر (۲) موم۔ پاوہر
ان دونوں چیزوں کو ایک لوسے کے طرف میں اکٹ پر چملاؤ۔
جب خوب گھیل جائیں تب او سین کوئی چیز مثلاً کاجل۔ تیل یا اور
کوئی رنگ جو مناسب معلوم ہو رنگت کیواسطے شریک کرو۔
اور بوتلون کے مُنہ پر بند کرنے کے لئے گرم گرم لگاؤ۔ اگر
اس مرکب کو رکھ چھڑین اور بعد تیار کرنے کے کام میں لائیں
تب تہی سے مثل لاکہ کے گرم کر کے لگائیں۔

آلو کا نشاستہ بنانے کی ترکیب

پانچ سیر اچھے آلو لیکر دھو اور چیلو
اور مانڈی بہر پانی میں خوب رگڑو اور دم بدم ہلاتے جاؤ۔
بعد ازان مانڈی کے پانی کو ٹہیر جاتے دو۔ دوسرے دن
مانڈی کے تہی میں نشاستہ جما ہوا ملیگا۔ پہر مانڈی کے

پانی کو نتھار کر پیٹ دو اور تازہ پانی ڈالو۔ اور پہلے کی طرح
خوب ہلا دو۔ اسی طرح کئی بار پانی بدلو اور ہلا دو اور ٹھہیر جانے
دو۔ بعد ازاں پانی نتھار کر دُر دو کو نکالو اور اوس کو دھوپ یا
دھیمی لگن کے تنور میں خشک کر لو۔

پٹاش بنانے کی ترکیب

جو لوگ جنگلون کو صاف کر کے اونہیں
بستے ہیں اونہیں پٹاش کے تیار کرنے کا خوب موقع ملتا ہے۔
پٹاش نہایت کارآمد اور قیمتی شے ہے۔ ملک کینڈیا میں
ہر سال بہت سی پٹاش تیار ہوتی ہے اور وہاں سے ممالک برطانیہ
میں آتی ہے۔ پٹاش جلے ہوئے درختوں کی راکھ سے بنائی جاتی
ہے۔ جب زمین صاف کرنے کے لئے درختوں کو جلاتے ہیں
تو اونکی راکھ محفوظ رکھتے ہیں اور راکھ کو پیون یا اور کسی ظرف
میں جنکے پینڈے میں سو راج ہوتے ہیں رگھ کر اوپر سے پانی
ڈالتے ہیں۔ پھر سو راجون کی راہ سے ایک رقیق شے یا لکھی
باہر نکلتی ہے۔ جب اوس کو جوش دیتے ہیں تو پانی اوڑ جاتا ہے
اور ایک شے باقی رہ جاتی ہے جسے کالائٹ کہتے ہیں۔
پھر اس دُر دو کو خوب حرارت پہنچاتے ہیں جس سے وہ پگھلتی ہے
اور جب اوس کو ٹھنڈا کرتے ہیں تو پٹاش حاصل ہوتا ہے۔

اہل کینڈا اسی پٹاش سے صابون تیار کرتے ہیں۔ ایک پیسے بہرہ راکھہ کے کہار میں پانچ سیر چربی ملا کر بولنے سے بیس سیر عمدہ نرم صابون تیار ہوتا ہے۔

راکھہ کے گولے

مختلف درختوں خصوصاً فرن کو درختوں

کی راکھہ کو تر کر کے گولے بناتے ہیں۔ یہ گولے بجائے صابون کے استعمال ہوتے ہیں اور اونے روغنی تصویریں خوب صاف ہوتی ہیں

رنگنے کی ترکیب

گہر میں کپڑوں کو اچھی طرح نہیں رنگ

سکتے ہیں اس واسطے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ رنگریزون سے

رنگنا چاہیے۔ چوٹی چوٹی اونٹنی اور ریشمی چیزیں اس طرح رنگنا

چاہیے کہ پہلے کپڑے کو داغ دیتے سے پاک گرین اور اسکو

خوب صابون سے دھو ڈالیں پہر کس قدر گرم پانی میں رنگ

گول کرادیں کپڑے کو ڈبو دیں۔ بعد ازاں نچوڑ کر سکھائیں۔

چوٹی چوٹی چیزوں کو سفید جھک کر نیکی ترکیب

ریشم کو سفید جھک کرنے کی ترکیب یہ ہے

کہ اوسکو سفید صابون اور پانی کے ساتھ جوش دو۔ اس سے
اوسکا قدرتی تیزی یا ل رنگ دور ہو جائیگا۔ بعد ازاں اوسکو
کئی بار دھو۔ جن چیزوں کو بہت ہی سفید کرنا منظور ہو جیسے
دستانے۔ پاتابے وغیرہ انکو گندکھٹ کی دھونی دیتا چاہیے
یا سلفیورس ایسڈ کو استعمال کرنا چاہئے۔ سینکین اور خشک
گھاس جس سے ٹوپیاں تیار ہوتی ہیں گندکھٹ کی دھونی سے
بہت صاف ہوتی ہے۔ اسیدوجہ سے اکثر اون ٹوپیوں میں
جو سینکوں اور گھاس سے بنی ہوتی ہیں گندکھٹ کی بو آتی ہے۔

کپڑوں کو جلنے کے ناقابل بنانے کی ترکیب

روسی کے یا ریٹ کپڑوں کو جھین لگ
بیت جلد پٹک اوشینے کی از حد قابلیت ہوتی ہے (مثلاً
تاجے تماشا کرنے وغیرہ کے کپڑے) ناقابل افزو زینا
سکتے ہیں۔ اور اوسکی ترکیب یہ ہے کہ کھفین ٹنگ سٹیت
آف سوڈا یا سلفیٹ آف ایوینا یعنی نوشادر مشرک کر کے
کپڑوں میں پیریں۔ مگر نسبت سلفیٹ آف ایوینا کے سوڈا کا
استعمال بہتر ہے۔ کیونکہ سلفیٹ آف ایوینا میں ایک بہت بڑا
عیب یہ ہے کہ استری پیرنے سے کپڑا مہورا ہو جاتا ہے
”بورکس“ کو بھی اس قایت کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

س

- ۲۱ سنگ مرمر کے آشدان اور دو دکش کے صاف کرنیکا طریقہ
۲۰ سامان چوبی کے صاف کرنے کا طریقہ
۵۹ سستا ایندھن

ش

- ۷۸ شیشے کے کاٹنے کی ترکیب

ص

- صاف کرنا اور جلا کرنا -
۱۷ صفائی مکان
۱۸ صفائی فرش چوبی

ع

- ۵۳ عفونت کے دفع کرنے اور دبائی یا سہمی ہوا کے صاف کرنیکی تدبیر

غ

- ۸۱ غیر محسوس سیاہی بنانے کی ترکیب

ف

- ۱۹ فرش اور بشرطہ نجیون کے صاف کرنے کا طریقہ
۳۵ فلائین یا ادنی کپڑوں کے دھونے کا طریقہ

ک

مضمون

صفحہ

۱	کاشٹے والی چیزیں
۱۱	کالچ کے برتن
	کمرے کی دیواروں کے صاف کرنے کا طریقہ
۳۴	کامدار کپڑوں اور سنہری لیس کے دھونے کا طریقہ
۳۶	کپڑے کلف کرنے کا طریقہ
۳۹	کپڑے پر سے داغ دھبے دور کرنے کا طریقہ
۴۰	کپڑے سے انگریزی روشنائی کے داغ چھوڑا نیک طریقہ
۴۲	کھملوں کے دفع کرنے کی تدبیر
۴۳	کلونی یا بگھی
۴۹	کپڑوں میں آگ لگنا
۷۷	کپڑے کو جلنے کے ناقابل بنانے کی ترکیب
۸۳	کاغذ دکھانے والی پکی سیاہی بنانے کی ترکیب
۸۷	کارآمد ضروری اوزار
۸۹	کیرے مکوڑوں کو رکھنے کی ترکیب
	گ
۳۷	گدی تکیوں میں جو پر بھرے جاتے ہیں انکو دھونیکا طریقہ
۴۴	گہریلے - کاکر دج اور جھینگروں کے دور کرنیکا طریقہ
۵۰	گھر میں آگ لگنا

گھردن میں کارآمد چھوٹی چھوٹی چیزوں کے تیار کرنے کی تدبیریں

ل

- ۲۵ لوہے کے چسپے - تنور - انگلیٹھون کے صاف کرنے کا طریقہ
- ۳۰ لمپون کے صاف کرنے کا طریقہ
- ۳۱ لمپ گلاس یا لمپون کو شیشون یا چنیون کو صاف کرنے کا طریقہ
- ۳۷ لیس یا گوٹے کنری کے دھونے کا طریقہ
- ۷۱ لیس بنانے کی ترکیب
- ۷۸ لیس اور مضبوط پلاسٹر

م

مقتدرہ -

- ۳ مکان کی آراستگی
- ۵ میز کرسی وغیرہ
- ۹ مینا کاری
- ۱۲ ملازم
- ۲۲ مکان کی دیواروں کے صاف کرنے کا طریقہ
- ۳۳ مھاگنی لکڑی کے سامان سے سیاہی کو داغ چھوڑانے کا طریقہ
- ۴۴ مکھیوں کے دور کرنے کا طریقہ

مجلسوں - محفلوں اور ناٹکوں میں خطرناک اور اندیشناک واقعات سے

مضمون

۵۵

محفوظ رہنے کی تدبیر

۵۶

مجنون یا دیوانہ آدمی کے حملے سے بچنے کی تدبیر

۷۷

مفترج - شدت بنانے کی ترکیب

متفرق ترکیبیں اور تدبیریں -

۹۱

معدنیات



۲۷

نارنجی اور ارغوانی کپڑوں کے دھونیکا طریقہ

۱۰۱

ناخن



۲۴

ہاتھی دانت کے صاف کرنا کا طریقہ

۴۰

ہر قسم کے چکنے داغ دھبے چھوڑانے کا طریقہ

۸۸

ہڈیوں کو صاف کرنے کی ترکیب

اشہار

ہمارے مطبع میں کتب مندرجہ ذیل فروخت کے لئے موجود ہیں خواہشمند خرید کر سکتے ہیں

(۱) رسالہ تربیت و تعلیم قیمت ۸

(۲) رسالہ انتظام خانہ داری قیمت ۸

(۳) سوانح عمری امیر علی شہک قیمت ۱۰ (مع اول دوم)

(۴) تقدیم ۳۰۰۰۰۰ موسوم بہ خورشید اصفی ہی قیمت ۸

عبدودین محمد علی صاحب
مطبع
۱۰

ن اعلا

یہ رسالہ معلم شفیق مبینین و وبلد طبع ہوتا ہے
 علوم و فنون سیاست مدن وغیرہ پر آزادانہ بحث کرتا ہے
 ناول ڈراما اور مفید کتابوں کے ترجمے درج ہوتے ہیں
 مضمون مفید خاص فی سطر ایک آنہ مقرر ہر مفید عام مفت
 خریداروں سے چھپڑ و پلاس لانا لیا جائیگا پیشگی محصول ڈاکٹ ایک روپیہ
 ہل ملک سے عالی غیر ملک والوں سے کمپنی بعد رسال کے دیور ہے

مختصر نثر

ہمارے مطبع میں کتابین اشتہارات رتنے وغیرہ نہایت خوش خط
 اور صفائی سے چھپتے ہیں۔ اُجرت نہایت
 کم لیجاتی ہے۔ اس مطبع میں معلم کی
 پچھلی جلدین بھی فروخت کئے
 موجود ہیں بشرط خواہش
 تین روپیہ بھی کئے

